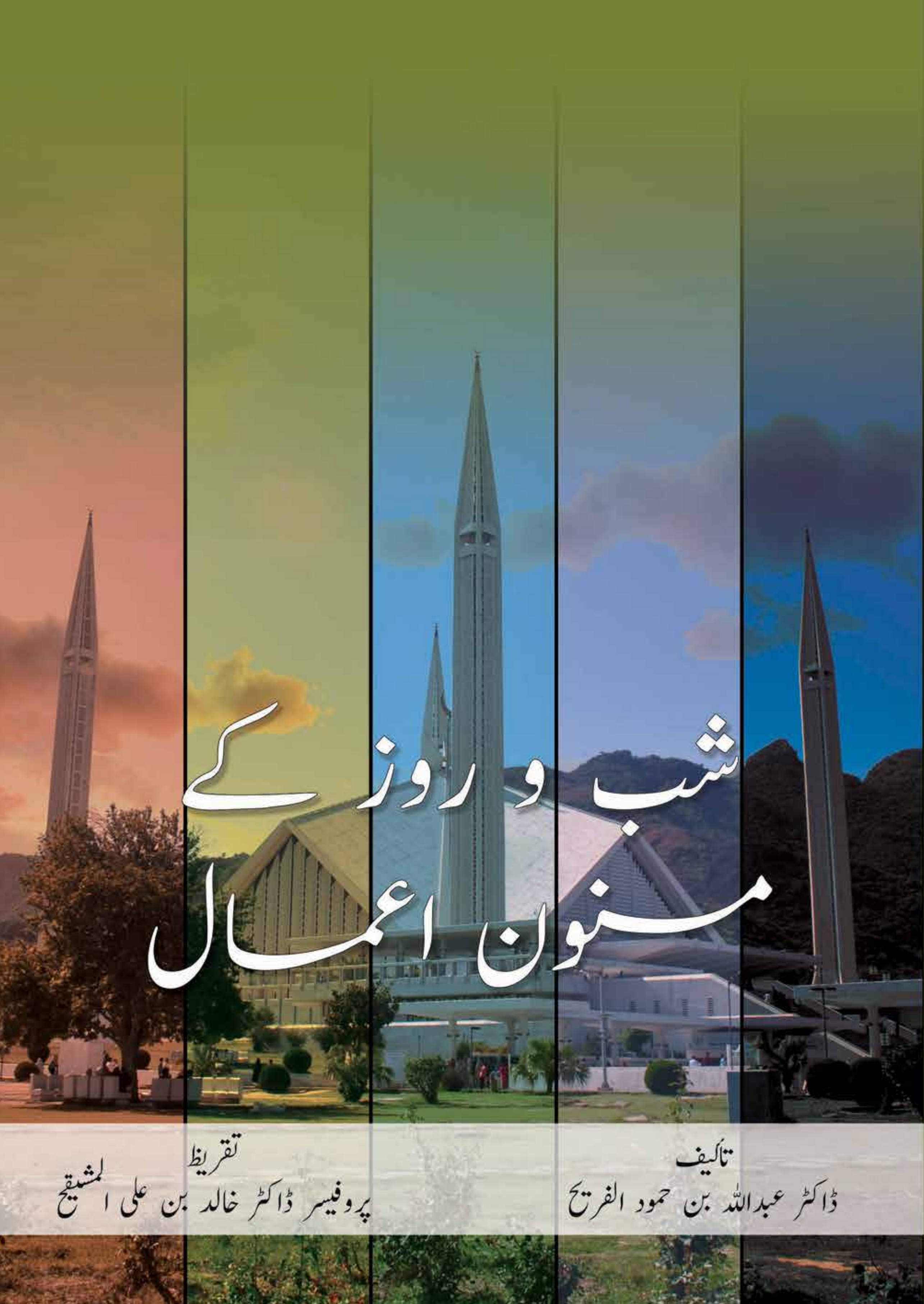

شب و روز کے مسنون اعمال

تألیف
ڈاکٹر عبداللہ بن حمود الفریح

تقریظ
پروفیسر ڈاکٹر خالد بن علی المشیقح

شب و روز کے

مسنون اعمال

اللہ تعالی حدیث قدسی میں ارشاد فرماتے ہیں :

بندہ نوافل سے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہانتک کہ
وہ مجھے محبوب ہو جاتا ہے.

تالیف

ڈاکٹر عبداللہ بن حمود الفریح

تقریظ

پروفیسر ڈاکٹر خالد بن علی المشیقح

پہلی طباعت

1439ھ / 2018م

یہ کتاب دس سے زائد زبانوں میں شائع ہوچکی ہے۔

جو مخیر حضرات اس کتاب کو مفت تقسیم کی غرض سے شائع کرنا چاہتے ہیں یا دوسری زبانوں میں ترجمہ کرنا چاہیں وہ مؤلف سے رجوع کے بعد کر سکتے ہیں ۔ یوں اس کی اشاعت کے حقوق محفوظ نہیں ہیں۔

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرس

مقدمات

موضوع	صفحہ
تقریظ	۱۷
مقدمہ	۱۹
تمہید	۲۲
سنت کے معنی	۲۲
اسلاف میں سنت پر عمل کرنے کی چند مثالیں	۲۲
اتباعِ سنت کے چند نتائج و ثمرات	۲۵

خاص اوقات کی سنتیں

موضوع	صفحہ
فجر سے پہلے کرنے والے اعمال اور سنتیں	۳۰
پہلی قسم: نیند سے بیدار ہونا اور بعد کے اعمال جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے	۳۰
۱ منہ کو مسواک سے خوب اچھی طرح صاف کرنا	۳۰
۲ نیند سے بیدار ہونے پر اللہ کا ذکر کرنا	۳۱
۳ چہرے اور آنکھوں پر ہاتھ پھیر کر نیند اتارنا۔	۳۱
٤ آسمان کی طرف دیکھنا۔	۳۱
۵ سورہ آلِ عمران کی آخری دس آیات کی تلاوت کرنا	۳۱

موضوع	صفحہ
⟨۶⟩ دونوں ہاتھ تین بار دھونا	۳۲
⟨۷⟩ ناک میں پانی چڑھانا اور تین مرتبہ ناک جھاڑنا	۳۲
⟨۸⟩ وضو کرنا	۳۳
◂ وضو کی سنتیں درج ذیل ہیں	۳۳
⟨۱⟩ مسواک کرنا	۳٤
⟨۲⟩ بسم اللہ کہنا	۳٤
⟨۳⟩ تین مرتبہ دونوں ہاتھ دھونا	۳٤
⟨٤⟩ ہاتھ پاؤں دھونے میں دائیں طرف سے آغاز کرنا	۳٥
⟨٥⟩ کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے سے وضو کا آغاز کرنا	۳٥
⟨٦⟩ کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرنا سوائے روزہ دار کے	۳٥
⟨۷⟩ ایک چلو سے کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا	۳٦
⟨۸⟩ سر کا مسح کرنے کا مسنون طریقہ	۳٦
⟨۹⟩ اعضائے وضو تین مرتبہ دھونا	۳۷
⟨۱۰⟩ وضو کرنے کے بعد دعا	۳۷
◆ دوسری قسم: قیام اللیل (نماز تہجد) اور نماز وتر میں بھی کچھ اعمال ہیں جو آپ ﷺ سنت میں سے ہیں	۳۹
⟨۱⟩ سنت یہ ہے کہ آدمی افضل وقت میں نمازِ تہجد پڑھے۔	۳۹
⟨۲⟩ سنت یہ ہے کہ آدمی قیام اللیل میں گیارہ رکعات پڑھے۔	٤۲
⟨۳⟩ یہ بھی سنت ہے کہ نمازِ تہجد کا آغاز دو ہلکی پھلکی رکعتوں سے کیا جائے۔	٤۲
⟨٤⟩ یہ بھی سنت ہے کہ نمازِ تہجد میں استفتاح کی وہ دعائیں پڑھی جائیں جو حدیث میں بیان ہوئی ہیں۔	٤۳
⟨٥⟩ یہ بھی سنت ہے کہ قیام، رکوع اور سجدوں کو لمبا کیا جائے تاکہ نماز کے تمام فعلی ارکان قریباً برابر ہو جائیں۔	٤٤

صفحہ	موضوع
٤٤	⑥ قراء ت کے سلسلے میں جو سنتیں حدیث میں بیان ہوئی ہیں ان پر بھی عمل کرنا چاہیے۔
٤٥	⑦ دو دو رکعات کر کے پڑھنا: یہ بھی سنت ہے کہ ہر دو رکعت میں سلام پھیرا جائے ۔
٤٦	⑧ آخری تین رکعت میں خاص سورتوں کی قراء ت سنت ہے۔
٤٦	⑨ وتر میں دعائے قنوت کرنا سنت ہے۔
٤٨	⑩ رات کی آخری تہائی میں دعا
٤٨	⑪ نماز وتر سے سلام پھیر کر تین مرتبہ 'سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ' کہنا سنت ہے۔ تیسری مرتبہ کہتے ہوئے آواز بلند کی جائے۔
٤٩	⑫ آدمی کو چاہیے کہ وہ نمازِ تہجد کے لیے اہل خانہ کو بھی بیدار کرے۔
٤٩	⑬ یہ بھی سنت ہے کہ نماز تہجد پڑھنے والا اپنے آپ سے نرمی برتے تاکہ تھکاوٹ اُس کے خشوع و خضوع کو متاثر نہ کرے۔
٥٠	⑭ جس شخص کی نمازِ تہجد رہ جائے اُس کے لیے سنت یہ ہے کہ وہ اُسے دن کو جفت عدد میں پڑھے۔
٥٢	فجر کے وقت کرنے والے اعمال اور سنتیں
٥٢	① اذان کا جواب دینا
٥٣	② دونوں شہادتوں کے بعد ذکر
٥٣	③ اذان کے بعد درود خوانی
٥٤	④ اذان کے بعد مسنون دعا کرنا
٥٤	⑤ اذان کے بعد دعا
٥٥	⑥ فجر کی سنتیں: اور اس میں متعدد سنتیں ہیں۔
٥٦	⑦ سنت موکدہ میں زیادہ اہم سنتیں
٥٦	⑧ فجر کی سنتوں کے متعلق چند ضروری باتیں

موضوع	صفحہ
مسجد کی طرف جانا: اور اس میں بھی متعدد سنتیں ہیں۔	٥٨
١ مسجد میں جلدی جانا سنت ہے	٥٨
٢ گھر سے وضو کر کے نکلنا تاکہ ہر قدم پر نیکی ملے	٥٨
٣ نماز کے لیے اطمینان اور وقار کے ساتھ نکلنا	٥٩
٤ مسجد میں داخل ہونے اور باہر نکلنے کا مسنون طریقہ	٥٩
٥ مسجد میں داخل ہوتے اور نکلتے ہوئے مسنون ذکر کرنا	٦٠
٦ تحیۃ المسجد	٦٠
٧ مردوں کے لیے سنت ہے کہ وہ صف اول میں آنے کی کوشش کریں کہ یہ اُن کے لیے افضل صف ہے۔ عورتوں کے لیے افضل صف آخری صف ہے۔	٦١
٨ مقتدی کے لیے سنت ہے کہ وہ امام کے قریب ہو	٦٢
نماز کی سنتیں	٦٣
أ سترہ: سب سے پہلے سترہ سے متعلقہ سنتیں بیان کی جاتی ہیں	٦٣
١ سترہ رکھنا سنت ہے۔	٦٣
٢ سترہ کے قریب کھڑا ہونا	٦٤
٣ نماز میں آگے سے گزرنے والے کو روکنا	٦٤
٤ ہر نماز کے لیے مسواک کرنا	٦٥
ب دورانِ قیام کی سنتیں	٦٥
١ تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے رفع الیدین کرنا	٦٥
٢ رفع الیدین میں انگلیاں اوپر کی جانب کھلی رکھنا	٦٦
٣ مسنون مقام تک ہاتھ اٹھانا	٦٧
٤ تکبیر تحریمہ کے بعد دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا۔	٦٨
٥ دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو تھامنا	٦٧
٦ نماز کے آغاز میں دعائے استفتاح پڑھنا سنت ہے۔	٦٨

موضوع	صفحہ
⟨۷⟩ تعوذ کے کلمات پڑھنا	٦٩
⟨۸⟩ بسم اللہ پڑھنا	۷۰
⟨۹⟩ امام کے ساتھ آمین کہنا	۷۰
⟨۱۰⟩ فاتحہ کے بعد سورت کی قراء ت	۷۱
ج) رکوع کی سنتیں	۷۱
⟨۱⟩ دونوں ہاتھ دونوں گھٹنوں پر رکھنا جیسا کہ گھٹنوں کو پکڑ رکھا ہو، سنت ہے۔ ہاتھوں کی انگلیاں کھلی ہوں۔	۷۱
⟨۲⟩ رکوع کرنے والے کے لیے سنت یہ ہے کہ وہ اپنی کمر سیدھی جھکائے۔	۷۲
⟨۳⟩ یہ سنت ہے کہ رکوع میں کہنیاں پہلوؤں سے الگ رہیں۔	۷۲
⟨٤⟩ رکوع کے مسنون اذکار	۷۳
د) رکوع سے اٹھنے کی سنتیں	۷٤
⟨۱⟩ اس رکن کا طویل کرنا	۷٤
⟨۲⟩ 'رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ' کے یہ مختلف الفاظ گاہے گاہے کہنے چاہئیں	۷٤
⟨۳⟩ رکوع سے سر اٹھانے کے بعد یہ مسنون اذکار	۷٥
ھ) سجدے کی سنتیں	۷٦
⟨۱⟩ سجدے کی حالت میں بازؤں کو پہلوؤں سے اور پیٹ کو رانوں سے الگ رکھنا مسنون ہے۔	۷٦
⟨۲⟩ سجدے کے دوران پاؤں کی انگلیاں قبلہ رخ موڑنا: سنت ہے کہ سجدے کے دوران دونوں پاؤں کی انگلیاں زمین پر ٹکی اور قبلہ کی طرف مڑی ہوں۔	۷۷
⟨۳⟩ سجدے کے مسنون اذکار	۷۸
⟨٤⟩ ان میں سے جتنے اذکار آسانی سے کیے جا سکیں کرنے چاہئیں۔	۷۹
و) دو سجدوں کے درمیان بیٹھنے کی سنتیں	۷۹
⟨۱⟩ یہ سنت ہے کہ نمازی بایاں پاؤں بچھا کر اُس پر بیٹھے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھے۔	۷۹

موضوع	صفحہ
◇۲ اس رکن کا طویل کرنا	۸۰
◇۳ پہلی اور تیسری رکعت کے بعد قیام سے پہلے تھوڑی دیر بیٹھنا	۸۰
ز> تشہد کی سنتیں	۸۱
◇۱ تشہد کی ایک سنت یہ ہے کہ نمازی بایاں پاؤں بچھا کر اُس پر بیٹھے اور دایاں پاؤں کھڑا کرے۔	۸۱
◇۲ تشہد میں بیٹھتے ہوئے ہاتھ کہاں رکھے جائیں	۸۲
◇۳ دورانِ تشہد انگلیاں رکھنے کا طریقہ	۸۳
◇٤ تشہد کے مختلف الفاظ	۸٤
◇٥ اور سنت یہ ہے کہ نمازی ثلاثی اور رباعی نماز کے آخری تشہد میں (تورک)کی حالت میں بیٹھے۔	۸٤
◇٦ درود شریف اور اس کے مختلف صیغے	۸٥
◇۷ سلام پھیرنے سے پہلے چار چیزوں سے پناہ طلب کرنا سنت ہے	۸٦
ح> فرض نماز کے بعد مسنون اذکار: فرض نماز کے بعد ان اذکار کا اہتمام کرنا سنت ہے جو احادیث میں بیان ہوئے ہیں۔	۸۸
ط> نماز فجر کے بعد طلوعِ آفتاب تک جائے نماز پر بیٹھے رہنا سنت ہے	۹۱
◀ صبح و شام کے اذکار	۹۳
◈ چاشت کے وقت کرنے والے اعمال اور سنتیں	۱۰۰
◆ اس کی دلیل	۱۰۰
◆ صلاۃ ضحی کا وقت	۱۰۱
◆ افضل وقت	۱۰۱
◆ صلاۃ ضحی کی رکعات	۱۰۲
◈ ظہر کے وقت کرنے والے اعمال اور سنتیں	۱۰۳
◆ فرائضِ ظہر سے پہلے اور بعد کی سنت نماز	۱۰۳

موضوع	صفحہ
◆ نمازِ ظہر کی پہلی رکعت کے متعلق سنت: نمازِ ظہر کی پہلی رکعت کا طویل کرنا سنت ہے۔	۱۰۳
◆ نمازِ ظہر میں تاخیر: سخت گرمی میں ظہر کی نماز میں یہاں تک تاخیر کرنا سنت ہے کہ گرمی کا زور ٹوٹ جائے۔	۱۰۴
◈ عصر کے وقت کرنے والے اعمال اور سنتیں	۱۰۵
◆ صبح و شام کے اذکار	۱۰۶
◆ اذکارِ صبح کا وقت	۱۰۶
◆ شام کے اذکار کا وقت	۱۰۶
◈ مغرب کے وقت کرنے والے اعمال اور سنتیں	۱۰۸
◆ مغرب کے شروع میں بچوں کو گھر سے باہر جانے سے روک لینا سنت ہے۔	۱۰۸
◆ مغرب کے شروع میں بسم اللہ کہہ کر گھر کے دروازے بند کرنا سنت ہے۔	۱۰۸
◆ نمازِ مغرب سے پہلے دو رکعت سنت	۱۰۹
◆ عشاء سے پہلے سونا مکروہ ہے	۱۱۰
◈ وقتِ عشاء	۱۱۱
◆ عشاء کے بعد مجلس آرائی اور باتیں کرنا مکروہ ہے۔	۱۱۱
◆ اگر نمازیوں پر گراں نہ ہو تو نمازِ عشاء دیر سے پڑھنا افضل ہے۔	۱۱۲
◆ ہر رات سورت اخلاص پڑھنا سنت ہے ۔	۱۱۲
◂ نیند کی سنتیں	۱۱۳
◆ نیند سے متعلق اعمال اور سنتیں	۱۱۳
① سوتے وقت گھر کے دروازے بند کر دینے چاہئیں	۱۱۳
② سونے سے پہلے آگ بجھا دینی چاہیے	۱۱۳
③ سونے سے پہلے وضو کرنا چاہیے	۱۱۴
④ سونے سے پہلے بستر جھاڑنا چاہیے	۱۱۴

موضوع	صفحہ
⑤ دائیں پہلو پر لیٹنا سنت ہے۔	١١٥
⑥ دائیں رخسار تلے دایاں ہاتھ رکھنا سنت ہے	١١٥
⑦ سوتے وقت کے اذکار	١١٦
◆ قرآن کریم میں سے	١١٦
◆ سوتے وقت کے قرآنی اذکار کے بعد اب پیش خدمت ہیں وہ اذکار جو سوتے وقت پڑھنے کے لیے حدیث میں بیان ہوئے ہیں	١١٨
◆ سوتے میں خواب دیکھنے سے متعلقہ سنتیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت کے مطابق خواب کی تین میں سے ایک صورت ہوتی ہے	١٢٣
◆ خواب کے متعلق سنت نبوی میں بتائے گئے آداب کا خیال رکھا جائے تو آدمی خوف و ہراس سے محفوظ رہتا ہے۔ یہ آداب ذیل کی احادیث میں بیان ہوئے ہیں	١٢٣
◆ رات کو کسی وقت بیدار ہونے والے کے لیے دعا	١٢٥

روزمرہ کے غیر مقید اعمال اور سنتیں

موضوع	صفحہ
1 کھانے کے وقت کی سنتیں	١٣٠
١ کھانے کے شروع میں بسم اللہ کہنا	١٣٠
٢ اپنے سامنے سے کھانا	١٣٢
٣ گرا ہوا لقمہ اٹھا کر گرد وغیرہ صاف کر کے اُسے کھا لینا	١٣٢
٤ انگلیاں چاٹنا	١٣٢
٥ برتن صاف کرنا	١٣٣
٦ تین انگلیوں سے کھانا کھانا	١٣٤
٧ پانی پیتے ہوئے تین مرتبہ برتن کے باہر سانس لینا	١٣٤
٨ کھانا کھا کر اللہ کا شکر ادا کرنا مستحسن ہے	١٣٥
٩ اکٹھے مل کر کھانا کھانا	١٣٦
١٠ کھانا پسند آئے تو اُس کی تعریف کرنا	١٣٦
١١ کھانا کھلانے والے کو دعا دینا	١٣٧
١٢ شربت اور پانی وغیرہ خود نوش کرنے کے بعد دائیں ہاتھ بیٹھے شخص کو دینا	١٣٨
١٣ ساقی خود آخر میں پیئے	١٣٨
١٤ رات ہو جائے تو برتن ڈھانپنا اور اللہ کا نام لینا	١٣٩
2 سلام ، ملاقات اور مجلس کے اوقات کی سنتیں	١٤٠
١ سلام کہنا	١٤٠
٢ اگر ضرورت ہو تو تین مرتبہ سلام کہنا مستحب (پسندیدہ) ہے	١٤٠
٣ آدمی جاننے اور نہ جاننے والے کو سلام کہے	١٤٢
٤ سلام کی ابتدا مسنون طریقے کے مطابق کی جائے	١٤٢
٥ بچوں کو سلام کرنا	١٤٣

موضوع	صفحہ
⑥ گھر میں داخل ہوتے ہوئے سلام کہنا	١٤٣
⑦ لوگوں میں کچھ افراد سو رہے ہوں تو آہستہ آواز میں سلام کہنا	١٤٥
⑧ سلام پہنچانا	١٤٥
⑨ مجلس میں بیٹھتے اور اٹھتے ہوئے سلام کہنا	١٤٥
⑩ سلام کہتے ہوئے ہاتھ ملانا	١٤٦
⑪ ملاقات کے وقت مسکرانا اور چہرے کا شگفتہ ہونا	١٤٦
⑫ اچھی بات کہنا	١٤٧
⑬ مجلس میں ذکر الٰہی مستحب (اچھا، پسندیدہ) ہے	١٤٧
⑭ مجلس کے اختتام پر کفارہ مجلس کی دعا پڑھنا	١٤٨
3 لباس اور زیب و زینت کے اوقات کی سنتیں	١٤٩
① دایاں جوتا پہلے پہننا	١٤٩
② سفید کپڑا پہننا	١٥٠
③ خوشبو لگانا	١٥٠
④ کنگھی کرنے میں دائیں طرف اختیار کرنا	١٥١
4 چھینک اور جمائی کے اوقات کی سنتیں	١٥٢
◆ چھینک آنے کی سنتیں	١٥٢
① جس شخص کو چھینک آئے، اُس کے لیے مسنون ہے کہ وہ کہے: 'اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ'	١٥٢
② جس شخص کو چھینک آئے اور وہ 'اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ' نہ کہے تو مسنون یہ ہے کہ اُسے جواب میں دعا نہ دی جائے۔	١٥٣
جمائی لینے سے متعلقہ سنتیں	١٥٤
◆ جمائی آئے تو اُسے آنے سے مقدور بھر روکنا یا منہ پر ہاتھ رکھ لینا سنت ہے۔	١٥٤

موضوع	صفحہ
5 عام روز مرہ کی سنتیں	١٥٦
بیت الخلا میں جانے اور بیت الخلا سے نکلنے کی دعا	١٥٦
وصیت لکھ رکھنا مسنون ہے	١٥٧
خرید و فروخت میں نرمی اور وسعت ظرفی کا مظاہرہ	١٥٨
ہر وضو کے بعد دو رکعت نفل نماز	١٥٨
نماز کا انتظار کرنا	١٥٩
مسواک کرنا	١٥٩
ہر نماز کے لیے نیا وضو کرنا	١٦٠
دعا	١٦٠
١ طہارت کی حالت میں دعا کرنا	١٦٠
٢ قبلہ رو ہونا	١٦١
٣ ہاتھ اٹھانا	١٦٢
٤ حمد و ثنا اور درود شریف سے دعا کا آغاز کرنا: حمد و ثنا اور درود شریف سے دعا کا آغاز کرنا چاہیے۔	١٦٢
٥ اسمائے حسنیٰ کے واسطے سے دعا کرنا	١٦٢
٦ بار بار دعا کرنا اور نہایت اصرار سے دعا کرنا	١٦٣
٧ پوشیدہ دعا کرنا	١٦٣
فائدہ: بعض افراد یہ سوال کرتے ہیں کہ ہم دعا میں کیا مانگیں۔	١٦٤
اللہ تعالیٰ کا ذکر	١٦٦
ذکر الٰہی، حیات القلوب	١٦٦
اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر اپنے ذکر کی ترغیب دی ہے۔	١٦٧
چند اذکارِ مسنونہ	١٦٨

فهرس

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، وبعد:

فقد قرأت في هذا المؤلف للشيخ عبدالله بن حمود الفريح (المنح العلية في بيان السنن اليومية) فقد ألفيته مؤلفاً مفيداً تمل على استقصاء السنن اليومية الفعلية والقولية في الليل والنهار، المنفردة والتابعة لغيرها مما ثبت بالدليل فجزاه الله خيراً، ونفع بمؤلفه آمين، وبالله التوفيق.

كتبه

د/ خالد بن علي المشيقح

(التوقيع)

٧/١١/١٤٣٤هـ

تقریظ

از ڈاکٹر خالد بن علی المشیقح

الحمد للہ وحدہ والصلاۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ, وبعد:

میں نے الشیخ عبداللہ حمود فریح کی اس کتاب

(المنح العلية في بيان السنن اليومية)

کا مطالعہ کیا۔ میں نے اسے بے حد مفید پایا۔ اس میں دلائل سے ثابت شدہ دن رات کی قولی اور فعلی سنتوں کا احاطہ کیا گیاہے۔ اس میں وہ سنتیں بھی شامل ہیں جو اپنی الگ حیثیت رکھتی ہیں او وہ بھی جو دوسری سنتوں کے تابع ہیں۔

اللہ تعالٰی مصنف کو جزائے خیر عطا کرے اور اس کتاب کو نافع بنائے۔

أ. د. خالد بن علي المشيقح

پروفیسر قصیم یونیورسٹی

معلم حرمِ مکی ومدنی

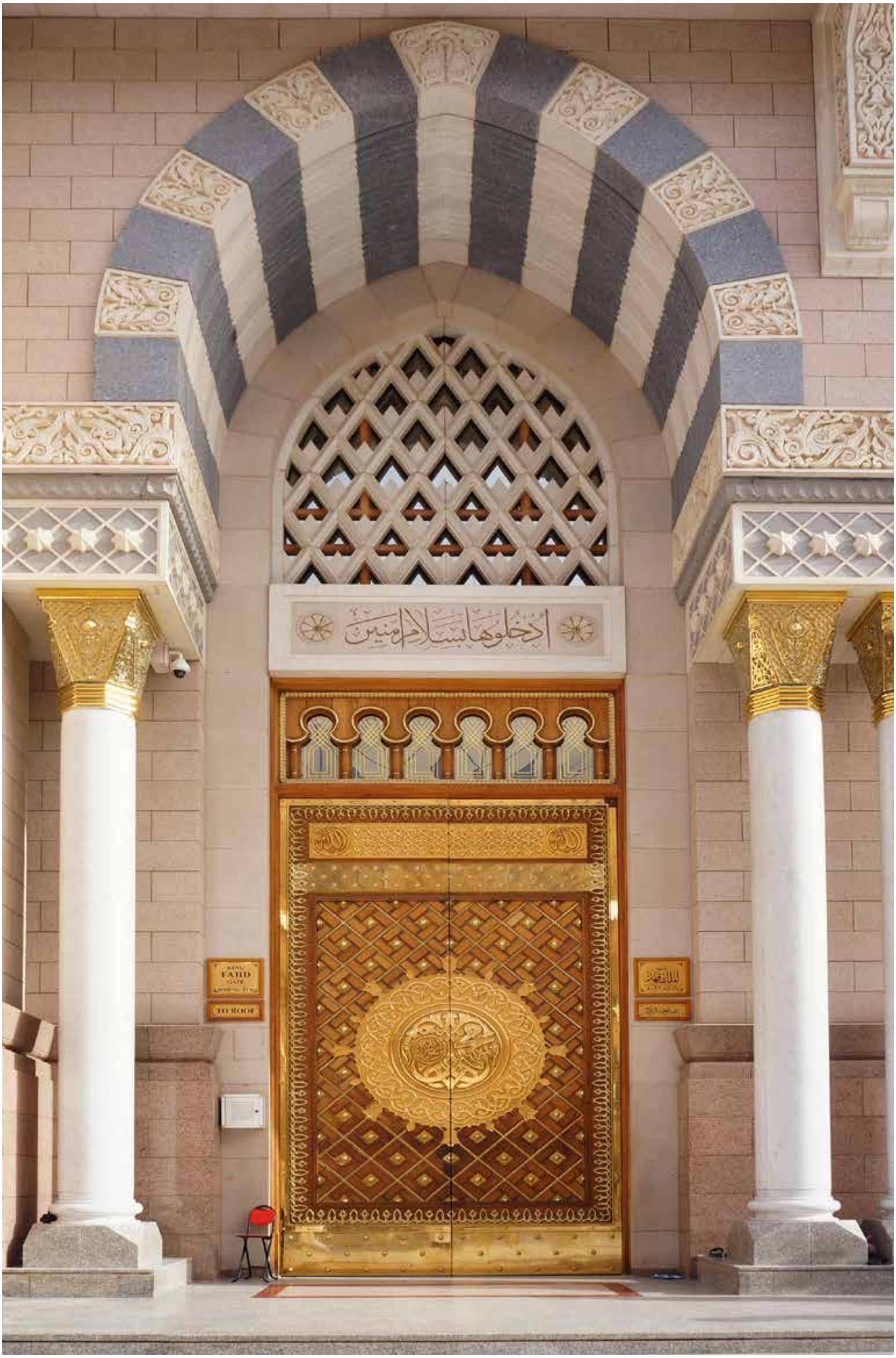
ادخلوها بسلام آمنين
KING
FAHD
GATE
TO ROOF

مقدمہ

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے فرمایا: (لقد کان لکم فی رسول اللہ ...... وذکر اللہ کثیرا)

یوں اُس نے سنتِ نبوی ﷺ کی اتباع کو احکامات شریعت کا حصہ بنایا۔ اور درود وسلام ہو اس بہترین شخصیت پر جنھوں نے کمال اطاعت اور اتباع سنت کی طرف امت کی رہنمائی فرمائی۔ بیداری سے لے کر سونے تک نبی کریم کی دن بھر کی سنتیں قارئین کے پیش خدمت ہیں۔یہ سنتیں اوقات کے لحاظ سے ترتیب دی گئی ہیں تاہم ان میں وہ سنتیں بھی شامل ہیں جو مقررہ اوقات سے وابستہ نہیں ہیں۔

سنت سے میری مراد مستحب ہے۔ مستحب وہ عمل ہے جس کا شارع علیہ السلام نے حکم تو دیا لیکن اُسے لازم نہیں ٹھہرایا۔ اِسے شریعت کا حصہ اس لیے بنایا گیا کہ فرائض درجہ کمال پر پہنچیں اور آدمی کی نیکیوں میں اضافہ ہوتا رہے۔ یہ کتاب میری بنیادی کتاب المنح العلیة فی بیان السنن الیومیة کا اختصار ہے۔ میں نے اس میں سے علمی مسائل اور سنتوں سے متعلقہ فوائد حذف کردیئے ہیں اور سنتوں کو مع دلائل پیش کرنے پر اکتفا کیا ہے۔

اختصار کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ بعض احباب نے اس کا تقاضا کیا تھا۔ دوسرے، مختصر کتاب پڑھنے میں وقت کم لگتاہے۔ تیسری وجہ یہ تھی کہ جو ادارے دعوت اسلام کا فریضہ انجام دیتے ہیں انہیں یہ سہولت حاصل ہو جائے کہ وہ اسے بڑی تعداد میں شائع کرسکیں۔

کتاب لکھنے کا ایک مقصد تو یہ تھا کہ سنت نبوی کو کما حقہ اجاگر کیا جائے جس کا حلیہ مغرب نے بگاڑنے کی مذموم کوششیں کیں۔ دوسرا محرک یہ تھا کہ ہمارے معاشرے میں یہ سوچ کر سنت کو ترک کردیا جاتاہے کہ اس پر کون سا گناہ ہوگا۔ یوں افراد معاشرہ بڑی بھلائی سے محروم ہو رہے ہیں۔ میں نے التزام کیا ہے کہ صرف وہی سنتیں اس کتاب میں لاؤں جو صحیح حدیث سے ثابت ہیں،نیز اُن کے دلائل کا بھی ذکر کروں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں سنت کا پیرو کار بنائے اور حشر کے روز ہمیں زمرہ محمدی میں شامل کرے۔

عبداللہ حمود فریح
رابطہ کے لئے ایمیل
A0504975170@hotmail.com

تمہید

سنت کے معنی

سنت مستحب اور مندوب کے معنی میں ہے۔ (مستحب اور مندوب ایک ہی اصطلاح کے دونام ہیں۔)

سنت وہ عمل ہے جس کا شارع علیہ السلام نے حکم دیا ہے لیکن اُسے لازم نہیں ٹھہرایا۔ اِسے انجام دینے پر ثواب ملتاہے اور ترک کرنے پر گناہ نہیں ہوتا۔

اسلاف میں سنت پر عمل کرنے کی چند مثالیں:

١ نعمان بن سالم نے عمرو بن اوس سے روایت کیا کہ اُن سے عنبسہ بن ابو سفیان نے بیان کیا۔ وہ کہتے ہیں: میں نے سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو یہ فرماتے ہوئے

سنا۔ وہ کہتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جو شخص ایک دن اوررات میں بارہ رکعت (سنت نماز) ادا کرتا ہے، اس کے لیے اُن کے بدلے جنت میں ایک گھر بنا دیا جاتا ہے۔“ (صحیح مسلم، حدیث: 1727۔)

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے ان رکعتوں کے بارے میں سنا ہے، میں نے ان رکعتوں کو کبھی ترک نہیں کیا۔

عنبسہ کہتے ہیں: جب سے میں نے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے ان رکعتوں کی روایت سنی ہے میں نے ان رکعتوں کو ترک نہیں کیا۔

عمرو بن اوس نے کہا: جب سے میں نے عنبسہ سے یہ روایت سنی ہے، میں نے ان رکعتوں کو ترک نہیں کیا۔

نعمان بن سالم کہتے ہیں: جب سے میں نے عمرو بن اوس سے یہ روایت سنی ہے، میں نے ان رکعتوں کو ترک نہیں کیا۔،

٢ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: چکی پر آٹا پیسنے سے سیدہ فاطمہ(رضی اللہ عنہا) کے ہاتھ میں چھالے پڑ گئے۔ کچھ قیدی (اسی اثنا میں) نبی ﷺ کے پاس آئے۔ سیدہ فاطمہ نبی ﷺ کے پاس گئیں لیکن آپ نہ ملے۔ وہ سیدہ عائشہ سے ملیں اور انھیں خبر دی۔ نبی ﷺ تشریف لائے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی آمد کے متعلق بتایا۔ اس پر نبی ﷺ ہمارے یہاں تشریف لائے۔ ہم اپنے بستروں پر آچکے تھے۔ ہم اٹھنے لگے تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”اپنی جگہ پر رہو۔“ آپ ہمارے درمیان بیٹھ گئے۔ میں نے آپ کے قدم کی ٹھنڈک اپنے سینے پر محسوس کی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا میں تم دونوں کو وہ بات نہ بتاؤں جو اُس سے بہتر ہے جس کا تم دونوں نے سوال کیا ہے؟ جب تم

اپنے بستروں پر جاؤ تو چونتیس مرتبہ اللہ اکبر، تینتیس مرتبہ سبحان اللہ اور تینتیس مرتبہ الحمدللہ کہہ لیا کرو۔ یہ تم دونوں کے لیے خادم سے بہتر ہے۔“۔ (صحیح بخاری، حدیث: 3705، و صحیح مسلم، حدیث: 2727۔)

ایک روایت میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ میں نے جب سے نبی ﷺ کا یہ فرمان سنا ہے، یہ وظیفہ کبھی ترک نہیں کیا۔ کسی نے عرض کیا: صفین کی رات بھی نہیں؟ فرمایا: صفین کی رات بھی نہیں۔(صحیح بخاری، حدیث: 5362، و صحیح مسلم، حدیث: 2727۔)

یہ تو معلوم ہی ہے کہ صفین کی رات جنگ ہوئی تھی جس میں ایک فریق کے قائد حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔ اس شدت کی رات بھی وہ اس سنت پر عمل کرنے سے غافل نہ ہوئے۔

٣ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ میت کی نمازِ جنازہ پڑھ کر واپس آجایا کرتے تھے۔ وہ جنازے کے ساتھ قبر تک نہیں جاتے تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ یہی سنت ہے۔ قبر تک جنازے کے ساتھ جانے کی فضیلت سے وہ ناواقف تھے۔ لیکن جب انہیں اس مسئلہ سے متعلق حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کا پتہ چلا تو وہ اب تک سنت کے چھوٹتے رہنے کی وجہ سے نادم ہوئے۔

غور کریں پھر آپ نے کیا کیا؟

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے مٹھی میں پکڑے کنکر زمین پر دے مارے اور فرمایا: ہم نے تو بہت سے قیراط کھو دیے۔ (صحیح بخاری، حدیث: 1324، و صحیح مسلم، حدیث: 945۔)

امام نووی رحمہ اللہ نے اس روایت کے تحت لکھا ہے: معلوم ہوا کہ صحابۂ کرام کو جب کسی نیکی کا پتہ چلتا تو وہ بڑے شوق سے اُس کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔ اور اگر وہ نیکی کرنے سے محروم رہتے تو بڑے افسوس کا اظہار کرتے تھے۔ (دیکھئے المنهاج 15/7)

اتباعِ سنت کے چند نتائج و ثمرات

محترم بھائی اِتباع سنت کے بہت سے ثمرات ہیں.

۱ محبت کے درجے پر پہنچنا۔ بندہ نوافل (سنت نماز) کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کر لیتا ہے۔ یوں وہ حب الٰہی کے درجے پر پہنچ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرنے لگتا ہے۔

امام ابن قیم نے لکھا : اللہ تعالیٰ تم سے تبھی محبت کرے گا جب تم ظاہر و باطن سے اُس کے حبیب کی اتباع کروگے، اُسے سچا جانوگے، اُس کے احکامات کی تعمیل کروگے، اُس کی دعوت قبول کروگے، دل سے اُسے دوسروں پر ترجیح دوگے، دوسرے کا فیصلہ چھوڑ کر اُس کے فیصلے پر آؤگے، تمام لوگوں کی محبت سے کنارہ کش ہوکر اُس کی محبت اپناؤگے اور دوسرے کی اطاعت سے پاؤں کھینچ کر اُس کی اطاعت کا دم بھروگے۔ اکثر یہ نہیں کرسکتے تو مشکل میں مت پڑو اور جہاں سے آئے ہو وہیں لوٹ جاؤ۔ نور تلاش کرو کیونکہ تم کسی شے پر نہیں ہو۔ (مدارج السالکین: 37/3)

۲ اللہ تعالیٰ کی معیت حاصل ہونا: جب بندے کو اللہ تعالیٰ کی معیت حاصل ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بھلائی کی توفیق دیتا ہے۔ تب بندہ وہی کام کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ اس لیے کہ جب وہ درجۂ محبت پر پہنچ جاتا ہے تو اُسے معیت الٰہی بھی نصیب ہو جاتی ہے۔

۳ اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل ہونے سے آدمی کو یہ فضیلت بھی ملتی ہے کہ اُس کی دعائیں شرفِ قبولیت پاتی ہیں۔ وہ اس طرح کہ جو آدمی نوافل کے ساتھ تقربِ الٰہی حاصل کرتا ہے وہ محبت الٰہی پالیتا ہے۔ اور جب وہ محبت الٰہی پالیتا ہے تو اُسے یہ درجہ بھی مل جاتا ہے کہ اُس کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور وہ مستجاب الدعوات بن جاتا ہے۔

اتباعِ سنت کے ان تینوں ثمرات کے دلائل :

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث قدسی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالٰی فرماتے ہیں: جس نے میرے کسی دوست سے عداوت کی اُس کے خلاف میرا اعلان جنگ ہے۔ اور میرا بندہ جس شے سے میرا قرب پاتا ہے اس میں مجھے سب سے زیادہ وہ بات پسند ہے جو میں نے اُس پر فرض قرار دی ہے۔ اور میرا بندہ نوافل سے میرے قریب آتا رہتا ہے تاآنکہ میں اُس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اُس کی سماعت بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اُس کی بصارت بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے (کچھ) مانگے تو میں اُسے ضرور عطا کرتا ہوں۔ اور اگر وہ مجھ سے پناہ مانگے تو میں اسے ضرور پناہ دیتا ہوں۔ اور میں کسی بات کو انجام دینے کے لیے اتنا تردد نہیں کرتا جتنا تردد میں مومن کی جان کے متعلق کرتا ہوں کہ وہ موت کو ناپسند کرتا ہے۔ اور میں اسے تکلیف دینا ناپسند کرتا ہوں۔“ (صحیح بخاری، حدیث: 6502۔)

٤ فرائض میں جو کوتاہی سرزد ہوتی ہے.
نوافل (سنت نماز) سے اُس کے نقصان کا تدارک ہوجاتا ہے۔

اور اس پر دلیل یہ حدیث ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”روزِ قیامت بندے کے اعمال میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا۔ نماز ٹھیک رہی تو وہ فلاح پاگیا اور کامیاب ہوا۔ نماز خراب ہوئی تو وہ خائب و خاسر ہوا۔ فرائض

میں اگر کوئی کمی کوتاہی رہ گئی تو رب تعالیٰ فرمائے گا: دیکھو، میرے بندے کا کوئی نفل بھی ہے۔ یوں فرائض کی کمی کوتاہی نفل سے پوری کر دی جائے گی، پھر بقیہ تمام اعمال کا حساب بھی اسی اصول پر ہوگا۔‘‘ (مسند أحمد: 2/290، وسنن أبي داود، حدیث: 864، وجامع ترمذی، حدیث: 413۔)

خاص اوقات کی سنتیں

خاص اوقات کی سنتوں سے مراد وہ سنتیں ہیں جو دن اور رات کے متعین اوقات سے تعلق رکھتی ہیں۔ میں نے انہیں سات اوقات میں تقسیم کیا ہے: 1 فجر سے پہلے 2 فجر کے وقت 3 ضحیٰ (چاشت) کے وقت 4 ظہر کے وقت 5 عصر کے وقت 6 مغرب کے وقت 7 عشاء کے وقت۔

فجر سے پہلے کرنے والے اعمال اور سنتیں

نیند سے بیدار ہونے کے بعد یہ پہلا وقت ہے۔ اس وقت کی سنتوں کو دو حصوں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

پہلی قسم: نیند سے بیدار ہونا اور بعد کے اعمال جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے.

١ منہ کو مسواک سے خوب اچھی طرح صاف کرنا:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو اٹھتے تو اپنے دہن کو مسواک سے خوب اچھی طرح صاف کرتے۔ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تہجد کے لیے اٹھتے تو اپنا دہن مسواک سے خوب اچھی طرح صاف کرتے۔ (صحیح بخاری، حدیث: 245 ، و صحیح مسلم، حدیث: 255۔)

حدیث میں 'یَشُوصُ فَاہ' کے الفاظ ہیں جس کے معنی ہیں: مسواک کو دانتوں پر دائیں بائیں رگڑنا۔

٢ نیند سے بیدار ہونے پر اللہ کا ذکر کرنا:

صحیح بخاری میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب سونے کا ارادہ کرتے تو کہتے: 'بِاسْمِکَ اللّٰهُمَّ أَمُوتُ وَأَحْيَا' "اے اللہ! تیرے ہی نام سے میں مرتا اور جیتا ہوں۔"

اور جب نیند سے بیدار ہوتے تو کہتے: 'اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ'

"حمد اللہ ہی کے لیے ہے جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کیا اور (بالآخر) اُسی کی طرف زندہ ہو کر اُٹھ جانا ہے۔" (صحیح بخاری، حدیث: 6324، وصحیح مسلم، حدیث: 2711، صحیح مسلم میں یہ روایت حضرت براء سے مروی ہے۔)

٣ چہرے اور آنکھوں پر ہاتھ پھیر کر نیند اتارنا۔

٤ آسمان کی طرف دیکھنا۔

٥ سورہ آلِ عمران کی آخری دس آیات کی تلاوت کرنا:

یہ تینوں سنتیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت سے معلوم ہوتی ہیں وہ ایک رات حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا جو کہ نبی ﷺ کی بیوی اور آپ کی خالہ ہیں کے گھر سو گئے ، کہتے ہیں میں تکیہ کے رُخ لیٹ گیا جبکہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کی اہلیہ گدے کی لمبائی کے رُخ لیٹ گئے۔ رسول اللہ ﷺ سو گئے۔ آدھی رات سے تھوڑی دیر پہلے یا اس کے تھوڑی دیر بعد آپ بیدار ہو گئے۔ پھر آپ بیٹھ گئے اور اپنا دست مبارک پھیر کر چہرے سے نیند اتارنے لگے۔ پھر آپ نے سورہ آلِ عمران کی آخری دس

آیات پڑھیں۔ بعدازاں آپ اٹھے اور ایک لٹکتی ہوئی مشک کی طرف گئے۔ اس سے وضو کیا اور خوب اچھی طرح وضو کیا۔ پھر آپ نماز کے لیے کھڑے ہو گئے۔ (صحیح بخاری، حدیث: 183، و صحیح مسلم، حدیث: 763۔)

مسلم کی روایت (256) میں ہے : ”اللہ کے نبی ﷺ رات کے آخر میں بیدار ہوئے، باہر نکلے، آسمان پر نگاہ دوڑائی اور آل عمران کی یہ آیت پڑھی: (إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ وَاخْتِلاَفِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لآيَاتٍ لِّأُوْلِي الألْبَابِ...)

”بعدازاں آپ اپنے ہاتھ کے ساتھ چہرے سے نیند اتارنے لگے“ مطلب یہ کہ آپ نے اپنا دستِ مبارک آنکھوں اور چہرے پر پھیرا تاکہ نیند کا اثر دور ہوجائے۔

مسلم کی روایت میں یہ بتایاگیا ہے کہ جو شخص اس سنت پر عمل کرنا چاہے اُسے چاہیے کہ وہ (ان فی خلق السماوات ....) سے شروع کرے اور سورہ آل عمران کے آخر تک تلاوت کرے۔

٦ دونوں ہاتھ تین بار دھونا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی نیند سے بیدار ہو تو وہ وضو کے پانی میں اپنے ہاتھ ڈالنے سے پہلے انہیں تین بار دھو لے کیونکہ وہ نہیں جانتا اُس کا ہاتھ رات بھر کہاں کہاں پھرتا رہا۔“ (صحیح بخاری، حدیث: 162، و صحیح مسلم، حدیث: 278۔)

٧ ناک میں پانی کھینچنا اور تین مرتبہ ناک جھاڑنا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی نیند سے بیدار ہو تو وہ تین مرتبہ ناک جھاڑے کیونکہ شیطان اُس کی ناک کے نتھنوں میں رات گزارتا ہے۔“ (صحیح بخاری، حدیث: 3295 صحیح مسلم، حدیث: 238۔) صحیح بخاری کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: ”جب تم میں سے کوئی نیند سے بیدار ہو اور وضو کرے تو وہ تین مرتبہ ناک جھاڑے۔“(صحیح بخاری، حدیث: 3295).

۸ وضو کرنا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی گزشتہ روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب نماز کا ارادہ کیا تو آپ ایک لٹکی ہوئی مشک کی طرف بڑھے اور اُس سے وضو کیا۔

وضو کی سنتیں درج ذیل ہیں:

وضو کا ذکر آیا ہے تو یہاں ہم اختصار کے ساتھ وضو کی سنتیں بیان کرتے ہیں۔ تفصیل کے ساتھ نہیں.

۱ مسواک کرنا:

وضو شروع کرنے سے پہلے یا کلی کرنے سے پہلے مسواک کرنا سنت ہے۔ یہ دوسرا موقع ہے جہاں مسواک کرنا مسنون ہے۔ پہلا موقع نیند سے بیدار ہونے کے بعد کا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں اپنی امت کو مشقت میں ڈال دوں گا، تو میں انہیں ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دے دیتا۔“ (مسند أحمد: 2/460، وصحیح ابن خزیمۃ: 1/73و 140۔) بخاری نے تعلیقا صیغہ جزم کے ساتھ باب سواک الرطب والیابس میں ذکر کیا ہے۔

ایک روایت کے مطابق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ”ہم آپ کے لیے مسواک اور طہارت کا پانی تیار رکھا کرتے تھے۔ اللہ جب چاہتا، رات میں آپ کو بیدار کرتا، پھر آپ مسواک کرتے، وضو کرتے اور نماز پڑھتے۔“ (صحیح مسلم، حدیث: 746۔)

۲ بسم اللہ کہنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اس شخص کا وضو نہیں جو اللہ کا نام نہیں لیتا۔“ (مسند أحمد: 2/418، وسنن أبي داود، حدیث: 101، وسنن ابن ماجہ، حدیث: 397۔)

۳ تین مرتبہ دونوں ہاتھ دھونا:

نبی کریم ﷺ کے طریقۂ وضو کے بیان میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وضو کا پانی منگوایا اور وضو کیا۔ آپ نے دونوں ہاتھ تین مرتبہ

دھوئے۔ وضو کرنے کے بعد فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو اسی طرح وضو کرتے دیکھا ہے جس طرح میں نے کیا۔ (صحیح بخاری، حدیث: 164، وصحیح مسلم، حدیث: 226۔)

٤ ہاتھ پاؤں دھونے میں دائیں طرف سے آغاز کرنا

اس حوالے سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے، انھوں نے کہا: نبی ﷺ کو کنگھی کرنے، جوتا پہننے، طہارت کرنے اور اپنے تمام اہم معاملات میں دائیں طرف سے شروع کرنا پسند تھا۔ (صحیح بخاری، حدیث: 168، وصحیح مسلم، حدیث: 268۔)

٥ کلی کرنے اور ناک میں پانی کھینچنے سے وضو کا آغاز کرنا:

نبی کریم صلی اللہ عنہ وسلم کے طریقۂ وضو کے بیان میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جس میں بتایا گیا ہے: انہوں نے تین مرتبہ ہاتھ دھونے کے بعد کلی کی، ناک میں پانی ڈال کر اسے جھاڑا اور چہرے کو تین مرتبہ دھویا۔ (صحیح بخاری، حدیث: 199، وصحیح مسلم، حدیث: 226۔)

٦ روزے دار کے علاوہ کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرنا:

حضرت لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اُن سے فرمایا: ”خوب اچھی طرح وضو کرو اور انگلیوں میں خلال کرو اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرو مگر یہ کہ تم روزہ دار ہو۔“ (مسند أحمد: 4/211، وسنن أبي داود، حدیث: 142۔)

کلی کرنے میں مبالغہ کرنا حدیث کے اس جملے سے لیے گیا ہے: ”خوب اچھی طرح وضو کرو۔“

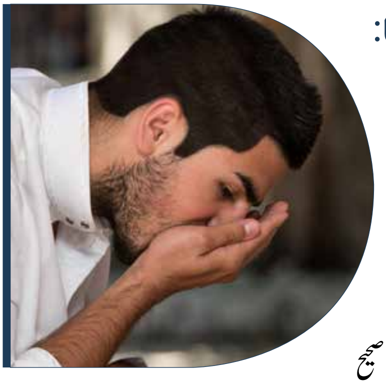

⑦ ایک چلو سے کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا:

نبیِ کریم ﷺ کے طریقۂ وضو کے بیان میں ایک روایت حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اُس میں انھوں نے کہا: ... پھر آپ نے (برتن میں) ہاتھ ڈالا اور پانی لیا اور ایک ہی چلو سے کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا۔ آپ نے تین مرتبہ ایسا کیا... (صحیح بخاری، حدیث: 192، و صحیح مسلم، حدیث: 235۔)

⑧ سر کا مسح کرنے کا مسنون طریقہ:

سر کا مسح کرنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ آدمی سر کے آگے، پیشانی کے اوپر، جہاں سے سر کا آغاز ہوتا ہے وہاں دونوں ہاتھ رکھے اور انھیں پیچھے گدی تک لے جائے، پھر دونوں ہاتھ وہیں واپس لے آئے جہاں سے مسح شروع کیا تھا۔ عورت بھی سر کے مسح کے لیے اسی طریقے پر عمل کرے، تاہم سر کے جو بال گردن کے نیچے لٹکتے ہوں، اُن پر مسح کرنے کی ضرورت نہیں۔

اس کی دلیل یہ: حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقۂ وضو کے بیان میں ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے: آپ ﷺ نے (سر کے مسح کا) آغاز کیا سر کے آگے سے، پھر دونوں ہاتھ گدی تک لے گئے، پھر ہاتھوں کو اسی جگہ واپس لے آئے جہاں سے (مسح کا) آغاز کیا تھا۔ (صحیح بخاری، حدیث: 185، و صحیح مسلم، حدیث: 235۔)

⑨ اعضائے وضو تین مرتبہ دھونا

اعضائے وضو کا پہلی مرتبہ دھونا واجب ہے۔ دوسری اور تیسری مرتبہ دھونا سنت ہے۔ تین مرتبہ سے زیادہ نہیں دھونا چاہیے۔

اس کی دلیل یہ حدیث ہے - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ نے ایک ایک مرتبہ وضو کیا۔ (صحیح بخاری، حدیث: 157۔)

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: نبی ﷺ نے دو دو مرتبہ وضو کیا۔ (صحیح بخاری، حدیث: 158۔)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے تین تین مرتبہ وضو کیا۔ (صحیح بخاری، حدیث: 159۔)

افضل یہ ہے کہ ان تینوں روایتوں پر عمل کیا جائے۔ کبھی ایک ایک دفعہ، کبھی دو دو دفعہ اور کبھی تین تین دفعہ اعضائے وضو دھوئے جائیں۔ مختلف اعضائے وضو کو مختلف تعداد میں دھونا بھی درست ہے۔ مثال کے طور پر چہرہ تین دفعہ دھونا، ہاتھوں کو دو مرتبہ دھونا اور قدموں کو ایک مرتبہ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ ہی کی ایک اور روایت میں ہے، (زادالمعاد: 1/192۔) تاہم اکثر اوقات اعضائے وضو تین تین دفعہ دھونے چاہئیں کیونکہ نبی کریم ﷺ کی ہدایت یہی ہے۔

⑩ وضو کرنے کے بعد دعا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے جو کوئی وضو کرتا ہے اور خوب اچھی طرح پورا وضو کرتا ہے، پھر وہ کہتا ہے: ’أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ‘ ”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔“ تو اُس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جائیں گے کہ وہ جس میں سے چاہے داخل ہو جائے۔“ (صحیح مسلم، حدیث: 234۔)

یا پھر وہ دعا پڑھی جائے جو حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت میں آئی ہے: 'سُبْحَانَکَ اللّٰھمَّ وَبِحَمْدِکَ، أَشْهدُ أَنْ لَا إِلٰه إِلَّا أَنْتَ، أَسْتَغْفِرُکَ وَأَتُوبُ إِلَیْکَ' ''تو پاک ہے، اے اللہ، اپنی حمد کے ساتھ۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، میں تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں اور تیرے حضور توبہ کرتا ہوں۔'' ان کلمات پر مہر لگا کر انہیں عرش تلے بلند کیا جاتا ہے۔ یہ مہر قیامت تک نہیں اتاری جائے گی۔ (عمل الیوم واللیلۃ للنسائي، ص: 147، والمستدرک للحاکم: 1/752۔) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس روایت کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔ (نتائج الأفکار: 1/246۔) انہوں نے مزید بیان کیا کہ یہ روایت اگرچہ مرفوعاً صحیح نہیں، تاہم یہ موقوف ہے۔ لیکن اس میں کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ اس روایت کا حکم مرفوع ہی کا ہے، اس لیے کہ یہ ایسا مسئلہ ہے جس میں ذاتی رائے کو کچھ دخل نہیں۔ (مطلب یہ کہ صحابی خود اپنے اجتہاد سے یہ نہیں کہہ سکتے کہ فلاں دعا پڑھنی چاہیے۔ ظاہر سی بات ہے کہ انھوں نے یہ دعا رسول اللہ ﷺ ہی سے سنی ہوگی)۔

دوسری قسم: قیام اللیل (نماز تہجد) اور نماز وتر میں بھی کچھ اعمال ہیں جو آپ ﷺ سنت میں سے ہیں

۱ سنت یہ ہے کہ آدمی افضل وقت میں نمازِ تہجد پڑھے۔

سوال یہ ہے کہ نمازِ تہجد کا افضل وقت کون سا ہے؟

تو جواب یہ ہو گا کہ نمازِ وتر کے وقت کا آغاز نمازِ عشاء سے ہوتا ہے اور یہ وقت طلوعِ فجر تک رہتا ہے۔ یوں نمازِ وتر کی ادائیگی نمازِ عشاء اور فجر کے درمیانی وقت میں کی جائے گی۔

اس کی دلیل یہ حدیث ہے: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نماز عشاء سے فارغ ہونے کے بعد سے فجر تک کے وقت میں گیارہ رکعات پڑھا کرتے تھے۔ ہر دو رکعتوں کے درمیان سلام پھیرتے اور ایک وتر پڑھتے تھے۔ (صحیح بخاری، حدیث: 3420، وصحیح مسلم، حدیث: 1159۔)

◆ جہاں تک نمازِ تہجد کے افضل وقت کا تعلق ہے تو وہ ہے نصف رات کے بعد تہائی رات کا وقت۔

مقصود یہ ہے کہ آدمی رات کے دو حصے کرے۔ دوسرے نصف کے تہائی میں نمازِ تہجد ادا کرے اور رات کے آخر میں آرام کرے، یعنی رات کا وہ حصہ جو کل رات کے اعتبار سے چوتھے اور پانچویں نمبر پر آتا ہے، اس میں نمازِ تہجد پڑھے اور وہ چھٹا حصہ جو (رات کے چھ حصے کرنے سے) چھٹے نمبر پر آتا ہے، اس میں آرام کرے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کو سب سے زیادہ محبوب روزے داود علیہ السلام کے روزے ہیں اور اللہ کو سب سے زیادہ محبوب نماز داود علیہ السلام کی نماز ہے۔ وہ نصف رات آرام کرتے تھے، تہائی رات قیام کرتے تھے اور رات کا چھٹا حصہ آرام کرتے تھے۔ اور وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن روزہ نہیں رکھتے تھے۔" (صحیح بخاری، حدیث: 3420، و صحیح مسلم، حدیث: 1159۔)

◆ سوال یہ ہے کہ آدمی اگر اس سنت پر عمل کرنا چاہے تو وہ رات کی تقسیم کیسے کرے؟

جواب یہ ہے کہ آدمی غروب آفتاب سے طلوع فجر تک کے وقت کا حساب کرے۔ وہ اس تمام وقت کو چھ برابر حصوں میں تقسیم کرے۔ پہلے تین حصے رات کا نصف ہیں۔ اس میں آرام کرے۔ اگلے تین حصوں میں چوتھے اور پانچویں حصے میں قیام کرے۔ یہ رات کا تہائی ہے۔ چھٹے حصے میں پھر آرام کرے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسی لئے کہا تھا: میرے یہاں سحر نے نبی ﷺ کو ہمیشہ سوتے پایا۔ (صحیح بخاری، حدیث: 1133، و صحیح مسلم، حدیث: 742۔)

اس طریقے پر عمل کرتے ہوئے آدمی افضل وقت میں نمازِ تہجد ادا کر سکتا ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی سابقہ روایت میں آیا ہے۔

◀ خلاصۂ کلام: نمازِ تہجد کے وقت کی افضلیت تین مراتب پر منقسم ہے:

پہلا مرتبہ: شب کے نصفِ اول میں آرام کیا جائے۔ شب کا تہائی حصہ قیام میں گزارا جائے۔ رات کے چھٹے حصے میں پھر آرام کیا جائے۔ جیسا کہ ابھی گزرا ہے

اس کی دلیل حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی وہی روایت ہے جو اوپر بیان کی گئی ہے۔

دوسرا مرتبہ: رات کے آخری تہائی میں قیام کیا جائے۔

اس کی دلیل: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہمارا رب تبارک و تعالیٰ ہر رات آسمانِ دنیا پر نزول کرتا ہے جب رات کا آخری ایک تہائی باقی رہ جاتا ہے۔ تب وہ فرماتا ہے: کون ہے جو مجھے پکارے اور میں اُس کی دعا قبول کروں۔ اور کون ہے جو مجھ سے مانگے میں اُسے عطا کروں۔ اور کون ہے جو مجھ سے معافی چاہے میں اسے بخش دوں۔" (صحیح بخاری، حدیث: 1145، وصحیح مسلم، حدیث: 758۔) ایسے ہی جابر رضی اللہ عنہ کی آنے والی حدیث میں ہے۔

تاہم اگر یہ ڈر ہو کہ رات کے آخر میں بیداری نہیں ہوگی تو تیسرے مرتبے کی طرف منتقل ہونا چاہیے۔

تیسرا مرتبہ: شب کے اول وقت ہی میں نمازِ تہجد پڑھ لی جائے یا رات کے جس حصے میں بھی آسانی سے پڑھی جائے پڑھ لی جائے۔

اس کی دلیل: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جسے یہ ڈر ہو کہ وہ رات کے آخر میں نہیں اٹھ سکے گا، اُسے رات کے اول میں نمازِ وتر پڑھ لینی چاہیے۔ اور جسے یہ طمع ہو کہ وہ رات کے آخر میں اٹھے گا اُسے رات کے آخر ہی میں نمازِ وتر پڑھنی چاہیے کیونکہ آخر شب کی نماز میں بلاشبہ فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ اور یہ افضل ہے۔" (صحیح مسلم، حدیث: 755۔)

نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو جو وصیت کی تھی اسے بھی اسی پر محمول کیا جائے گا، (السنن الکبریٰ للنسائي، حدیث: 2712، والصحیحۃ للألباني، حدیث: 2166۔) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ (مسند أحمد، حدیث: 4496۔) اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ (صحیح مسلم، حدیث: 721۔) کو جو وصیت فرمائی تھی وہ بھی اسی حدیث پر محمول کی جائے گی کیونکہ ان میں سے ہر ایک نے کہا: مجھے میرے دلی دوست نے تین باتوں کی وصیت فرمائی۔ جن میں سے ایک وصیت یہ ہے: ”کہ میں سونے سے پہلے نماز وتر پڑھ لوں۔“

٢ سنت یہ ہے کہ آدمی قیام اللیل میں گیارہ رکعات پڑھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ (صحیح بخاری، حدیث: 2013، وصحیح مسلم، حدیث: 738۔)

ایک حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے تیرہ رکعات پڑھیں۔ یہ بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے صحیح مسلم میں مروی ہے۔

اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ تہجد کی مختلف رکعات ہیں۔ نبی کریم ﷺ عام طورپر گیارہ رکعات پڑھا کرتے تھے۔ کبھی آپ تیرہ رکعات بھی پڑھتے تھے۔ یوں مختلف روایات میں مطابقت پیدا ہوجاتی ہے۔

٣ یہ بھی سنت ہے کہ نمازِ تہجد کا آغاز دو ہلکی پھلکی رکعات سے کیا جائے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ جب رات کو نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو نماز کا آغاز دو ہلکی پھلکی رکعتوں سے کرتے تھے۔ (صحیح مسلم، حدیث: 767۔)

٤ یہ بھی سنت ہے کہ نمازِ تہجد میں استفتاح کی وہ دعائیں پڑھی جائیں جو حدیث میں بیان ہوئی ہیں۔

أ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب رات کو قیام کرتے تو نماز کا آغاز یوں کرتے تھے: 'اَللّٰهمَّ! رَبَّ جِبْرَائِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَإِسْرَافِيلَ، فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَة، أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِکَ فِيمَا كَانُوا فِيه يَخْتَلِفُونَ، اِهدِنِي لِمَا اخْتُلِفَ فِيه مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِکَ، إِنَّکَ تَهْدِي مَنْ تشاء إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ' ''اے اللہ! جبریل، میکائیل اور اسرافیل کے رب! آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے، غیب اور حاضر کے جاننے والے! تو ہی فیصلہ کرے گا اپنے بندوں کے درمیان اُس شے کا جس کے متعلق وہ اختلاف کرتے ہیں۔ مجھے اپنے اِذن سے اُس حق بات کی ہدایت دے جس کے متعلق اختلاف کیا گیا ہے۔ بلاشبہ تو جسے چاہتا ہے سیدھے راستے کی ہدایت دیتا ہے۔'' (صحیح مسلم، حدیث: 770۔)

ب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: نبی ﷺ جب رات کو تہجد پڑھتے تو یہ دعا کرتے: 'اَللّٰهمَّ! لَکَ الْحَمْدُ، أَنْتَ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ، وَلَکَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ، وَلَکَ الْحَمْدُ، أَنْتَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، أَنْتَ الْحَقُّ، وَوَعْدُکَ الْحَقُّ، وَقَوْلُکَ الْحَقُّ، لقاءک الْحَقُّ، وَالْجَنَّه حَقٌّ، وَالنَّارُ حَقٌّ، وَالنَّبِيُّونَ حَقٌّ، والساعة حَقٌّ، اَللّٰهمَّ! لَکَ أَسْلَمْتُ، وَبِکَ آمَنْتُ، وَعَلَيْکَ تَوَكَّلْتُ، وَإِلَيْکَ أَنَبْتُ، وَبِکَ خَاصَمْتُ، وَإِلَيْکَ حَاكَمْتُ، فَاغْفِرْلِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، أَنْتَ إِلٰهِي، لَا إِلٰه إِلَّا أَنْتَ' ''اے اللہ! تیری ہی حمد ہے۔ تو آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ تیری ہی حمد ہے۔ تو آسمانوں اور زمین کا منتظم ہے۔ تیری ہی حمد ہے۔ تو آسمانوں اور زمین کا رب ہے اور اُن مخلوقات کا جو ان میں ہیں۔ تو حق ہے۔ تیرا وعدہ حق ہے۔ تیری بات

حق ہے۔ تیری ملاقات حق ہے۔ جنت حق ہے۔ جہنم حق ہے۔ نبی حق ہیں۔ (قیامت کی گھڑی حق ہے۔ اے اللہ! میں تیرا ہی تابع ہوا اور تجھ ہی پر ایمان لایا اور تجھ ہی پر توکل کیا، اور میں نے تیری ہی طرف رجوع کیا۔ تیری ہی مدد سے میں نے (دشمنوں کا) مقابلہ کیا۔ اور میں تیری ہی طرف فیصلہ لے کر آیا۔ اس لیے تو مجھے معاف فرما دے جو کچھ میں نے پہلے کیا اور جو بعد میں کیا، جو میں نے پوشیدہ طور پر کیا اور جو کچھ سرعام کیا۔ تو میرا معبود ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔" (صحیح بخاری، حدیث: 7499، وصحیح مسلم، حدیث: 769۔)

٥ یہ بھی سنت ہے کہ قیام، رکوع اور سجدوں کو لمبا کیا جائے تاکہ نماز کے تمام فعلی ارکان قریباً برابر ہو جائیں۔

٦ قراءت کے سلسلے میں جو سنتیں حدیث میں بیان ہوئی ہیں ان پر بھی عمل کرنا چاہیے۔ اس کی تفصیل یہ ہے:

أ قراءت ٹھہر ٹھہر کر کرنی چاہیے۔ تیزی سے یا چبا چبا کر نہیں پڑھنا چاہیے۔

ب ہر آیت الگ پڑھنی چاہیے۔ مطلب یہ کہ دو یا تین آیتوں کو وقف کیے بغیر ملا کر نہیں پڑھنا چاہیے بلکہ ہر آیت پر وقف کرنا چاہیے۔

ج آیت تسبیح سے گزر ہو تو تسبیح کہنی چاہیے۔ آیت سوال سے گزر ہو تو سوال کرنا چاہیے۔ آیت تعوذ سے گزر ہو تو تعوذ کرنا چاہیے۔

ان کی دلیل: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے ایک رات نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ نے سورہ بقرہ شروع کی۔ میں نے سوچا کہ سو آیات پڑھ کر رکوع میں جائیں گے لیکن آپ ﷺ پڑھتے گئے۔ میں نے پھر سوچا کہ پوری سورت ایک رکعت میں پڑھیں گے۔ جب آپ ﷺ نے سورت ختم کر لی تو میں نے سوچا اسی پر رکوع کریں گے لیکن آپ ﷺ نے سورہ آل عمران شروع کی اور اُسے پڑھا، پھر نساء شروع کی اور اُسے پڑھا۔ آپ ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے تھے۔ جب ایسی آیت سے گزرتے جس

میں تسبیح ہوتی تو آپ تسبیح کرتے۔ اور جب آیت سوال سے گزرتے تو سوال کرتے۔ اور جب تعوذ سے گزرتے تو تعوذ کرتے۔ پھر آپ نے رکوع کیا اور یہ دعا پڑھنے لگے: 'سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ' ''پاک ہے میرا ربِ عظیم۔'' آپ کا رکوع بھی قیام کی طرح (لمبا) تھا۔ پھر آپ نے فرمایا: 'سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ' ''سن لیا اللہ نے اُسے جس نے اس کی حمد کی۔'' پھر آپ نے طویل قیام کیا، قریباً اتنا ہی (طویل قیام) جتنا طویل رکوع کیا تھا۔ پھر آپ نے سجدہ کیا اور یہ دعا کی: 'سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى' ''پاک ہے میرا رب سب سے بلند۔'' آپ کا سجدہ بھی تقریباً اتنا ہی (طویل) تھا جتنا آپ کا قیام۔ (صحیح مسلم، حدیث: 772۔)

نیز حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اُن سے رسول اللہ ﷺ کی قراء ت کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ قراء ت میں ہر آیت پر وقف کرتے تھے...: {بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ . الحَمْدُ لله رَبِّ الْعَالَمِينَ . الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ . مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ} (مسند أحمد: 6/302۔) اور دار قطنی نے (118) کہا ہے کہ اس کی أسناد صحیح اور راوی ثقات ہیں، اور نووی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کو صحیح کہا ہے۔(المجموع 333/3)

۷ دو دو رکعات کر کے پڑھنا: یہ بھی سنت ہے کہ ہر دو رکعت میں سلام پھیرا جائے۔

اس ضمن میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، انہوں نے کہا: ایک آدمی نے اٹھ کر سوال کیا: اللہ کے رسول! صلاۃ اللیل (نماز تہجد) کس طرح پڑھی جائے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صلاۃ اللیل دو دو رکعت ہے۔ اور جب تمہیں صبح ہونے کا ڈر ہو تو ایک وتر پڑھ لو۔'' (صحیح بخاری، حدیث: 990، و صحیح مسلم، حدیث: 749)

''دو دو رکعت'' سے مراد یہ ہے کہ وہ دو دو رکعت کر کے نمازِ تہجد پڑھے اور ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرے۔ اکٹھی چار رکعت نہ پڑھے۔

۸ آخری تین رکعت میں خاص سورتوں کی قراء ت سنت ہے۔

پہلی رکعت میں سورہ اعلیٰ، دوسری میں سورہ کافرون اور تیسری رکعت میں سورہ اخلاص پڑھنی چاہیے۔

اس کی دلیل:حضرت اُبی بن کعب ضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہﷺ {سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلیٰ}، {قُلْ یٰاَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ} اور {قُلْ ھُوَ اللّٰہُ أَحَد} کے ساتھ وتر پڑھا کرتے تھے۔ (سنن أبي داود، حديث: 1423، وسنن نسائی، حديث: 1733۔)

۹ وتر میں دعائے قنوت کرنا سنت ہے۔

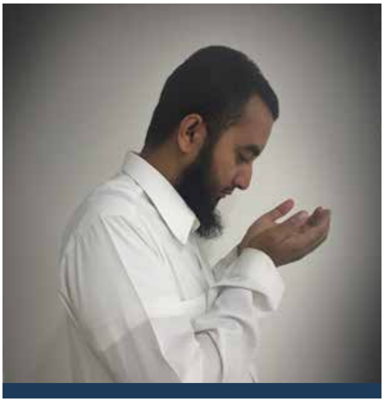

یہاں اس سے مراد دعا کرنا ہے اور یہ دعا تیسری رکعت میں کی جاتی ہے جس میں سورہ اخلاص پڑھی جاتی ہے۔

وتر میں بعض دفعہ دعائے قنوت کرنا اور بعض دفعہ نہ کرنا سنت ہے۔ یہ امر بعض صحابہ سے ثابت ہے۔ امام ابن تیمیہ نے بھی اسی کو اختیار کیاہے۔ زیادہ بہتر یہ ہے کہ اکثر دعا نہ کی جائے۔

قنوت وتر میں ہاتھ اٹھانے کا مسئلہ

بے شک وہ اپنا ہاتھ اٹھاتے تھے، اور یہی جمہور رحمهم الله کا قول ہے، جیسا کہ اس کا ثبوت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی ، جیسا کہ یہ بیہقی کے نزدیک ہے ۔

اور بیہقی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ متعدد صحابہ کرام قنوت کے وقت اپنے ہاتھ اٹھاتے تھے۔ دیکھئے السنن الکبری (211/2)

◆ قنوت وتر کے آغاز کا طریقہ:

راجح بات یہ ہے کہ قنوت وتر کا آغاز اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا سے کیا جائے اور پھر نبی اکرمﷺ پر درود پڑھا جائے اور اس کے بعد دعا کی جائے کیونکہ ایسا کرنا قبولیت کے زیادہ قریب ہے۔

اس کی دلیل: حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبیﷺ نے ایک شخص کو دعا کرتے سنا جو نماز میں دعا کر رہا تھا اور اس نے رسول اکرمﷺ پر درود نہیں پڑھا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''اس نے جلد بازی سے کام لیا ہے۔'' پھر آپ نے اسے بلایا اور اسے اور دیگر لوگوں سے فرمایا: '' جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو ابتدا اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا سے کرے، پھر نبیﷺ پر درود پڑھے اور اس کے بعد جو چاہے دعا کرے۔''(جامع ترمذی، حدیث: 3477۔)

امام ابن قیم نے لکھا: دعا کے حوالے سے مستحب یہ ہے کہ دعا کا آغاز حمد وثنا سے کیا جائے، پھر اپنی ضرورت کا سوال کیا جائے، جیسے کہ سیدنا فضالہ بن عبید کی روایت میں ہے۔ (الوابل الصیب، ص: 110)

◆ کیا دعائے قنوت کے بعد دونوں ہاتھ چہرے پر پھیرنے چاہئیں؟

قنوت وتر کے بعد چہرے پر ہاتھ پھیرنے کے بارے میں صحیح امر یہی ہے کہ دعا پوری ہونے پر ہاتھ چہرے پر پھیرنا سنت نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ اس کی کوئی دلیل نہیں۔

امام مالکؒ سے اُس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو دعا کے بعد چہرے پر ہاتھ پھیرتا ہے۔ انہوں نے اِسے عجیب جانا اور فرمایا: '' مجھے نہیں پتہ ۔'' (کتاب الوتر للمروزی، ص: 236)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: دعا کے بعد چہرے پر ہاتھ پھیرنے کے بارے میں ایک دو احادیث وارد ہیں لیکن وہ بھی قابل حجت نہیں ہیں۔

۱۰ رات کی آخری تہائی میں دعا:

آخر شب کی ایک سنت موکدہ ،، دعا ،، ہے۔ اگر آدمی آخر شب نماز میں قنوت کر لے تو کافی ہے، تاہم اگر اس نے قنوت نہیں کیا تو سنت یہ ہے کہ وہ اس وقت دعا کرے کیونکہ اس وقت دعا کی قبولیت کے امکانات بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ آخر شب آسمانِ دنیا پر اللہ تعالیٰ کا نزول ہوتا ہے جیسا کہ اُس کی شان اور اُس کے جاہ و جلال کے لائق ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ابو ﷺ نے فرمایا: ”ہمارا رب، وہ بہت بابرکت اور بہت بلند ہے، ہر رات جبکہ رات کا آخری تہائی باقی رہ جاتا ہے، آسمانِ دنیا پر نزول کرتا ہے۔ وہ فرماتا ہے: کون مجھے پکارتا ہے کہ میں اُس کی دعا قبول کروں۔ کون مجھ سے مانگتا ہے کہ میں اسے عطا کروں۔ کون مجھ سے معافی چاہتا ہے کہ میں اُسے بخش دوں۔“ (صحیح بخاری، حدیث: 1145، و صحیح مسلم، حدیث: 758۔)

۱۱ نماز وتر سے سلام پھیر کر تین مرتبہ 'سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ' کہنا سنت ہے۔ تیسری مرتبہ کہتے ہوئے آواز بلند کی جائے۔

اس کی دلیل:حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز وتر میں سورہ اعلیٰ، سورہ کافرون اور سورہ اخلاص پڑھتے تھے۔ جب آپ سلام پھیرتے تو تین مرتبہ کہتے: 'سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ' ”پاک ہے بادشاہ، نہایت مقدس۔“ (سنن نسائی، حدیث: 1702۔) امام نووی اور امام البانی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ حضرت عبدالرحمن بن ابزی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ تیسری مرتبہ 'سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ' کہتے ہوئے آواز بلند کرتے تھے۔“ (سنن نسائی، حدیث: 1734۔) امام البانی نے اس کو صحیح کہاہے۔ (تحقیق مشکاۃ المصابیح: 398/1)۔

۱۲ آدمی کو چاہیے کہ وہ نمازِ تہجد کے لیے اہل خانہ کو بھی بیدار کرے۔

آدمی کو چاہیے کہ وہ نمازِ تہجد کے لیے اہل خانہ کو بھی بیدار کرے۔ اسی طرح خاتونِ خانہ اگر نمازِ تہجد کے لیے جاگے تو شوہر کو بھی جگائے۔ یہ سنت ہے اور یہ نیکی کے معاملے میں تعاون ہے۔

اس کی دلیل: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو نماز پڑھتے رہتے اور میں آپ کے اور قبلہ کے درمیان لیٹی رہتی۔ جب آپ وتر پڑھنے کا ارادہ کرتے تو مجھے جگادیتے۔ اور میں وتر پڑھتی تھی۔ (صحیح بخاری، حدیث: 512، وصحیح مسلم، حدیث: 512۔)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (ایک مرتبہ) رات کو بیدار ہوئے تو آپ نے فرمایا: ”سبحان اللہ! کیسے خزانے اتارے گئے ہیں اور کیسے فتنے اتارے گئے ہیں! کمروں میں رہنے والیوں کو کون بیدار کرے گا؟ (آپ کی مراد اپنی ازواج مطہرات سے تھی) تاکہ وہ نماز پڑھیں۔ دنیا میں لباس پہنے کتنی ہی عورتیں قیامت کے دن ننگی ہوں گی۔“ (صحیح بخاری، حدیث: 6218۔)

۱۳ یہ بھی سنت ہے کہ نماز تہجد پڑھنے والا اپنے آپ سے نرمی برتے تاکہ تھکاوٹ اُس کے خشوع و خضوع کو متاثر نہ کرے۔

تہجد کی نماز پڑھنے والے پر جب تھکاوٹ طاری ہو تو اُسے چاہیے کہ وہ بیٹھ کر نماز پڑھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (ایک دفعہ) مسجد میں داخل ہوئے۔ دو ستونوں کے درمیان رسی بندھی ہوئی تھی۔ پوچھا: ”یہ کیا ہے؟“ صحابہ نے عرض کیا: یہ زینب کے لیے ہے۔ وہ نماز پڑھتی ہیں۔ جب وہ سست پڑجاتی یا تھک جاتی ہیں تو اس کا سہارا لیتی ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”اسے کھول دو۔ تم میں سے کوئی اس وقت نماز پڑھے جب تک چستی باقی ہو۔ لیکن جب وہ سست پڑ جائے یا تھک جائے تو بیٹھ جائے۔“ (صحیح بخاری، حدیث: 1150، وصحیح مسلم، حدیث: 784۔)

اور جب اُسے اونگھ آئے تو وہ سو جائے تاکہ وہ تروتازہ ہو کر اٹھے اور پھر نماز پڑھے۔حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کو نماز میں اونگھ آئے تو وہ سو جائے تاکہ نیند اُس سے دور ہو جائے۔ اس لیے کہ جب تم میں سے کوئی اونگھتے ہوئے نماز پڑھے گا تو ہو سکتا ہے کہ وہ مغفرت کی دعا کرتے کرتے خود کو گالیاں دینے لگے۔“ (صحیح بخاری، حدیث: 212، و صحیح مسلم، حدیث: 786۔)

اسی طرح اگر کوئی شخص رات کو قرآن مجید کی تلاوت کر رہا ہو اور اُسے نیند آنے لگے تو اُسے چاہیے کہ وہ سو جائے تاکہ اسے کچھ قوت ملے۔ یہ سنت ہے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی جب رات کو قیام کرے اور قرآن اُس کی زبان پر غیر واضح ہونے لگے اور اُسے پتہ نہ چلے کہ وہ کیا پڑھ رہا ہے تو اُسے چاہیے کہ سو جائے۔“ (صحیح مسلم، حدیث: 787۔)

١٤ جس شخص کی نمازِ تہجد رہ جائے اُس کے لیے سنت یہ ہے کہ وہ اُسے دن کو جفت عدد میں پڑھے۔

مثال کے طور پر کسی کا معمول رات کو تین وتر پڑھنا تھا لیکن وہ سو گیا یا بیمار پڑ گیا اور وتر رہ گئے تو وہ دن میں چار رکعتیں پڑھے گا۔ اگر معمول پانچ وتر پڑھنا تھا تو دن میں وہ چھ رکعتیں پڑھے گا۔ نبی کریم ﷺ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ آپ کا معمولِ مبارک یہ تھا کہ آپ رات کو گیارہ رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آپ ﷺ پر نیند یا کوئی تکلیف غالب آجاتی اور آپ قیام اللیل نہ کر پاتے تو دن میں بارہ رکعتیں پڑھتے تھے۔ (صحیح مسلم، حدیث: 746۔)

فجر کے وقت کرنے والے اعمال اور سنتیں

ہم نے دن رات کی سنتوں کو وقت کے حساب سے سات اَقسام میں تقسیم کیا تھا۔

اذان فجر کے وقت متعدد اعمال انجام دیے جاتے ہیں

۱ اذان کا جواب دینا:

یعنی جو آدمی اذان سنے اُس کے لیے سنت یہ ہے کہ وہ مؤذن کے کہے ہوئے الفاظ دہراتا جائے۔ مطلب یہ کہ اذان سنتا جائے اور اُسی کو دہراتا جائے، تاہم حَيَّ علی الصلاۃ اور حَيَّ علی الفلاح کے جواب میں وہ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ إِلَّا بِاللهِ کہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”جب تم مؤذن کو سنو تو وہی کہو جو وہ کہتا ہے۔“ (صحیح مسلم، حدیث: 384۔)

دوسری روایت حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب مؤذن اللہ أکبر، اللہ أکبر کہے تو تم: اللہ أکبر، اللہ أکبر کہو، پھر (جب) وہ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کہے تو تم أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کہو، پھر جب مؤذن أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ کہے تو تم أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ کہو، پھر جب مؤذن کہے: حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ تو وہ شخص جو اذان سنتا ہے کہے: لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ پھر جب وہ کہے: حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ تو سننے والا کہے: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ پھر وہ کہے: اللہ أکبر، اللہ أکبر تو سننے والا کہے: اللہ أکبر، اللہ أکبر پھر مؤذن کہے: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ تو سننے والا کہے: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، اپنے دل سے (کہے گا) تو وہ جنت میں جائے گا۔“ (صحیح مسلم، حدیث: 385۔)

- فجر کی اذان میں ’اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ‘ کے جواب میں بھی ’اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ‘ ہی کہنا چاہیے۔

٢ دونوں شہادتوں کے بعد ذکر:

مؤذن جب دوسری مرتبہ ’أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ‘ کہہ لے تو سامع کو وہ مسنون ذکر کرنا چاہیے جو حدیث میں بیان ہوا ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے مؤذن کے شہادتین کے کلمات سن کر کہا: ’أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ رَّسُولًا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا‘ ” میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد اُس کے بندے اور رسول ہیں۔ میں راضی ہوں اللہ کے رب ہونے پر اور محمد کے رسول ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر۔“ اُس کے گناہ بخش دیے گئے۔“ (صحیح مسلم، حدیث: 386۔)

٣ اذان کے بعد درود خوانی:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم مؤذن کو سنو تو وہی کہو جو وہ کہتا ہے۔ پھر مجھ پر درود بھیجو کیونکہ

جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ اس پر دس مرتبہ رحمت کرتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے میرے لیے وسیلے کا سوال کرو کہ وہ جنت میں ایک مقام ہے جو اللہ کے بندوں میں سے صرف ایک بندے کے لائق ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ میں ہی ہوں۔ اس لیے کہ جس شخص نے میرے لیے وسیلے کا سوال کیا اس کے لیے میری شفاعت واجب ہو گئی۔" (صحیح مسلم، حدیث: 384۔) راجح بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ الفاظ بھی اذان کے بعد ہی پڑھے جائیں

درود کی افضل صورت درودِ ابراہیمی ہے۔

٤ اذان کے بعد مسنون دعا کرنا:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے اذان سن کر یہ کہا:

'اَللّٰهُمَّ! رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ، وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ، آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ، وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَّهُ'

"اے اللہ! (اے) اس دعوتِ کاملہ اور قائم ہونے والی نماز کے رب! محمد ﷺ کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور انہیں اُس مقامِ محمود پر پہنچا دے جس کا تو نے اُن سے وعدہ کیا۔" قیامت کے روز اُس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی۔" (صحیح بخاری، حدیث: 614۔)

٥ اذان کے بعد دعا:

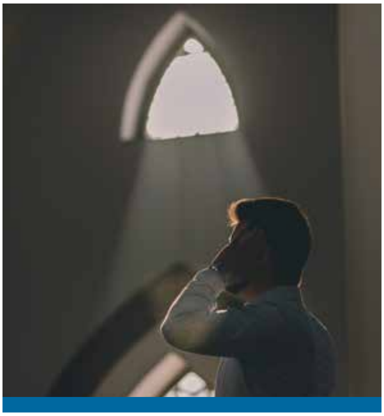

اذان کے بعد دعا کے متعلق حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک صاحب نے عرض کیا: اللہ کے رسول! مؤذن ہم پر فضیلت پا رہے ہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم وہی کہو جو وہ کہتے ہیں۔ اذان ہو جائے تو دعا کرو۔ (تم

جس شے کا سوال کرو گے) وہ تمھیں عطا کی جائے گی۔" (سنن أبي داود، حديث: 524، وصحيح الكلم الطيب، ص: 73۔)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اذان اور اقامت کے درمیان دعا رد نہیں کی جاتی۔" (سنن نسائی حدیث: 9895۔ امام ابن خزیمہ نے اس کو صحیح کہا ہے۔ 425/221/1)

فجر کی سنتیں: اور اس میں متعدد سنتیں ہیں۔

فجر کی سنتیں وہ پہلی موکدہ سنتیں ہیں جو آدمی دن کے آغاز میں ادا کرتا ہے۔ ان سے متعلقہ متعدد سنتیں ہیں جنھیں بیان کرنے سے پہلے سنت موکدہ کے تعلق سے بعض ضروری باتیں حسب ذیل ہیں: سنت موکدہ سے مراد وہ نماز ہے جو فرض تو نہیں ہوتی لیکن یہ فرائض کے تابع ہوتی ہے اور فرائض ہی کی طرح ہمیشہ پڑھی جاتی ہے۔

اس سلسلے میں حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ وہ فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "جس نے دن رات میں بارہ رکعات پڑھیں، اُن کے بدلے اُس کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دیا گیا۔" (صحیح مسلم، حدیث: 728۔) اس روایت کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے بھی اپنی کتاب میں نقل کیا۔ اُن کی روایت میں یہ اضافہ ہے: "ظہر سے پہلے چار، اُس کے بعد دو رکعتیں، مغرب کے بعد دو رکعتیں، دو رکعتیں عشاء کے بعد اور دو رکعتیں نمازِ فجر سے پہلے۔" (جامع ترمذی، حدیث: 416۔)

افضل یہ ہے کہ سنن موکدہ گھر میں ادا کی جائیں۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "اے لوگو! اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرو کیونکہ مرد کی افضل نماز اُس کے گھر میں ہے، سوائے فرض نماز کے۔" (صحیح بخاری، حدیث: 7290، وصحیح مسلم، حدیث: 781۔)

سنت موکدہ میں زیادہ اہم سنتیں:

سنن موکدہ میں اہمیت کے لحاظ سے مقدم سنتیں فجر کی سنتیں ہیں۔ اس کے دلائل درج ذیل ہیں

أ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ”آپ نوافل میں سے کسی شے کے اتنے پابند نہیں تھے جتنی پابندی سے آپ فجر سے پہلے دو رکعتیں ادا کرتے تھے۔“ (صحیح بخاری، حدیث: 1169، و صحیح مسلم، حدیث: 724۔)

ب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”فجر کی دو رکعت دنیا اور اس میں جو کچھ ہے، اُس سے بہتر ہیں۔“ (صحیح مسلم، حدیث: 725۔)

فجر کی سنتوں کے متعلق چند ضروری باتیں:

نمبر 1 : فجر کی سنتیں سفر و حضر کی دونوں حالتوں میں پڑھنی چاہئیں جیسا کہ صحیح بخاری و مسلم میں ہے۔ جہاں تک دیگر موکدہ سنتوں کا سوال ہے تو سفر میں اُن کا ترک کرنا سنت ہے۔ ان میں ظہر، مغرب اور عشاء کی موکدہ سنتیں شامل ہیں۔

نمبر 2 : ان کا اجروثواب غیر معمولی ہے۔ جس طرح کہ حدیث میں آیا ہے، یہ سنتیں دنیا جہاں سے بہتر ہیں۔

نمبر 3 : سنت یہ ہے کہ یہ دونوں سنتیں نہایت ہلکی پھلکی ہوں۔

اس کی دلیل : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فجر کی سنتیں اتنی ہلکی پھلکی پڑھتے کہ میں سوچتی، کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان میں ام القرآن (سورۂ فاتحہ) بھی پڑھی ہے کہ نہیں۔ (صحیح بخاری، حدیث: 1171، و صحیح مسلم، حدیث: 724۔)

لیکن اس سلسلے میں شرط یہ ہے کہ نماز کا یہ ہلکا پن نماز کے ارکان پورے کرنے میں خلل انداز نہ ہو، یعنی ایسا نہ ہو کہ آدمی جلدی جلدی چار ٹھونگیں مار دے۔

نمبر 4 : فجر کی سنتوں میں سورہ فاتحہ کے بعد پہلی اور دوسری رکعت میں بالترتیب سورہ کافرون اور سورہ اخلاص پڑھی جائے۔ یہ سنت نبوی ہے۔ یہ حدیث امام مسلم نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے۔

یا پھر پہلی رکعت میں یہ آیت پڑھی جائے:

قولوا امنا باللہ ....ونحن له مسلمون

"تم کہو: ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس پر (ایمان لائے) جو ہماری طرف نازل کیا گیا اور جو ابراہیم، اسمٰعیل، اسحق، یعقوب اور ان کی اولاد کی طرف نازل کیا گیا، اور جو موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا گیا اور جو نبیوں کو ان کے رب کی طرف سے دیا گیا، ہم ان میں سے کسی ایک کے درمیان فرق نہیں کرتے اور ہم اسی کے فرماں بردار ہیں۔"

اور دوسری رکعت میں یہ آیت:

قل یاھل الکتاب تعالوا............ بانا مسلمون

"آپ کہہ دیجیے: اے اہل کتاب! ایسی بات کی طرف آو جو ہمارے اور تمھارے درمیان برابر ہے، یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی اللہ کے سوا کسی کو رب نہ بنائے، پھر اگر وہ منہ موڑیں تو تم کہہ دو: اس بات کے گواہ رہو کہ بے شک ہم اللہ کے فرماں بردار ہیں۔" جیسا کہ صحیح مسلم میں ابن عباس سے مروی حدیث میں ہے۔

یہ بھی سنت نبوی ہے۔ دونوں پر عمل یوں ہوگا کہ کبھی دونوں مذکورہ سورتیں پڑھی جائیں اور کبھی دونوں آیات۔

نمبر 5 : فجر کی سنتوں کی بعد دائیں پہلو لیٹنا سنت ہے۔

اس کی دلیل: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب فجر کی دونوں رکعتیں (سنتیں) پڑھ لیتے تو دائیں پہلو لیٹ جاتے تھے۔ (صحیح بخاری، حدیث: 1160، و صحیح مسلم، حدیث: 736۔)

مسجد کی طرف جانا: اور اس میں بھی متعدد سنتیں ہیں۔

نمازِ فجر دن کی پہلی نماز ہے جسے ادا کرنے کے لیے آدمی کو مسجد جانا ہوتا ہے۔ یوں مسجد جاتے ہوئے چند سنتیں پیش نظر رکھنی ضروری ہیں:

۱ مسجد میں جلدی جانا سنت ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اگر لوگ جان لیں کہ (نماز کے لیے) جلدی جانے میں کیا (اجروثواب) ہے تو وہ اس کے لیے ایک دوسرے سے سبقت کریں۔'' (صحیح بخاری، حدیث: 615، و صحیح مسلم، حدیث: 437۔)

۲ گھر سے وضو کر کے نکلنا تاکہ ہر قدم پر نیکی ملے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مرد کی جماعت کے ساتھ پڑھی ہوئی نماز اس کے گھر یا بازار میں پڑھی ہوئی نماز سے بیس سے زیادہ درجے افضل ہے۔ اور یہ اس طرح کہ جب اُن میں سے ایک اچھی طرح وضو کرتا اور مسجد میں آتا ہے، اُسے نماز ہی اٹھائے اور وہ نماز ہی کا ارادہ کرے تو وہ جو بھی قدم اٹھاتا ہے اُس کے بدلے اُس کا ایک درجہ بلند کیا جاتا ہے

اور اُس کی ایک خطا مٹا دی جاتی ہے۔ تاآنکہ وہ مسجد میں داخل ہو جائے۔ جب وہ مسجد میں داخل ہو جاتا ہے تو جب تک نماز اسے ٹھہرائے رکھتی ہے وہ نماز میں ہوتا ہے۔ فرشتے تم میں سے اس شخص کے لیے دعائے رحمت کرتے ہیں جب تک وہ اُسی جگہ پر رہے جہاں اُس نے نماز پڑھی۔ وہ دعا کرتے ہیں: اے اللہ! اس پر رحم فرما۔ اے اللہ! اسے بخش دے۔ اے اللہ! اس کی توبہ قبول فرما۔ جب تک وہ ایذا نہ دے یا بے وضو نہ ہو۔'' (صحیح مسلم، حدیث: 649۔)

٣ نماز کے لیے اطمینان اور وقار کے ساتھ نکلنا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب اقامت سنو تو نماز کی طرف آتے ہوئے اطمینان اور وقار کو اختیار کرو اور تیزی نہ کرو۔ جو نماز ملے پڑھ لو اور جو رہ جائے، پوری کر لو۔'' (صحیح بخاری، حدیث: 636، و صحیح مسلم، حدیث: 602۔)

امام نووی نے لکھا: ''حرکات کے ٹھہراؤ اور بے مقصد حرکات سے اجتناب کا نام سکینت ہے۔ اور وقار آدمی کی ہیئت میں ہوتاہے جیسے نگاہیں نیچی رکھنا، آواز پست رکھنا اور بے وجہ مڑمڑ کر نہ دیکھنا۔'' (شرح مسلم للنووی، حدیث: 602)

٤ مسجد میں داخل ہونے اور باہر نکلنے کا مسنون طریقہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: یہ سنت ہے کہ جب تم مسجد میں جاؤ تو دایاں پاؤں پہلے اندر رکھو اور مسجد سے باہر آؤ تو بایاں پاؤں پہلے باہر رکھو۔ (المستدرک للحاکم: 1/338۔)

امام حاکم نے اس کو امام مسلم کی شرط پر صحیح کہاہے۔

۵ مسجد میں داخل ہوتے اور نکلتے ہوئے مسنون ذکر کرنا:

اس سلسلے میں حضرت ابو حمید یا حضرت ابو اُسیدرضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو وہ کہے: 'اَللّٰھُمَّ! افتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِکَ' ”اے اللہ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔“ اور جب وہ مسجد سے نکلے تو یہ کہے: 'اَللّٰھُمَّ! إِنِّي أَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ' ”اے اللہ میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں۔“ (صحیح مسلم، حدیث: 713۔)

٦ تحیۃ المسجد:

اگر کوئی نماز کے لیے جلدی آجائے تو اُس کے لیے سنت یہ ہے کہ وہ بیٹھنے سے پہلے دو رکعت ادا کرے۔ اس کے متعلق حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی ایک مسجد میں داخل ہو تو وہ دو رکعتیں پڑھنے سے پہلے نہ بیٹھے۔“ (صحیح بخاری، حدیث: 1163، و صحیح مسلم، حدیث: 714۔)

تاہم نماز سے پہلے اگر کوئی سنت موکدہ ہے تو اُس کا ادا کر لینا کافی ہے۔ اس صورت میں الگ سے تحیۃ المسجد پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ اسی طرح اگر کوئی چاشت کے وقت مسجد میں آیا ہے یا ادائے فرض کے لیے یا وتر پڑھنے کے لیے مسجد میں آیا ہے، تب بھی اسی نماز کا پڑھ لینا کافی ہے۔ الگ سے تحیۃ المسجد پڑھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ تحیۃ المسجد کا مقصد نماز کے ذریعے سے مساجد کو آباد رکھنا ہے تاکہ لوگ بغیر نماز کے مسجدوں میں نہ آنے لگیں۔

۷ مردوں کے لیے سنت ہے کہ وہ صف اول میں آنے کی کوشش کریں کہ یہ اُن کے لیے افضل صف ہے۔ عورتوں کے لیے افضل صف آخری صف ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”مردوں کی بہترین صف پہلی اور کم ترین آخری ہے جبکہ عورتوں کی بہترین صف آخری اور کم ترین پہلی ہے۔“ (صحیح مسلم، حدیث: 440۔)

”بہترین“ سے مراد ہے ثواب اور فضیلت کے لحاظ سے بڑھی ہوئی۔ ”کم ترین“ سے مراد ہے ثواب اور فضیلت کے لحاظ سے کم۔

اس حدیث کا اطلاق اُس وقت ہے جب مرد اور عورتیں نماز باجماعت پڑھیں اور اُن کے درمیان دیوار وغیرہ کا پردہ نہ ہو۔ تب عورتوں کے لیے اُن کی آخری صف بہتر ہوگی کیونکہ وہ اُن کے لیے زیادہ پردے کا باعث ہے۔ لیکن اگر مردوں اور عورتوں کے درمیان دیوار وغیرہ کا پردہ ہو یا عورتوں کے لیے نماز کی الگ جگہ مختص ہو جیسا کہ آج کل ہماری اکثر مسجدوں میں ہے تو اُس صورت میں عورتوں کے لیے بھی اُن کی پہلی صف ہی افضل ہوگی۔ الشیخ ابن باز رحمہ اللہ اور الشیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے یہی بات اختیار کی ہے کیونکہ پچھلی صف میں کھڑے ہونے کی وجہ ختم ہوگئ تو افضلیت اپنی اصلی صورت کی طرف لوٹ آئی اور وہ ہے پہلی صف کی فضیلت.

جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر لوگ جان لیں کہ اذان اور صف اول میں کیا (اجر و ثواب) ہے، پھر ان کے پاس یہی طریقہ ہو کہ وہ اس پر قرعہ اندازی کریں تو وہ ضرور قرعہ اندازی ہی کریں اور اگر وہ جان لیں کہ نماز کے لیے جلدی جانے میں کیا (اجروثواب) ہے تو وہ اس پر ایک دوسرے سے سبقت کریں۔ اور اگر وہ جان لیں کہ عشاء اور صبح کی نماز میں کیا (اجر و ثواب) ہے تو وہ اِن دونوں نمازوں کے لیے ضرور آئیں، چاہے اُنھیں سرین کے بل سرکتے ہوئے آنا پڑے۔“ (صحیح بخاری، حدیث: 615، و صحیح مسلم، حدیث: 437۔)

۸ مقتدی کے لیے سنت ہے کہ وہ امام کے قریب ہو:

مقتدی کے لیے ایک تو یہ بات افضل ہے کہ وہ پہلی صف میں کھڑا ہو، دوسرے اُسے امام کے قریب کھڑے ہونے کی کوشش کرنی چاہیے۔ یوں دائیں بائیں دونوں طرف سے جو مقتدی امام کے زیادہ قریب ہوں گے وہ فضیلت میں دیگر مقتدیوں سے بڑھے ہوئے ہوں گے۔

اس کی دلیل: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے صاحبانِ عقل و شعور میرے قریب (کھڑے) ہوں۔“ (ابو داود: 674، جامع ترمذی: 228)

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ امام کے قریب کھڑے ہونا مطلوب ہے، چاہے دائیں طرف کھڑے ہوں یا بائیں طرف۔

نماز کی سنتیں

مسجد میں با جماعت نماز سے پیچھے رہنا آپ کو کئی فضائل سے محروم کر دے گا _ جب کہ مسجد کی طرف قدم اٹھانا اللہ کے ہاں آپ کے درجات کو بلند کر دے گا اور آپ کی غلطیوں کو مٹا دے گا_

نماز کی متعدد سنتیں ہیں۔ ان سنتوں کی تفصیلات یہ ہیں:

أ سترہ: سب سے پہلے سترہ سے متعلقہ سنتیں بیان کی جاتی ہیں:

١ سترہ رکھنا سنت ہے۔

امام اور اکیلے نمازی کے لیے مسنون ہے کہ وہ سترہ رکھے، البتہ مقتدی کے لیے امام کا سترہ کافی ہے۔ سترہ رکھنا سنت ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت ہے: تم میں سے کوئی اگر کسی چیز کو لوگوں سے سترہ بنا کر نماز پڑھے، پھر کوئی سامنے سے گزرنا چاہے تو اُسے روکے... (صحیح بخاری، حدیث: 509، و صحیح مسلم، حدیث: 505۔)

سنت سترہ کے متعلق متعدد احادیث آئی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے کئی مواقع پر چارپائی، دیوار، کھجور کے تنے، لکڑی، خنجر، نیزے اور سواری وغیرہ کو سترہ بنایا۔

سترہ رکھنا حکمِ شریعت ہے، کھلی جگہ میں بھی، بند عمارت میں بھی، سفر میں بھی، حضر میں بھی۔ چاہے کسی کے گزرنے کا امکان ہو، یا نہ ہو۔ وجہ یہ ہے کہ احادیث میں بند عمارت اور کھلی جگہ کے درمیان کوئی فرق نہیں بتایا گیا، دوسرے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے سفر و حضر میں سترہ رکھا ہے جیسا کہ حضرت جحیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں بتایا گیا ہے۔ (صحیح بخاری، حدیث: 501، و صحیح مسلم، حدیث: 503۔)

۲ سترہ کے قریب کھڑا ہونا:

نمازی کو سترہ کے قریب کھڑا ہونا چاہیے۔ سترہ کے کتنا قریب ہو؟ سنت یہ ہے کہ جائے سجدہ اور سترہ کے درمیان بکری کے گزرنے تک کا فاصلہ ہو۔

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی جائے نماز اور دیوار کے درمیان بکری کے گزرنے کا فاصلہ ہوتا تھا۔ (صحیح بخاری، حدیث: 496، و صحیح مسلم، حدیث: 508۔)

جائے نماز سے مراد جائے سجدہ ہے۔ امام احمد اور امام ابوداود (مسند أحمد، حدیث: 6231، وسنن أبي داود، حدیث: 2024۔) کی ایک روایت میں ہے کہ نماز میں نبی ﷺ اور سترہ کے درمیان تین ہاتھ کا فاصلہ ہوتا تھا۔

۳ نماز میں آگے سے گزرنے والے کو روکنا:

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی

ایک کسی چیز کو لوگوں سے سترہ بنا کر نماز پڑھ رہا ہو، پھر کوئی اس کے آگے سے گزرنا چاہے تو وہ اسے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر روکے۔ اگر وہ نہ رکے تو اسے سختی کے ساتھ زبردستی روکے کیونکہ وہ شیطان ہی ہے۔" (صحیح مسلم، حدیث: 505۔)

تاہم جب نمازی کے آگے سے گزرنے والی عورت ہو یا کالا کتا ہو یا گدھا ہو تو صحیح موقف کے مطابق ان کو گزرنے سے روکنا واجب ہے کیونکہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق ان کے گزرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔(صحیح مسلم، حدیث: 510۔) شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔

٤ ہر نماز کے لیے مسواک کرنا:

یہ وہ تیسرا موقع ہے جہاں مسواک کرنا سنت موکدہ ہے۔

اس کی دلیل:حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں اپنی امت کو مشقت میں ڈال دوں گا تو میں انہیں ہر نماز کے ساتھ مسواک کا حکم دیتا۔" (صحیح بخاری، حدیث: 887۔)

ب دورانِ قیام کی سنتیں:

١ تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے رفع الیدین کرنا:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کندھوں تک رفع الیدین کیا کرتے تھے۔ جب آپ نماز کا آغاز کرتے اور جب رکوع کے

لیے تکبیر کہتے۔ اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تب بھی رفع الیدین کرتے اور کہتے: "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ" سجدوں کے دوران آپ ایسا نہیں کرتے تھے۔ (صحیح بخاری، حدیث: 735، و صحیح مسلم، حدیث: 390۔)

ابن ہبیرہ نے کہا: "علماء نے اِس پر اتفاق کیا کہ تکبیرہ تحریمہ پر رفع الیدین کرنا سنت ہے، واجب نہیں۔" (الافصاح: 123/1)

رفع الیدین کے دراصل چار مواقع ہیں جن کے متعلق احادیث ملتی ہیں: (i) تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے۔ (ii) رکوع میں جاتے ہوئے۔ (iii) رکوع سے اٹھتے ہوئے۔ ان تین مواقع پر رفع الیدین کرنا حضرت عبداللہ بن عمرضی اللہ عنہ کی روایت سے ثابت ہے جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں بیان ہوئی ہے۔ (iv) دو رکعت کے بعد تشہد سے اُٹھتے ہوئے رفع الیدین کرنا۔ یہ بھی حضرت ابن عمرضی اللہ عنہ کی روایت سے ثابت ہے۔ یہ روایت صحیح بخاری میں ہے۔

رفع الیدین کرنا چار جگہوں پر دلائل سے ثابت ہے

تکبیر تحریمہ کے وقت	رکوع کے وقت	رکوع سے اٹھتے وقت

یہ تینوں صحیحین میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنھما سے ثابت ہیں ۔ جیسا کہ پہلے گزرا ۔

پہلے تشہد سے اٹھتے وقت

یہ بھی صحیح بخاری میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے ۔

٢ رفع الیدین میں انگلیاں اوپر کی جانب کھلی رکھنا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو دونوں ہاتھ اٹھاتے اور ہاتھوں کی انگلیاں اوپر کی جانب کھلی رکھتے۔ (سنن أبي داود، حدیث: 753، وجامع ترمذی، حدیث: 240۔)

٣ مسنون مقام تک ہاتھ اٹھانا:

رفع الیدین کی حد کے متعلق دو طرح کی روایات بیان ہوئی ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت کے مطابق دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھانے چاہئیں۔ (صحیح بخاری، حدیث: 735، و صحیح مسلم، حدیث: 390۔)

دوسری روایت حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کی ہے۔ اس کی رُو سے دونوں ہاتھ کانوں کی لو تک اٹھائے جائیں۔ نمازی کو چاہیے کہ کبھی ایک طریقے پر عمل کرے اور کبھی دوسرے پر۔

٤ تکبیر تحریمہ کے بعد دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا۔

اس کے متعلق اہل علم کا اتفاق ہے۔ (الإفصاح: 1/124۔)

٥ دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو تھامنا:

پہلا طریقہ: دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا۔ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس وقت دیکھا جب آپ نماز میں کھڑے تھے، آپ ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو تھاما ہوا تھا۔ (ابو داود، حدیث: 755 وسنن النسائی، حدیث: 887۔)

دوسرا طریقہ: دایاں ہاتھ بائیں کلائی پر رکھنا۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ نماز میں آدمی دایاں ہاتھ اپنی بائیں کلائی پر رکھے۔(صحیح بخاری، حدیث: 740۔)

یوں آدمی کو چاہیے کہ وہ کبھی ہاتھ باندھنے کا پہلا طریقہ اپنائے اور کبھی دوسرا تاکہ دونوں سنتوں پر عمل ہو جائے۔

٦ نماز کے آغاز میں دعائے استفتاح پڑھنا سنت ہے۔

دعائے استفتاح کے متعدد الفاظ حدیث میں آئے ہیں۔ گاہے گاہے تمام دعائیں پڑھنی چاہئیں۔

أ) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ جب نماز کا آغاز فرماتے تو یہ دعا پڑھتے:

'سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ، وتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ، وَلَا إِلٰهَ غَیْرُکَ'

"پاک ہے تو اے اللہ! اور تیری ہی حمد ہے۔ بہت بابرکت ہے تیرا نام اور بہت بلند ہے تیری شان اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔" (سنن النسائی، حدیث: 900۔)

ب) 'اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا کَثِیرًا طَیِّبًا مُبَارَکًا فِیهِ' حمد اللہ کے لیے ہے، بہت زیادہ، پاکیزہ، بابرکت۔ رسول اللہ نے اس کلمے کی فضیلت کے متعلق فرمایا: "میں نے بارہ فرشتے دیکھے جو ایک دوسرے سے آگے بڑھ کر اس کی طرف لپکے کہ اُن میں سے کون اُسے اوپر لے جاتا ہے۔" (صحیح مسلم، حدیث: 600)

ج) 'اَللّٰهُمَّ! بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اَللّٰهُمَّ! نَقِّنِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّ الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، اَللّٰهُمَّ! اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ'

''اے اللہ! دوری ڈال دے میرے اور میری خطاؤں کے درمیان جیسے تو نے دوری ڈالی مشرق اور مغرب کے درمیان۔ اے اللہ! صاف ستھرا کردے مجھے خطاؤں سے جیسے سفید کپڑا صاف ستھرا کیا جاتا ہے میل کچیل سے۔ اے اللہ! مجھے دھو ڈال میری خطاؤں کو پانی، برف اور اولوں کے ساتھ۔'' (صحیح بخاری، حدیث: 744، و صحیح مسلم، حدیث: 598۔)

د) 'اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا' ''اللہ سب سے بڑا ہے، بہت بڑا۔ اور حمد اللہ ہی کے لیے ہے، بہت زیادہ۔ اور میں اللہ کی پاکیزگی بیان کرتاہوں صبح وشام۔'' رسول اللہ ﷺ نے ان کلمات کی فضیلت کے بارے میں فرمایا: ''مجھے ان کے بارے میں تعجب ہوا کہ ان کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے گئے۔'' (صحیح مسلم، حدیث: 601)

۷ تعوذ کے کلمات پڑھنا:

تعوذ کے کلمے کہنا بھی سنت ہے۔ مسنون یہ ہے کہ تعوذ کے مختلف کلمے گاہے گاہے کہے جائیں۔ کبھی ایک کلمہ کہا جائے اور کبھی دوسرا۔ اس ضمن میں حسب ذیل کلمے وارد ہیں:

أ) 'أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ' ''میں پناہ میں آتا ہوں اللہ کی، شیطانِ مردود سے۔''

تعوذ کے یہ وہ کلمات ہیں جنھیں جمہور علماء نے اپنایا ہے، اس لیے کہ ایک آیت قرآنی میں بھی اسی کی ہدایت کی گئی ہے:

فاذا قرأت القرآن......الرجيم

”پھر جب آپ قرآن پڑھنے لگیں توشیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگیں۔“ (النحل: 98)

ب> ’أَعُوذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ‘ ”میں پناہ میں آتا ہوں اللہ سمیع و علیم کی، شیطانِ مردود سے۔“

یہ کلمات اس آیتِ قرآنی سے ماخوذ ہیں:

واما ینزغنک ......السمیع العلیم

”اوراگرآپ کو شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ پیدا ہو تو اللہ کی پناہ مانگیے، یقینا وہی خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے۔“ (فصلت: 36)

۸ بسم اللہ پڑھنا:

استعاذہ کے بعد ’بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ‘ پڑھنا سنت ہے۔

حضرت نعیم مجمر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نماز پڑھی۔ انھوں نے ’بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ‘ پڑھی، پھر ام القرآن پڑھی۔ اسی روایت میں ہے کہ جب انہوں نے سلام پھیرا تو فرمایا: اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میری نماز تم سب سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کی نماز کے مشابہ ہے۔ (سنن نسائی، حدیث: 906، و صحیح ابن خزیمۃ: 1/257۔)

اس کے واجب نہ ہونے کا ایک قرینہ (علامت) یہ بھی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے یہ دعا اُن صاحب کونہیں سکھائی تھی جنھوں نے نماز درست طریقے سے نہیں پڑھی تھی۔ آپ نے اُنھیں صرف سورہ فاتحہ کی رہنمائی فرمائی تھی، جیسے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔ (صحیح بخاری، حدیث: 757، صحیح مسلم، حدیث: 397)

۹ امام کے ساتھ آمین کہنا:

امام جب جہری نماز میں سورہ فاتحہ کی تلاوت کرتے ہوئے آمین کہے، تو مقتدی کے لیے بھی اُس کے ساتھ آمین کہنا مسنون ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو کیونکہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوگئی اُس کے پچھلے گناہ بخش دیے جائیں گے۔“ (صحیح بخاری، حدیث: 780، و صحیح مسلم، حدیث: 410۔) آمین کے معنی ہیں: قبول فرما۔

۱۰ فاتحہ کے بعد سورت کی قراء ت:

فاتحہ کے بعد سورت کی قراء ت سنت ہے۔ یہ قراء ت پہلی اور دوسری دونوں رکعتوں میں کی جائے گی۔ اکثر علماء اسی کے قائل ہیں۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ ظہر کی نماز میں پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور دو سورتوں کی قراء ت کرتے تھے۔ پہلی رکعت میں بڑی سورت پڑھتے تھے اور دوسری میں چھوٹی۔ (صحیح بخاری، حدیث: 759، و صحیح مسلم، حدیث: 451۔)

جہری نماز میں مقتدی سورہ فاتحہ کے بعد کوئی اور سورت نہیں پڑھے گا۔ وہ بس امام کی قراء ت سنے گا۔

امام ابن قدامہ نے لکھا: ”جہاں تک ہم جانتے ہیں، اہل علم کے درمیان اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں کہ ہر نماز کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بعد کوئی سورت پڑھنا سنت ہے۔“ (المغنی: 568/1)

ج رکوع کی سنتیں:

۱ دونوں ہاتھ دونوں گھٹنوں پر رکھنا جیسا کہ گھٹنوں کو پکڑ رکھا ہو، سنت ہے۔ ہاتھوں کی انگلیاں کھلی ہوں۔

حضرت ابوحمید کی روایت ہے، انہوں نے کہا: مجھے تم سب سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کی نماز یاد ہے۔ میں نے آپ ﷺ کو دیکھا جب آپ تکبیر کہتے

تو اپنے دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھاتے اور جب رکوع میں جاتے تو دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھتے پھر اپنی کمر سیدھی جھکاتے تھے۔ (صحیح بخاری، حدیث: 828۔)

حضرت ابومسعود کی حدیث میں ہے کہ آپ دونوں گھٹنوں کے ایک طرف انگلیاں کھلی رکھتے۔ (سنن أبي داود، حدیث: 863، وسنن نسائی، حدیث: 1038۔)

۲ رکوع کرنے والے کے لیے سنت یہ ہے کہ وہ اپنی کمر سیدھی جھکائے۔

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رکوع میں جاتے تو دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھتے، پھر اپنی کمر سیدھی جھکاتے۔ (صحیح بخاری، حدیث: 828۔) اسی طرح یہ بھی سنت ہے کہ رکوع کی حالت میں سر کمر کے برابر رہے نہ اونچا ہو اور نہ نیچا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب آپ رکوع میں جاتے تو سر نہ اونچا کرتے اور نہ بہت نیچا بلکہ برابر رکھتے تھے۔ (صحیح مسلم، حدیث: 498۔)

۳ یہ سنت ہے کہ رکوع میں کہنیاں پہلوؤں سے الگ رہیں۔

حضرت ابومسعودرضی اللہ عنہ کی روایت ہے ... پھر آپ رکوع میں گئے اور اپنے بازو الگ رکھے اور دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے اور انگلیاں کھلی رکھیں۔ انہوں نے مزید کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح نماز پڑھتے دیکھا تھا۔ (سنن أبي داود، حدیث: 863۔)

بازووں کو گھٹنوں سے الگ رکھنا اس سے مشروط ہے کہ برابر والوں کو تکلیف نہ ہو۔ نمازی کے لائق نہیں

کہ وہ سنت پر عمل کرتے ہوئے دوسرے نمازیوں کو تکلیف دے۔

امام نووی نے بازوؤں کی پہلوؤں سے دور رکھنے کے بارے میں لکھا: ”جہاں تک میں جانتاہوں، اِس کے مستحب ہونے کے متعلق کسی عالم کو کوئی اختلاف نہیں۔ امام ترمذی نے رکوع اور سجدے دونوں میں اہل علم سے اِس کا مستحب ہونا نقل کیا، بنا قید کے“ (المجموع: 410/3)

٤ رکوع کے مسنون اذکار:

رکوع میں 'سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيم' کے علاوہ دیگر مسنون اذکار بھی کرنے چاہئیں۔

أ 'سُبْحَانَکَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِکَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي'

”پاک ہے تو اے اللہ! ہمارے رب! اور تیری ہی حمد ہے۔ اے اللہ! مجھے بخش دے۔“ (صحیح بخاری، حدیث: 794، و صحیح مسلم، حدیث: 484۔)

ب 'سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِکَهِ وَالرُّوحِ'

”بہت پاکیزہ اور بہت مقدس ہے فرشتوں اور روح القدس کا رب۔“ (صحیح مسلم، حدیث: 487۔)

ج 'اَللّٰهُمَّ لَکَ رَکَعْتُ، وَبِکَ آمَنْتُ، وَلَکَ أَسْلَمْتُ، خَشَعَ لَکَ سَمْعِي وَبَصَرِي وَمُخِّي وَعَظْمِي وَعَصَبِي'

”اے اللہ! تیرے ہی لیے میں نے رکوع کیا اور تجھ ہی پر میں ایمان لایا اور تیرا ہی مطیع ہوا۔ میری سماعت ، بصارت ، دماغ ،ہڈیوں اور پٹھوں نے تیرے ہی لئے خشوع کیا۔“ (صحیح مسلم، حدیث: 771۔)

د 'سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوتِ وَالْمَلَکُوتِ وَالْکِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَة'

”پاک ہے قدرت و طاقت، زبردست سلطنت، بڑائی اور عظمت والا۔“ (سنن أبي داود، حدیث: 873، وسنن نسائی، حدیث: 1050۔)

د> رکوع سے اٹھنے کی سنتیں:

١ اس رکن کا طویل کرنا:

حضرت ثابت بنانی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس طرح میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ہمیں نماز پڑھاتے تھے، میں تمہیں اسی طرح نماز پڑھانے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھتا۔ حضرت ثابت بنانی رحمہ اللہ نے کہا: حضرت انس رضی اللہ عنہ جس طرح کیا کرتے تھے میں تمہیں اُس طرح کرتے نہیں دیکھتا آپ جب رکوع سے سر اٹھاتے تو سیدھے کھڑے رہتے تاآنکہ سوچنے والا سوچتا کہ آپ بھول گئے ہیں۔ اور جب سجدے سے سر اٹھاتے تو ٹھہر جاتے یہاں تک کہ سوچنے والا سوچتا، آپ بھول گئے ہیں۔ (صحیح بخاری، حدیث: 821، و صحیح مسلم، حدیث: 472۔)

٢ 'رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ' کے یہ مختلف الفاظ گاہے گاہے کہنے چاہئیں:

أ> 'اَللّٰھُمَّ! رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ' (صحیح بخاری، حدیث: 795۔)

ب> 'اَللّٰھُمَّ! رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ' (صحیح بخاری، حدیث: 796۔)

ج> 'رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ' (صحیح مسلم، حدیث: 411۔)

د> 'رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ' (صحیح بخاری، حدیث: 722۔)

کبھی پہلے کبھی دوسرے اور کبھی تیسرے الفاظ کہے جائیں ۔

٣ رکوع سے سر اٹھانے کے بعد مسنون اذکار:

رکوع سے سر اٹھانے کے بعد یہ مسنون اذکار پڑھنے چاہئیں:

أ ’رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ، مِلْءُ السَّمَاوَاتِ وَمِلْءُ الْأَرْضِ، وَمِلْءُ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ، أَهْلُ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ، أَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ، وَكُلُّنَا لَکَ عَبْدٌ، اَللّٰهُمَّ! لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ‘

”اے ہمارے رب! تیرے ہی لیے حمد ہے، آسمانوں اور زمین بھر، اور اُن کے بعد وہ شے بھر کر جو تو چاہے۔ (تو) تعریف اور عظمت کا حقدار ہے۔ اُس سے کہیں زیادہ حقدار جو بندہ کہے۔ اور ہم سب تیرے ہی بندے ہیں۔ اے اللہ! جو تو عطا کرے اُسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو تو روک دے اُسے کوئی عطا کرنے والا نہیں اور نہیں فائدہ دیتی دولت مند کو تیرے عذاب سے دولت۔“ (صحیح مسلم، حدیث: 477۔)

ب ’اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ‘

”حمد اللہ ہی کے لیے ہے، حمد بہت زیادہ، پاکیزہ، بابرکت۔“ اس کلمے کی فضیلت یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”میں نے بارہ فرشتوں کو دیکھا کہ وہ اس کلمے کی طرف لپک کر آئے کہ اُن میں سے اسے کون اوپر لے جاتا ہے۔“ (صحیح مسلم، حدیث: 600۔)

ج ’اَللّٰهُمَّ! طَهِّرْنِي بِالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَالْمَاءِ الْبَارِدِ، اَللّٰهُمَّ! طَهِّرْنِي مِنَ الذُّنُوبِ وَالْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْوَسَخِ‘

”اے اللہ! مجھے پاک کر دے برف، اولوں اور ٹھنڈے پانی کے ساتھ۔ اے اللہ! مجھے پاک کر دے گناہوں اور خطاؤں سے، جیسے صاف کیا جاتا ہے سفید کپڑا میل کچیل سے۔“ (صحیح مسلم، حدیث: 476۔)

اگر آدمی یہ تمام اذکار کرے تو یہ رکن طویل ہوسکتا ہے۔

﴿ھ﴾ سجدے کی سنتیں:

۱ سجدے کی حالت میں بازوؤں کو پہلوؤں سے اور پیٹ کو رانوں سے الگ رکھنا مسنون ہے۔

حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھتے تو دونوں بازو کھولتے یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگتی تھی۔ (صحیح بخاری، حدیث: 390، و صحیح مسلم، حدیث: 495۔)

حضرت میمونہؓ کی روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: نبی ﷺ جب سجدہ کرتے، بکری کا بچہ اگر آپ کے بازوؤں کے درمیان سے گزرنا چاہتا تو گزر جاتا۔ (صحیح مسلم، حدیث: 496۔)

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ سجدے کی حالت میں بازوؤں کا کھولنا کس قدر ضروری ہے۔ لیکن یہ بھی ضروری ہے کہ اس سنت پر عمل کرتے ہوئے برابر کے نمازیوں کو تکلیف نہ پہنچے۔

یہ بھی سنت ہے کہ سجدے کے دوران رانوں کو ملایا نہ جائے اور انہیں الگ الگ رکھا جائے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ پیٹ کا وزن رانوں پر نہ ڈالا جائے۔ اور پیٹ کو رانوں سے الگ رکھا جائے جیسا کہ حضرت ابوحمید رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب سجدہ کرتے تو رانیں کھلی رکھتے اور پیٹ کو رانوں پر نہیں ڈالتے تھے۔ (سنن أبي داود، حدیث: 735۔)

شوکانی نے لکھا: ''اِس حدیث سے یہ پتہ چلتا ہے کہ سجدے میں دونوں رانوں کے درمیان فاصلہ رکھنا اور پیٹ کو رانوں سے الگ رکھنا حکم شریعت ہے۔ اِس کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں۔'' (نیل الاوطار: 257/2)

۲ دوران سجدہ پاؤں کی انگلیاں قبلہ رخ موڑنا: سنت ہے کہ سجدے کے دوران دونوں پاؤں کی انگلیاں زمین پر ٹکی اور قبلہ کی طرف مڑی ہوں۔

حضرت ابوحمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کو تم سب سے بڑھ کر یاد رکھتا ہوں۔ اسی روایت میں آگے یہ ہے کہ انہوں نے کہا: جب آپ ﷺ سجدے میں جاتے تو دونوں ہاتھ (زمین پر) رکھتے، نہ آپ دونوں بازو بچھاتے اور نہ انہیں بند کرتے۔ اور دونوں پاؤں کی انگلیاں قبلہ کی طرف موڑتے تھے۔ (صحیح بخاری، حدیث: 828۔)

سجدے میں دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ملانا اور دونوں ہاتھ قبلہ رخ کرنا: موطأ امام مالک میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اور مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت حفص بن عاصم رحمہ اللہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: نماز میں سنت یہ ہے کہ بازو کھلے ہوں اور انگلیاں ملی ہوئی ہوں اور ہم انہیں قبلہ کی طرف کریں۔ (المصنف لابن أبي شيبة: 1/236۔) حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب سجدہ کرتے تو (ہاتھوں کی) انگلیاں ملا لیتے تھے۔ امام ہیثمی رحمہ اللہ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے۔ (مجمع الزوائد: 2/135۔)

۳ سجدے کے مسنون اذکار:

'سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى' کے علاوہ دیگر مسنون اذکار بھی سجدے میں پڑھنے چاہئیں۔ تفصیل یہ ہے:

أ 'سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِکَ، اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْلِي' ''پاک ہے تو اے اللہ! ہمارے رب! اور تیری ہی حمد ہے۔ اے اللہ! مجھے معاف کر دے۔'' (صحیح بخاری، حدیث: 794، و صحیح مسلم، حدیث: 484۔)

ب 'سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِکَةِ وَالرُّوحِ'

''بہت پاکیزہ، بہت مقدس ہے فرشتوں اور روح القدس کا رب۔'' (صحیح بخاری، حدیث: 487۔)

ج 'اَللّٰهُمَّ! لَکَ سَجَدْتُّ وَبِکَ آمَنْتُ وَلَکَ أَسْلَمْتُ، سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ، تَبَارَکَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ'

''اے اللہ! میں نے تیرے ہی لیے سجدہ کیا اور میں تجھ ہی پر ایمان لایا اور میں تیرے ہی لیے مطیع ہوا۔ سجدہ کیا میرے چہرے نے اُس ذات کو جس نے اسے پیدا کیا اور اُس کی صورت بنائی اور اس کے کان اور آنکھیں کھولیں۔ بہت بابرکت ہے اللہ سب سے اچھا خالق۔'' (صحیح مسلم، حدیث: 771۔)

د 'اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي ذَنْبِي کُلَّهُ دِقَّهُ وَجِلَّهُ وَأَوَّلَهُ وَآخِرَهُ وَعَلَانِيَتَهُ وَسِرَّهُ'

''اے اللہ! میرے چھوٹے بڑے، اگلے پچھلے، علانیہ پوشیدہ سارے گناہ بخش دے۔'' (صحیح مسلم، حدیث: 483۔)

ھ 'اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ، وَبِمُعَافَاتِکَ مِنْ عُقُوبَتِکَ، وَأَعُوذُبِکَ مِنْکَ، لَاأُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْکَ، أَنْتَ کَمَا أَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِکَ'

''اے اللہ! میں تیری رضا مندی کے ذریعے تیرے غصے سے، تیری عافیت کے

ذریعے تیری سزا سے اور تیری رحمت کے ذریعے تیرے عذاب سے پناہ چاہتا ہوں۔ میں تیری تعریف کماحقہ نہیں کر سکتا۔ تو ویسا ہی ہے جیسی تو نے اپنی تعریف خود فرمائی۔ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے ثابت ہے کہ وہ اپنے سجود میں یہ اذکار بدل بدل کر کرے، جیسا کہ یہ بھی معروف ہے کہ رکوع میں **(سبحان ربي العظيم)** ایک مرتبہ کہنا واجب ہے ، اور ایک سے زیادہ سنت ہے، اور اسی طرح سجود میں **(سبحان ربي الأعلى)** ایک مرتبہ کہنا واجب ہے اور دوسری یا تیسری دفعہ کہنا سنت ہے۔“ (صحیح مسلم، حدیث: 486۔)

٤ ان میں سے جتنے اذکار آسانی سے کیے جا سکیں کرنے چاہئیں۔

سجدے میں کثرت سے دعا کرنا سنت ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”سجدے میں خوب دعا کرو۔ یہ مقام اس لائق ہے کہ تمہاری دعا قبول کی جائے۔“ (صحیح مسلم، حدیث: 479۔)

و دو سجدوں کے درمیان بیٹھنے کی سنتیں:

١ یہ سنت ہے کہ نمازی بایاں پیر بچھا کر اُس پر بیٹھے اور دایاں پیر کھڑا رکھے۔

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب دو رکعتوں میں بیٹھتے تو بایاں پاؤں بچھا کر بیٹھتے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھتے۔ (صحیح بخاری، حدیث: 828۔)

۲ اس رکن کا طویل کرنا:

حضرت ثابت بنانی رحمہ اللہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بارے میں بتاتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے جس طرح رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھاتے دیکھا ہے بالکل اسی طرح میں تمھیں نماز پڑھاتا ہوں، اس روایت میں ہے کہ جب آپ سجدے سے سر اٹھاتے تو ٹھہر جاتے یہاں تک کہ سوچنے والا سوچتا کہ آپ بھول گئے ہیں۔ یعنی ایک سجدے کے بعد دوسرے سجدے میں جانے سے قبل خاصی دیر بیٹھتے۔

۳ پہلی اور تیسری رکعت کے بعد قیام سے پہلے تھوڑی دیر بیٹھنا:

اسے ''جلسۂ استراحت'' کہتے ہیں۔

اس کا ثبوت تین حدیثوں سے ملتا ہے۔

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی نماز کی طاق (پہلی اور تیسری) رکعت کے بعد کھڑے ہونے سے قبل سیدھے بیٹھتے تھے۔ (صحیح بخاری، حدیث: 823۔)

یہ وہی مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ ہیں جنھوں نے یہ ارشادِ نبوی روایت کیا: 'صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي' ''نماز پڑھو جس طرح مجھے نماز پڑھتے دیکھتے ہو۔'' (صحیح بخاری، حدیث: 631۔)

جسلہ استراحت کے سنت ہونے میں اختلاف ہے تاہم روایت مالک رضی اللہ عنہ کی بنیاد پر درست یہ ہے کہ یہ مطلق طور پر سنت ہے۔ جن علماء نے جلسہ استراحت کو مطلق طور پر سنت قرار دیا، اُن میں نووی، شوکانی، ابن باز اور البانی نمایاں ہیں۔ (فتاوی اللجنۃ الدائمۃ: 446،445/6)

امام نووی نے لکھا: ''یہی درست ہے جس کے بارے میں صحیح احادیث ثابت ہیں۔'' (المجموع: 441/3)

ز〉 تشہد کی سنتیں:

١ تشہد کی ایک سنت یہ ہے کہ نمازی بایاں پیر بچھا کر اُس پر بیٹھے اور دایاں پاؤں کھڑا کرے۔

چار رکعت اور تین رکعت کی نماز میں آخری تشہد کے علاوہ نماز میں جب بھی بیٹھنا ہے، اسی طرح بیٹھنا ہے۔ حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت میں ہے: جب آپ ﷺ دو رکعت میں بیٹھے تو بائیں پیر پر بیٹھے اور دایاں پیر کھڑا کیا۔ (صحیح بخاری، حدیث: 828۔)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے: اور آپ ہر دو رکعت میں التحیات پڑھتے تھے۔ تشہد میں آپ اپنا بایاں پیر بچھا لیتے اور دایاں پیر کھڑا کر لیتے۔ (صحیح مسلم، حدیث: 498۔)

تین اور چار رکعتی نماز کی آخری التحیات سے متعلقہ تفصیلات آئندہ آتی ہیں۔

۲ تشہد میں بیٹھتے ہوئے ہاتھ کہاں رکھے جائیں،

سنت کے مطابق اس کے دو طریقے ہیں۔ دونوں پر گاہے گاہے عمل کرنا چاہیے۔

نمبر 1:	دونوں ہاتھ رانوں پر رکھ لیے جائیں۔
نمبر 2:	دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھ لیے جائیں۔ اس طرح کہ بائیں ہاتھ نے بائیں گھٹنے کو پکڑ رکھا ہو۔ بایاں ہاتھ ہمیشہ کھلا رکھنا چاہیے۔ چاہے ران پر ہو، چاہے گھٹنے پر، دائیں ہاتھ کو البتہ کھلا نہیں رکھنا چاہیے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب نماز میں بیٹھتے تو دایاں ہاتھ دائیں گھٹنے پر رکھتے۔ تمام انگلیاں بند کر لیتے۔ انگوٹھے کے ساتھ والی اُنگلی سے اشارہ کرتے۔ اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھتے تھے۔ (صحیح مسلم، حدیث: 580۔ صحیح مسلم، حدیث: 579۔)

۳ دورانِ تشہد انگلیاں رکھنے کا طریقہ

دورانِ تشہد دایاں ہاتھ رکھنے کے دو مسنون طریقے ہیں:

پہلا طریقہ

یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کی تمام انگلیاں بند رہیں سوائے شہادت کی انگلی کے۔ بایاں ہاتھ سیدھا کھلا رہے

جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی سابقہ روایت ہے:
"...آپ نے تمام انگلیاں بند کیں اور انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی سے اشارہ کیا..." (صحیح مسلم، حدیث: 580۔)

دوسرا طریقہ

دایاں ہاتھ رکھنے کا یہ ہے کہ ترپن (53) کی گرہ باندھیں۔ وہ اس طرح سے کہ سب سے چھوٹی اور اُس کے برابر کی انگلی بند رہے۔ انگوٹھا درمیانی انگلی کے ساتھ مل کر حلقہ بنائے۔ شہادت کی انگلی سے اشارہ کیا جائے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے: نبی ﷺ جب تشہد (التحیات) میں بیٹھتے تو بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر رکھتے اور دایاں ہاتھ دائیں گھٹنے پر رکھتے۔ ترپن (53) کی گرہ باندھتے۔ اور سبابہ (انگشتِ شہادت) سے اشارہ کرتے تھے۔ (صحیح مسلم، حدیث: 580۔)

٤ تشہد کے مختلف الفاظ:

احادیث میں تشہد کے مختلف الفاظ بیان ہوئے ہیں، گاہے گاہے انہیں پڑھنا چاہیے تاکہ سنت پر پوری طرح سے عمل ہوسکے۔

أ ‘اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ‘ ”(میری ساری) قولی، بدنی اور مالی عبادات صرف اللہ کے لیے مخصوص ہیں۔ سلام ہو آپ پر اے نبی ﷺ اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔ سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اور شہادت دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اُس کے رسول ہیں۔“ (صحیح بخاری، حدیث: 1202، و صحیح مسلم: حدیث: 402۔)

ب ‘اَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ ...‘ اس سے آگے پہلے تشہد والے الفاظ ہی ہیں۔ اَلْمبَارَکاتُ: بابرکت۔ الطَّیِّبَاتُ: پاکیزہ۔ (صحیح مسلم، حدیث: 403۔)

ج ‘اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ ...‘ اس سے آگے پہلے تشہد والے الفاظ ہی ہیں۔ (صحیح مسلم، حدیث: 403۔)

٥ اور سنت یہ ہے کہ نمازی ثلاثی اور رباعی نماز کے آخری تشہد میں (تورک) کی حالت میں بیٹھے۔

تین اور چار رکعتی نماز کے دوسرے اور آخری تشہد (التحیات) میں تورک کرنا سنت ہے۔ تورک کے معنی ہیں ورک پر بیٹھنا۔ ورک عربی میں سرین کو کہتے ہیں۔

أ〈 دایاں پیر کھڑا رکھنا اور بائیں پیر کو اُس کے نیچے سے نکال کر زمین پر بائیں سرین کے سہارے بیٹھنا۔ (صحیح بخاری، حدیث: 828۔)

ب〈 دونوں پاؤں بچھا کر دائیں جانب نکالنا اور زمین پر سرین کے بل بیٹھنا۔ (سنن أبي داود، حدیث: 731، و صحیح ابن حبان، حدیث: 1867، والسنن الکبریٰ للبيهقي: 2/128۔)

یاد رہے، صحیح بات یہ ہے کہ تورک ہر آخری تشہد میں نہیں بلکہ یہ تین رکعتی اور چار رکعتی نماز کے آخری تشہد ہی میں ہے۔ دو رکعتی نماز کے تشہد میں تورک نہیں۔

٦ درود شریف اور اس کے مختلف صیغے:

درود شریف کے مختلف صیغے حدیث میں بیان ہوئے ہیں۔ گاہے گاہے تمام صیغے پڑھنے چاہئیں:

أ〈 'اَللّٰهُمَّ! صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی إِبْرَاهِيمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّکَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌه اَللّٰهُمَّ! بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی إِبْرَاهِيمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّکَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ'

"اے اللہ! رحمت نازل فرما محمد ﷺ پر اور آل محمد پر جس طرح تو نے رحمت کی ابراہیم (علیہ السلام) اور آل ابراہیم پر۔ بلاشبہ تو ہی تعریف والا، عظمت والا ہے۔ اے اللہ! برکت دے محمد ﷺ پر اور آل محمد پر جس طرح تو نے برکت دی ابراہیم (علیہ السلام) پر اور آل ابراہیم پر۔ بلاشبہ تو ہی تعریف والا، عظمت والا ہے۔" (صحیح بخاری، حدیث: 3370۔) کعب بن عجرۃ کی حدیث سے۔

ب) 'اَللّٰهُمَّ! صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ'

''اے اللہ! رحمت کر محمد ﷺ پر اور آل محمد پر جس طرح تو نے رحمت کی آل ابراہیم پر۔ اور برکت دے محمد ﷺ پر اور آل محمد پر جس طرح تو نے برکت دی آل ابراہیم پر، سب جہانوں میں۔ بلاشبہ تو ہی تعریف والا، عظمت والا ہے۔'' (صحیح مسلم، حدیث: 405۔) ابو مسعود الأنصاری کی حدیث سے۔

ج) 'اَللّٰهُمَّ! صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى أَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى أَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ، كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ'

''اے اللہ! رحمت کر محمد ﷺ پر اور آپ کی ازواج مطہرات اور اولاد پر جس طرح تو نے رحمت کی آل ابراہیم پر۔ اور برکت دے محمد ﷺ پر اور آپ کی ازواج مطہرات اور اولاد پر۔ جس طرح تو نے برکت دی آل ابراہیم پر۔ بلاشبہ تو ہی تعریف والا، عظمت والا ہے۔'' (صحیح بخاری، حدیث: 3369، و صحیح مسلم، حدیث: 407۔)

۷ سلام پھیرنے سے پہلے چار چیزوں سے پناہ طلب کرنا سنت ہے:

علماء کے نزدیک چار چیزوں سے پناہ طلب کرنا سنت ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص آخری تشہد سے فارغ ہوجائے تو وہ چار باتوں سے اللہ کی پناہ طلب کرے: عذاب جہنم سے، عذاب قبر سے، زندگی اور موت کے فتنے سے اور مسیح دجال کے شر سے۔''

(صحیح مسلم، حدیث: 588۔ صحیح بخاری، حدیث: 832،)

حدیث میں دیگر دعاؤں کا بھی ذکر ہے جو اس موقع پر پڑھنی چاہئیں:

أ ’اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُبِکَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ‘

”اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں گناہوں اور قرض سے۔“ (صحیح بخاری، حدیث: 832، و صحیح مسلم، حدیث: 589۔)

ب ’اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْئَلُکَ الْجَنَّةَ وَأَعُوذُبِکَ مِنَ النَّارِ‘

”اے اللہ! میں تجھ سے جنت کا سوال کرتا اور نارِ جہنم سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔“ (سنن أبي داود، حدیث: 792۔)

ج ’اَللّٰهُمَّ! إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا کَثِيرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، فَاغْفِرْلِي مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِي، إِنَّکَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ‘

”اے اللہ! میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کئے اور تیرے سوا گناہوں کو کوئی نہیں بخش سکتا، اس لیے تو اپنی خاص مغفرت سے مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما، بلاشبہ تو ہی بہت بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے۔“ (صحیح بخاری، حدیث: 6326، و صحیح مسلم، حدیث: 2705۔)

د ’اَللّٰهُمَّ! أَعِنِّي عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ‘

”اے اللہ! میری مدد فرما کہ میں تیرا ذکر، تیرا شکر اور تیری خوب عبادت کرتا رہوں۔“ (سنن أبي داود، حدیث: 1522، وسنن النسائی، حدیث: 1304۔)

هـ ’اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُبِکَ مِنَ الْبُخْلِ، وَأَعُوذُبِکَ مِنَ الْجُبْنِ، وَأَعُوذُبِکَ أَنْ أُرَدَّ إِلٰی أَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَأَعُوذُبِکَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا، وَأَعُوذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ‘

”اے اللہ! میں بخل سے تیری پناہ میں آتا ہوں، اور میں بزدلی سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور میں تیری پناہ میں آتا ہوں کہ لوٹایا جاؤں سب سے گھٹیا عمر (زیادہ بڑھاپے) کی طرف۔ اور میں تیری پناہ میں آتا ہوں فتنۂ دنیا سے اور میں تیری پناہ میں آتا ہوں عذاب قبر سے۔“ (صحیح بخاری، حدیث: 6370۔)

و> 'اَللّٰهُمَّ! حَاسِبْنِي حِسَاباً يَسِيراً'

"اے اللہ! میرا حساب کر تو آسان حساب۔" (مسند أحمد: 6/48۔)

یہ دعائیں کرنے کے بعد دائیں اور بائیں منہ پھیر کر "السلام علیکم و رحمة اللہ" کہنا سنت ہے۔ منہ پھیرنے میں مبالغہ کرنا بھی سنت ہے۔ نبی کریم ﷺ کے متعلق روایات میں آتا ہے کہ جب آپ سلام پھیرتے تو مقتدیوں کو آپ کے رخسار مبارک کا گورا پن دکھائی دیتا تھا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کرتا تھا، آپ دائیں بائیں سلام پھیرتے، یہاں تک کہ آپ کے رخسار کا گورا پن دکھائی دیتا تھا۔ (صحیح مسلم، حدیث: 582۔)

ح> فرض نماز کے بعد مسنون اذکار: فرض نماز کے بعد ان اذکار کا اہتمام کرنا سنت ہے جو احادیث میں بیان ہوئے ہیں۔

امام نووی رحمہ اللہ اس بارے میں لکھتے ہیں: علمائے کرام نے اس امر پر اتفاق کیا ہے کہ نماز کے بعد ذکر کرنا مستحب ہے۔ (الأذکار، ص: 66۔)

نماز کے بعد ذکر و اذکار بآوازِ بلند کرنا سنت ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی ﷺ کے دور میں ایسا ہوتا تھا کہ جب لوگ فرض نماز سے سلام پھیرتے تو بآوازِ بلند ذکر کرتے تھے۔ (صحیح بخاری، حدیث: 841، و صحیح مسلم، حدیث: 583۔)

مسنون اذکار:

أ> حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ جب نماز ختم کرتے تو تین مرتبہ "أَسْتَغْفِرُاللّٰه" کہتے، پھر یہ پڑھتے: 'اَللّٰهُمَّ! أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ يَا ذَاالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ'

''اے اللہ! تو صاحب سلامتی ہے اور تجھ ہی سے سلامتی ہے۔ تو بہت بابرکت ہے اے جاہ و جلال اور عزت والے۔'' (صحیح مسلم، حدیث: 591۔)

ب) 'لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيکَ لَهُ، لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيرٌ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ، لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ، وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ، وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ'

''اللہ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں، وہ یکتا ہے۔ اُس کا کوئی شریک نہیں۔ اُسی کی ہے بادشاہی اور اُسی کی ہے حمد۔ اور وہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔ نہیں کوئی قوت مگر اللہ کے ساتھ۔ اللہ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں۔ اور ہم صرف اسی کی عبادت کرتے ہیں۔ اُسی کا ہے انعام اور اُسی کا ہے فضل۔ اور اُس کی ہے اچھی تعریف۔ اللہ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں۔ ہم صرف اسی کی عبادت کرتے ہیں۔ ہر چند کہ کافروں کو ناپسند ہو۔'' (صحیح مسلم، حدیث: 594۔)

ج) 'لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيکَ لَهُ، لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيرٌ، اَللّٰهُمَّ! لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ'

''اللہ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں۔ وہ یکتا ہے۔ اُس کا کوئی شریک نہیں۔ اُسی کی ہے بادشاہی اور اُسی کی ہے الحمد۔ اور وہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔ اے اللہ! تیری عطا کو کوئی روکنے والا نہیں اور تیری روکی ہوئی چیز کو کوئی عطا کرنے والا نہیں اور دولت مند کو اس کی دولت تیرے عذاب سے نہیں بچا سکتی۔'' (صحیح بخاری، حدیث: 844، و صحیح مسلم، حدیث: 593۔)

د) مسنون تسبیحات:

'سُبْحَانَ اللّٰهِ' 33 مرتبہ۔ 'اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ' 33 مرتبہ۔ 'اَللّٰهُ أَكْبَرُ' 33 مرتبہ۔ 'لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيکَ لَهُ، لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيرٌ' ایک مرتبہ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص ہر نماز کے بعد تینتیس (33) مرتبہ 'سبحان اللہ' تینتیس (33) مرتبہ 'الحمد للہ' اور تینتیس (33) مرتبہ 'اللہ اکبر'، یہ ننانوے ہیں اور سو کی تعداد پوری کرنے کے لیے کہتا ہے: 'لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ' تو اُس کی تمام خطائیں بخش دی جاتی ہیں، چاہے وہ سمندر کی جھاگ کی طرح ہوں۔“ (صحیح مسلم، حدیث: 597۔)

'سُبْحَانَ اللّٰهِ' 33 مرتبہ۔ 'اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ' 33 مرتبہ۔ 'اَللّٰهُ أَكْبَرُ' 34 مرتبہ۔

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر فرض نماز کے بعد کہے جانے والے کچھ کلمات ہیں جن کا کہنے والا ناکام و نامراد نہیں ہوتا: تینتیس مرتبہ 'سُبْحَانَ اللّٰهِ' تینتیس مرتبہ 'اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ' اور چونتیس مرتبہ 'اَللّٰهُ أَكْبَرُ' (صحیح مسلم، حدیث: 596۔)

'سُبْحَانَ اللّٰهِ' 25 مرتبہ۔ 'اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ' 25 مرتبہ۔ 'اَللّٰهُ أَكْبَرُ' 25 مرتبہ۔ 'لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ' 25 مرتبہ۔

یہ صیغہ ترمذی کے یہاں سیدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی روایت سے آیاہے۔

جامع الترمذی، حدیث: 3413، البانی نے اِسے صحیح قرار دیا، مشکاۃ المصابیح: 307/1۔

'سُبْحَانَ اللّٰهِ' 10 مرتبہ۔ 'اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ' 10 مرتبہ۔ 'اَللّٰهُ أَكْبَرُ' 10 مرتبہ۔

جامع ترمذی، حدیث: 3410۔

مسنون طریقہ یہ ہے کہ تسبیحات انگلیوں پر کی جائیں۔

نبی کریمﷺ نے فرمایا: ”انگلیوں پر تسبیح کرو کیونکہ ان سے سوال کیا جائے گا، انہیں بولنے کا حکم دیا جائے گا۔“ (مسند أحمد: 6/370 وجامع ترمذی، حدیث: 3486۔)

آیت الکرسی پڑھنا:

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا: ”جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھتا ہے اسے موت کے سوا کوئی چیز جنت میں داخل ہونے سے نہیں روکتی۔“ (السنن الکبریٰ للنسائی: 6/30، حدیث: 9928۔)

معوذات کی تلاوت: معوذات سے مراد ہے سورہ اخلاص، سورہ فلق اور سورہ ناس، ہر فرض نماز کے بعد ان تینوں سورتوں کی تلاوت بھی ضروری ہے۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے رسول اللہﷺ نے حکم دیا کہ میں ہر نماز کے بعد معوذات پڑھوں۔ (سنن أبی داود، حدیث: 1525۔)

یہ تھیں نماز کی تمام سنتیں جنھیں ملحوظ خاطر رکھنا ضروری ہے۔ ہر چند ہم فجر کے وقت کی سنتیں بیان کر رہے تھے، تاہم مناسب معلوم ہوا کہ نماز کی دیگر سنتیں بھی ساتھ ہی بیان کر دی جائیں تاکہ ہر نماز میں ان کا التزام کیا جائے۔

⟨ط⟩ نماز فجر کے بعد طلوعِ آفتاب تک جائے نماز پر بیٹھے رہنا سنت ہے:

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب نمازِ فجر پڑھا دیتے تو جائے نماز ہی پر بیٹھے رہتے تھے، یہاں تک کہ سورج اچھی طرح طلوع ہو جاتا تھا۔ (صحیح مسلم، حدیث: 670۔)

◆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات قسم کے لوگوں کو اللہ اس دن اپنے سائے میں جگہ دے گا جس دن کوئی سایہ نہیں ہو گا (ان میں سے) وہ شخص جس کا دل مساجد سے جڑا ہوا ہے ۔

صبح و شام کے اذکار:

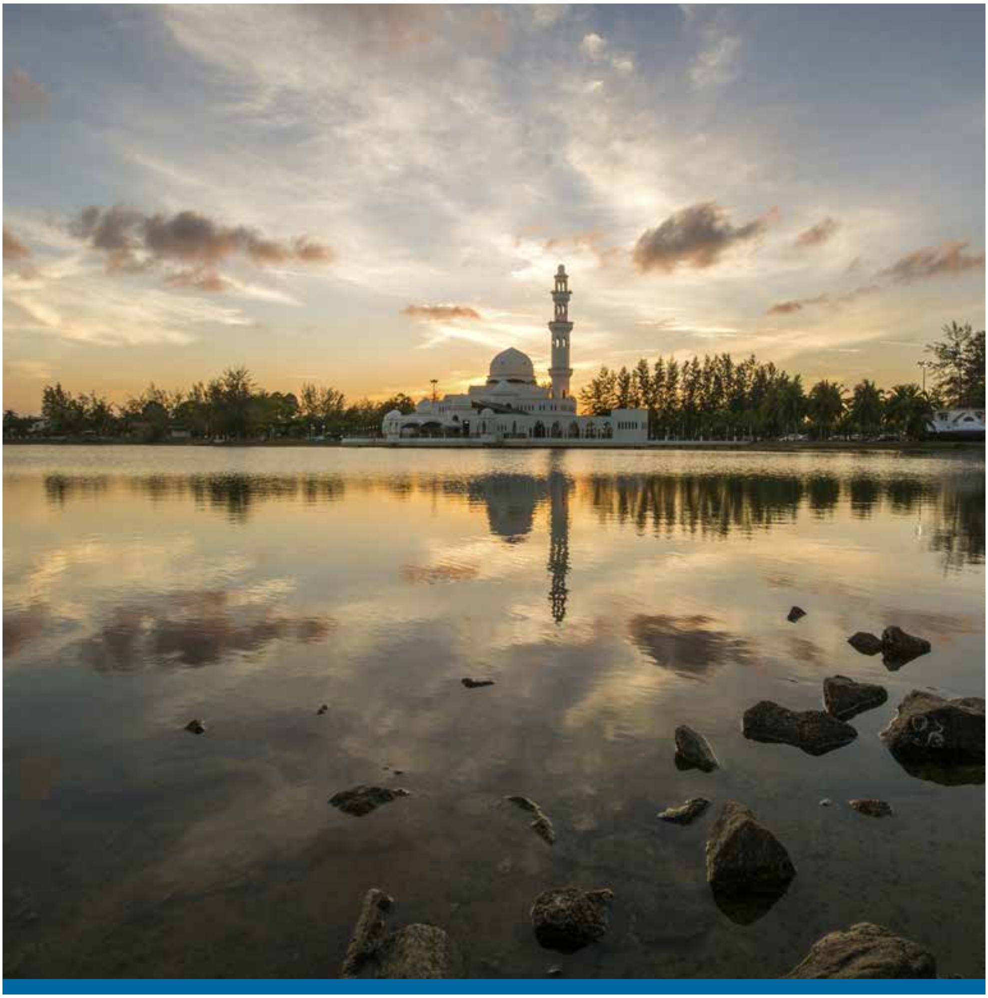

اذکار صبح کا وقت: اذکارِ صبح کا وقت فجر صادق کے طلوع ہونے پر شروع ہوتا ہے جو نمازِ فجر کا بھی وقت ہے۔ مؤذن جونہی فجر کی اذان دیتا ہے، اُسی وقت صبح کے اذکار کا وقت شروع ہوجاتا ہے۔ اکثر علماء کا یہی قول ہے۔

صبح و شام کے اذکار

١ جس شخص نے صبح کے وقت دس مرتبہ یہ ذکر کیا:

'لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیکَ لَهُ، لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَيْئٍ قَدِیرٌ'

"نہیں کوئی معبود مگر اللہ۔ وہ یکتا ہے۔ نہیں کوئی شریک اس کا۔ اُسی کی ہے بادشاہی اور اُسی کی ہے الحمد۔ اور وہ ہر شے پر خوب قادر ہے۔"

اُس کے لیے سو نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور اُس کی سو برائیاں مٹا دی جاتی ہیں۔ یہ ذکر اُس کے لیے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہوتا ہے۔ اُس روز شام تک اُس کی حفاظت کی جاتی ہے۔ جو شخص شام کو یہ ذکر کرے اُسے بھی یہی فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ (مسند أحمد: 2/360۔) امام ابن باز نے اس کو حسن کہا ہے۔

٢ 'أَمْسَیْنَا وَ أَمْسَی الْمُلْکُ لِلّٰہِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیکَ لَهُ، اَللّٰھُمَّ! إِنِّي أَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ هٰذِهِ اللَّیْلَةِ وَخَیْرِ مَا فِیهَا، وَأَعُوذُبِکَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّمَا فِیهَا، اَللّٰھُمَّ! إِنِّي أَعُوذُبِکَ مِنَ الْکَسَلِ، وَالْهَرَمِ، وَسُوءِ الْکِبَرِ، وَفِتْنَةِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ'

"شام کی ہم نے اور شام کی سارے ملک نے جو اللہ کا ہے۔ اور سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے۔ اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ یکتا ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں۔ اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس رات کی خیر کا اور اُس کی خیر کا جو اس (رات) میں ہے۔ اور میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس کے شر سے اور اُس کے شر سے جو اس (رات) میں ہے۔ اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں کاہلی اور سخت بڑھاپے اور بڑھاپے کی اذیت (ناگواری اور برائی) اور فتنۂ دنیا اور عذاب قبر سے۔"

صبح کے وقت أَمۡسَيۡنَا وَ أَمۡسَى کی بجائے یہ پڑھنا چاہیے:

'أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمُلْکُ لِلّٰهِ ...' اور مِنۡ خَيۡرِ هٰذِهِ اللیلة کی بجائے یہ پڑھنا چاہیے: 'أَسْئَلُکَ مِنْ خَيْرِ مَا فِي هٰذَا الْيَوْمِ وَخَيْرِ مَا بَعْدَهُ، وَأَعُوذُبِکَ مِنْ شَرِّمَا فِي هٰذَا الْيَوْمِ وَشَرِّمَا بَعْدَهُ...' (صحیح مسلم، حدیث: 2723۔)

٣ سیدالاستغفار: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے یقین کے ساتھ دن کے وقت یہ ذکر کیا، پھر شام ہونے سے پہلے یہی ذکر کیا اور اسی دن اس کا انتقال ہو گیا تو وہ جنتی ہے۔ اور جس نے یقین کے ساتھ رات کو یہ ذکر کیا، پھر اس کا صبح ہونے سے پہلے انتقال ہوگیا تو وہ جنتی ہے۔''

'اَللّٰهُمَّ! أَنْتَ رَبِّي، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُکَ وَأَنَا عَلٰى عَهْدِکَ وَوَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَعُوذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، أَبُوءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَيَّ، وَأَبُوءُ بِذَنْبِي، فَاغْفِرْلِي، فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ' (صحیح بخاری، حدیث: 6306۔)

٤ 'اَللّٰهُمَّ! بِکَ أَصْبَحْنَا وَبِکَ أَمْسَيْنَا وَبِکَ نَحْيَا وَبِکَ نَمُوتُ وَإِلَيْکَ النُّشُورُ'

''اے اللہ! تیری ہی بدولت ہم پر صبح ہوئی اور تیری ہی بدولت ہم پر شام ہوئی۔ تیری ہی بدولت ہم جیتے ہیں اور تیرے ہی حکم سے ہم مرتے ہیں اور (بالآخر) تیری ہی طرف اٹھ کر جانا ہے۔'' جب صبح ہوتی تو نبی اکرم ﷺ مندرجہ بالا دعا پڑھتے تھے اور جب شام ہوتی یہ کلمات کہتے تھے:

'اَللّٰهُمَّ! بِکَ أَمْسَيْنَا وَبِکَ أَصْبَحْنَا وَبِکَ نَحْيَا وَبِکَ نَمُوتُ وَإِلَيْکَ الْمَصِيرُ'

''اے اللہ! تیری ہی بدولت ہم پر شام ہوئی اور تیری ہی بدولت ہم پر صبح ہوئی اور تیری ہی بدولت ہم جیتے ہیں اور تیرے ہی حکم سے ہم مرتے ہیں اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔'' (سنن أبي داود، حدیث: 5068۔)

٥ 'اَللّٰھُمَّ! فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ، عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَہِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، رَبَّ کُلِّ شَیْئٍ وَّمَلِیکَہُ، أَعُوذُبِکَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي وَمِنْ شَرِّ الشَّیْطَانِ وَشِرْکِہِ وَأَنْ أَقْتَرِفَ عَلٰی نَفْسِي سُوءً ا أَوْ أَجُرَّہُ إِلٰی مُسْلِمٍ'

"اے اللہ! آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے، غیب اور حاضر کے جاننے والے، نہیں کوئی معبود مگر تو۔ ہر شے کے رب اور مالک، میں تیری پناہ میں آتا ہوں، اپنے نفس کے شر سے اور شیطان کے شر سے اور اُس کے شرک سے اور اس سے (بھی تیری پناہ میں آتا ہوں) کہ میں خود پر یا کسی مسلمان پر ظلم کروں۔" آپ نے فرمایا: یہ دعا صبح، شام اور سوتے وقت پڑھا کرو۔ (سنن أبي داود، حدیث: 5067، وجامع ترمذی، حدیث: 3529۔) امام ابن باز نے اس کو حسن قرار دیا ہے۔

٦ نبی ﷺ نے فرمایا: جو شخص صبح و شام یہ ذکر تین مرتبہ کرتا ہے اُسے کوئی شے گزند نہیں پہنچاتی:

'بِسْمِ اللهِ الَّذِي لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْئٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَھُوَ السَّمِیعُ الْعَلِیمُ'

"اللہ کے نام سے جس کے نام کے ساتھ زمین و آسمان میں کوئی شے گزند نہیں پہنچاتی اور وہ خوب سننے اور جاننے والا ہے۔" (جامع ترمذی، حدیث: 3388، وسنن ابن ماجہ، حدیث: 3869۔)

٧ جو شخص صبح و شام تین مرتبہ یہ ذکر کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اُس شخص کو روزِ قیامت خوش کردے:

'رَضِیتُ بِاللهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِینًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا'

"میں راضی ہوں اللہ کے رب ہونے پر، اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد کے نبی ہونے پر ﷺ" (جامع ترمذی، حدیث: 3389، وسنن ابن ماجہ، حدیث: 3870۔)

٨ 'اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْئَلُکَ الْعَافِيَهَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَه، اللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي دِينِي وَدُنْيَايَ وَأَهْلِي وَمَالِي، اَللّٰهُمَّ! اسْتُرْ عَوْرَاتِي وَآمِنْ رَّوعَاتِي، اَللّٰهُمَّ! احْفَظْنِي مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ وَمِنْ خَلْفِي وَعَنْ يَّمِينِي وَعَنْ شِمَالِي وَمِنْ فَوْقِي وَأَعُوذُ بِعَظَمَتِکَ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِي'

''اے اللہ! میں تجھ سے دنیا اور آخرت کی عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں معافی اور عافیت کا، میرے دین میں، میری دنیا میں، میرے اہل خانہ میں اور میرے مال میں۔ اے اللہ! میرے عیبوں پر پردہ ڈال دے اور میری گھبراہٹوں کو امن دے۔ اے اللہ! میری حفاظت فرما میرے سامنے سے، میرے پیچھے سے، میرے دائیں سے، میرے بائیں سے اور میرے اوپر سے۔ اور میں تیری عظمت کی پناہ میں آتا ہوں اس سے کہ اپنے نیچے سے ناگہاں ہلاک کیا جاؤں۔'' (مسند أحمد: 2/25، وسنن أبي داود، حديث: 5074۔)

٩ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: اللہ کے رسول! مجھے کل رات بچھو نے کاٹ لیا جس سے مجھے سخت تکلیف پہنچی ہے، تو آپ نے فرمایا: ''اگر تم رات کو یہ کلمات کہتے:

'أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَامَّاتِ مِنْ شَرِّمَا خَلَقَ'

''میں پناہ میں آتا ہوں اللہ کے کلماتِ کاملہ کی اُس شے کے شر سے جو اُس نے پیدا کی۔'' تو وہ بچھو تمھیں کوئی نقصان نہ پہنچاتا۔'' (صحيح مسلم، حديث: 2709۔)۔ امام ابن باز نے اس کو حسن قرار دیاہے۔

١٠ رسول اللہ ﷺ صبح کے وقت یہ کلمات کہتے تھے:

'أَصْبَحْنَا عَلٰی فِطْرَةِ الْإِسْلَامِ وَكَلِمَةِ الْإِخْلَاصِ وَدِينِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ ﷺ وَعَلٰی مِلَّةِ أَبِينَا إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا مُسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ'

"ہم نے صبح کی فطرتِ اسلام پر، اور کلمۂ اخلاص پر اور ہمارے نبی محمد ﷺ کے دین اور ہمارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی ملت پر جو یکسُو تھے اور وہ مشرکین میں سے نہیں تھے۔" (مسند أحمد: 3/406۔)

اور شام ہوتی تو آپ یہ کہتے: 'أَمْسَيْنَا عَلَى فِطْرَةِ الْإِسْلَامِ...' آگے اُسی طرح گذشتہ تمام اذکار شیخ ابن باز کی کتاب (تُحفة الأخيار ببيان جملة نافعة مما ورد في الكتاب والسُّنَّة من الأدعية والأذكار) سے مأخوذ ہیں۔

۱۱ 'يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيثُ، أَصْلِحْ لِي شَأْنِي كُلَّهُ، وَلَا تَكِلْنِي إِلَى نَفْسِي طَرْفَةَ عَيْنٍ'

"اے زندہ و جاوید! اے قائم و دائم! میں تیری ہی رحمت کے ذریعے سے مدد طلب کرتا ہوں۔ میرا ہر کام سنوار دے اور آنکھ جھپکنے کے برابر بھی مجھے میرے نفس کے حوالے نہ کر۔" (المستدرک للحاکم: 1/545، وسلسلة الأحاديث الصحيحة: 1/449۔)

۱۲ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس شخص نے سات بار یہ کلمات پڑھے:

'حَسْبِيَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ، عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ، وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ'

"مجھے اللہ ہی کافی ہے۔ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اُسی پر میں نے بھروسا کیا اور وہ عرش عظیم کا رب ہے، یہ کلمات سات مرتبہ کہے تو اللہ تعالیٰ اُس کے لئے کافی ہوجائیں گے (سنن أبي داود، حدیث: 5081۔ یہ روایت حضرت ابو درداء سے موقوفاً بیان ہوئی ہے جس کے راوی ثقہ ہیں، تاہم علامہ البانی رحمہ اللہ کے مطابق اس کے لیے مرفوع کا حکم ہے۔ دیکھیے: سلسلة الأحاديث الصحيحة: 11/449۔)

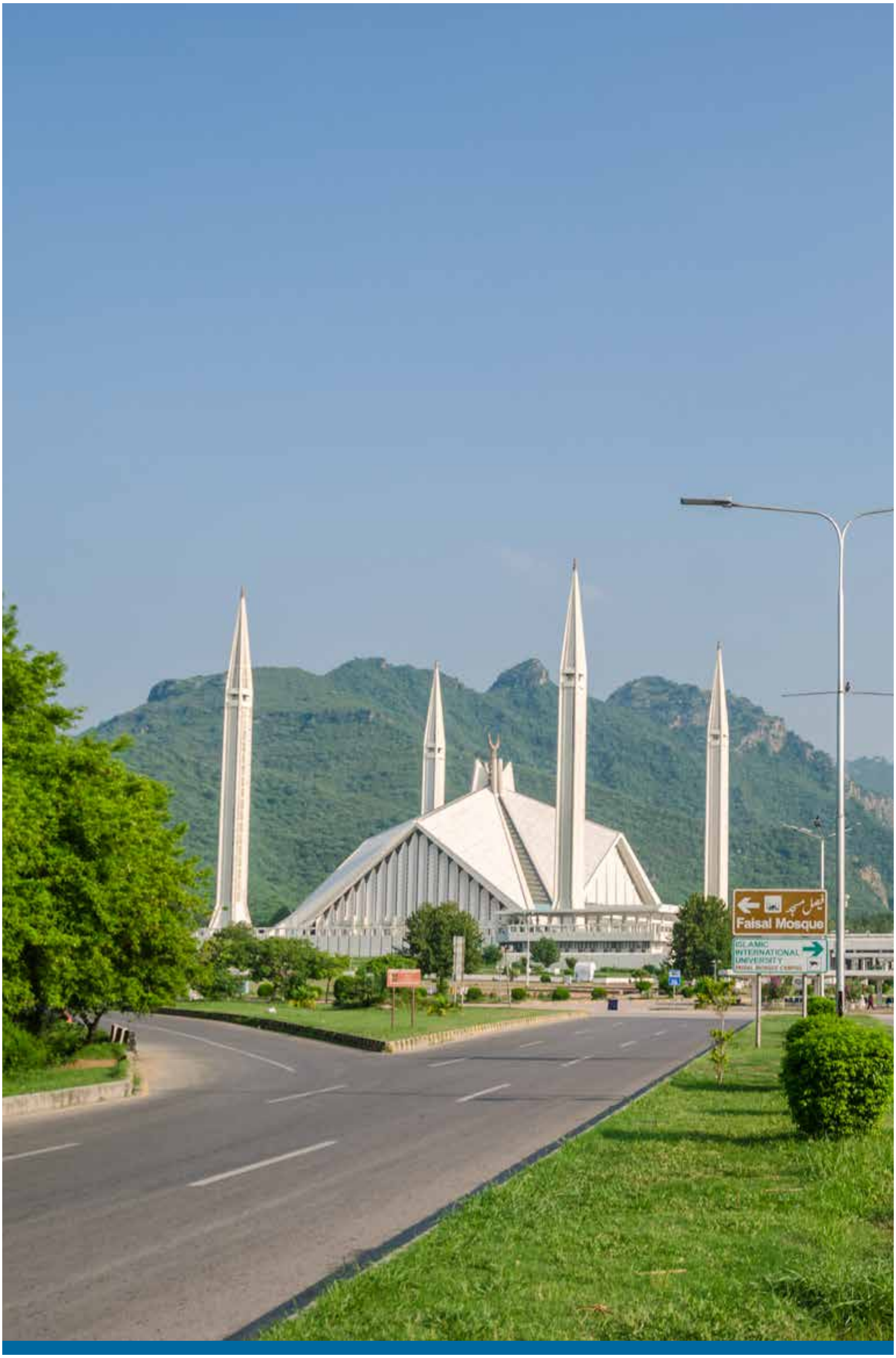
فیصل مسجد
Faisal Mosque
ISLAMIC INTERNATIONAL UNIVERSITY

چاشت کے وقت کرنے والے اعمال اور سنتیں

ضحی (چاشت کے وقت) کی اہم سنت یہ ہے کہ آدمی ضحی کے نوافل ادا کرے۔

اس کی دلیل:

أ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”مجھے میرے خلیل (جگری دوست) رسالت مآبﷺ نے ہر مہینے تین روزے رکھنے اور ضحی کی دو رکعتیں پڑھنے کی وصیت فرمائی اور یہ کہ میں سونے سے پہلے وتر پڑھ لیا کروں۔“ (صحیح مسلم، حدیث: 721۔)

ب سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے ہر ایک کے جوڑوں پر ہر روز صدقہ فرض ہے۔ ہر تسبیح ’سبحان اللہ‘ صدقہ ہے، ہر تحمید ’الحمدللہ‘ صدقہ ہے، ہر تہلیل ’لا إلہ إلا اللہ‘ صدقہ ہے۔ ہر تکبیر ’اللہ أکبر‘ صدقہ ہے، امر بالمعروف صدقہ ہے، نہی عن المنکر صدقہ ہے اور اس سے ضحی کی دو رکعتیں کفایت کر جاتی ہیں۔“ (صحیح مسلم، حدیث: 720۔)

جوڑ دار ہڈیاں۔

صحیح مسلم میں عائشہؓ کی حدیث میں ہے کہ انسان کی تخلیق تین سو ساٹھ جوڑوں پر ہوئی ہے جو اتنی تعداد میں صدقات لے آئے تو وہ اس دن اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچا لے گا

صلاۃ ضحی کا وقت:

سورج جب ایک نیزے کی بلندی پر آجائے تو نمازِ ضحی کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ مطلب یہ کہ طلوعِ آفتاب کے بعد جب نماز کا ممنوعہ وقت نکل جائے تو اس نماز کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

ظہر کا وقت شروع ہونے سے تقریباً دس منٹ پہلے اس نماز کا وقت ختم ہوجاتا ہے۔

اس کی دلیل : حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''نمازِ صبح پڑھو، پھر نماز سے رک جاؤ حتیٰ کہ سورج نکل کر بلند ہو جائے کیونکہ وہ جب طلوع ہوتا ہے تو شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور اس وقت کافر اس (سورج) کو سجدہ کرتے ہیں، اس کے بعد نماز پڑھو، اس نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب سایہ نیزے کے ساتھ بلند ہو جائے تو پھر نماز سے رک جاؤ کیونکہ اُس وقت جہنم بھڑکائی جاتی ہے۔'' (صحیح مسلم، حدیث: 832۔)

افضل وقت:

نمازِ ضحی کا آخری وقت اس کا افضل وقت ہے۔

اس کی دلیل : حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بہت توبہ کرنے والوں کی نماز کا وقت وہ ہے جب (گرمی سے) اونٹ کے دودھ چھڑائے جانے والے بچوں کے پاؤں جلنے لگتے ہیں۔'' (صحیح مسلم، حدیث: 748۔).

ابن باز نے کہا: ''ترمض کے معنی یہ ہیں کہ اُن کو سورج کی تپش معلوم ہوتی ہے۔ اونٹنی کے بچے فصال کہلاتے ہیں۔ یہ وہ نماز ہے جسے آخر وقت ادا کرنا افضل ہے۔''(فتاوی اسلامیہ: 515/1)

◆ صلاۃ ضحی کی رکعتیں:

صلاۃ ضحی کی کم از کم دو رکعتیں ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے خلیل (جگری دوست)ﷺ نے تین باتوں کی وصیت فرمائی ... ان میں سے ایک بات ضحی کی دو رکعتیں ادا کرنے کی تھی۔ (صحیح بخاری، حدیث: 1981، و صحیح مسلم، حدیث: 721۔)

جہاں تک یہ سوال ہے کہ صلاۃ ضحی کی زیادہ سے زیادہ کتنی رکعات ہیں تو اس کے متعلق صحیح بات یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ رکعتوں کی کوئی حد نہیں۔ بعض علماء نے آٹھ رکعتوں کی حد بندی کی ہے، تاہم آدمی کے لیے جائز ہے کہ آٹھ رکعت سے زائد جس قدر اللہ تعالیٰ اسے توفیق دے، یہ نماز پڑھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہﷺ ضحی کی چار رکعتیں پڑھتے تھے اور اس سے زائد بھی جس قدر اللہ تعالیٰ چاہتا، پڑھتے تھے۔ (صحیح مسلم، حدیث: 719۔)

◆ چونکہ نماز چاشت کی بہت بڑی فضیلت ہے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو اس کی وصیت فرمائی _

ظہر کے وقت کرنے والے اعمال اور سنتیں

وقتِ ضحی کی سنتوں کے بعد اب ظہر کے وقت کے اعمال اور سنتیں بیان کی جاتی ہیں۔

فرائضِ ظہر سے پہلے اور بعد کی سنت نماز:

سنت موکدہ کے متعلق جو باتیں لکھی گئی تھیں اُن میں یہ بات بھی آگئی ہے کہ فرائض ظہر سے پہلے چار رکعت سنت اور بعد میں دو رکعت سنت شریعت کا حصہ ہے۔ اس کے دلائل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہااور حضرت ابن عمررضی اللہ عنہ کی روایت کردہ احادیث شامل ہیں۔

نمازِ ظہر کی پہلی رکعت کے متعلق سنت: نمازِ ظہر کی پہلی رکعت کا طویل کرنا سنت ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: ظہر کی نماز کھڑی کر دی جاتی تھی اور جانے والا بقیع کی طرف جاتا۔ وہ اپنی ضرورت سے فارغ ہو کر وضو کرتا، پھر (مسجد میں) آتا اور رسول اللہ ﷺ اسے لمبا کرنے کی وجہ سے ابھی پہلی رکعت ہی میں ہوتے تھے۔ (صحیح مسلم، حدیث: 454۔)

امام کے لیے سنت ہے کہ وہ نماز ظہر کی پہلی رکعت کو طویل کرے۔ اسی طرح جو شخص اکیلا نماز پڑھتا ہے یا عورت گھر میں نماز پڑھتی ہے، انہیں بھی چاہیے کہ نمازِ ظہر کی پہلی رکعت کو طویل کریں۔ یہ سنت ترک ہو چکی ہے، اس لیے اسے زندہ کرنا ضروری ہے۔

ظہر کی نماز میں تاخیر: سخت گرمی میں ظہر کی نماز میں یہاں تک تاخیر کرنا سنت ہے کہ گرمی کا زور ٹوٹ جائے۔

اس کی دلیل: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جب گرمی شدید ہو تو نماز کو ٹھنڈا کرو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے ہے۔“ (صحیح بخاری، حدیث: 534,533۔)

ابن عثیمین نے لکھا: ”مثال کے طورپر گرمیوں میں اگر زوال کا وقت بارہ بجے ہو اور عصر تقریباً ساڑھے چار بجے ہو تو ابراد تقریباً چار بجے تک ہوگا۔“ (الممتع: 104/2۔)

اور صحیح یہ ہے کہ ابراد سب کے لیے ہے، چاہے کوئی جماعت سے نماز پڑھے چاہے اکیلا۔ ہمارے استاذ ابن عثیمین نے اسی کو اختیار کیا۔ خواتین کے لیے بھی یہی حکم ہے۔ اُن کے لیے بھی سخت گرمی میں ابراد سنت ہے کیونکہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت عمومی مفہوم کی حامل ہے۔

عصر کے وقت کرنے والے اعمال اور سنتیں

سنن موکدہ کی تفصیلات میں یہ بتایا جاچکا ہے کہ عصر کی نماز سے پہلے کوئی سنت موکدہ نہیں،

امام ابن تیمیہ نے لکھا: ”جہاں تک عصر سے پہلے نفلی نماز کا تعلق ہے تو کسی نے یہ نہیں کہا کہ نبی اکرم ﷺ عصر سے پہلے نفل پڑھتے تھے۔ اِس سلسلے میں جتنے بھی اقوال ہیں اُن میں نہ صرف ضعف ہے بلکہ وہ غلط ہیں۔“ (الفتاوی: 125/23)

درست یہ ہے کہ نماز عصرسے پہلے مقررہ نوافل کی ادائیگی سنت نہیں۔ نمازی اس سلسلے میں آزاد ہے۔ جس طرح وہ اوقاتِ منع کے سوا دیگر اوقات میں اپنی مرضی کے نوافل پڑھ سکتاہے، چاہے تو عصر سے پہلے بھی پڑھے، دو پڑھے، چار پڑھے لیکن اِس حوالے سے کوئی متعین نماز نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

صبح و شام کے اذکار:

سوال یہ ہے کہ صبح و شام کے اذکار کا وقت کب شروع ہوتا ہے؟

اذکارِ صبح کا وقت:

اذکارِ صبح کا وقت فجر صادق کے طلوع ہونے پر شروع ہوتا ہے جو نمازِ فجر کا بھی وقت ہے۔ مؤذن جونہی فجر کی اذان دیتا ہے، اُسی وقت صبح کے اذکار کا وقت شروع ہوجاتا ہے۔ اکثر علماء کا یہی قول ہے۔

شام کے اذکار کا وقت:

زیادہ راجح اور صحیح بات، واللہ اعلم، یہ ہے کہ شام کے اذکار کا وقت عصر کے بعد سے غروب آفتاب تک رہتا ہے۔ غروب آفتاب کے بعد بھی یہ اذکار کرسکتے ہیں۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ سے پوچھا گیا شام کے اذکار کا وقت کیا ہے ؟ شام کے اذکار کا افضل وقت کیا ہے؟ اور کیا بھول جانے پر قضا کرے گا؟

جواب : الحمد للہ , وقت شام وسیع ہے نماز عصر سے لے کر نماز عشاء تک کے وقت کو شام کہا جاتاہے ، شروع یا آخر وقت میں پڑھنا برابر ہے ما سوائے اس کے جس کی رات کے ساتھ تخصیص ہو گئی ہو مثلاً آیت الکرسی جس نے رات کو پڑھی - پس جو رات کے ساتھ خاص ہے وہ رات کو اور جو دن کے ساتھ خاص ہے وہ دن کے وقت پڑھا جائے گا- رہا بھول کی وجہ سے قضاپڑھنا تو مجھے امید ہے کہ اس پر اجر ملے گا- دیکھئے فتاوی الشیخ ابن عثیمین مجلہ الدعوہ 174نمبر 1421/2/7ھ صفحہ 36 اور اسی طرح شرح ریاض الصالحین1533/2 باب الذکر عند الصباح و المساء

◆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز روشنی ہے یہ آپ کے لئے دنیا و آخرت میں روشنی ہے ۔

مغرب کے وقت کرنے والے اعمال اور سنتیں

مغرب کے وقت کے اعمال اور سنتیں درج ذیل ہیں:

- مغرب کے شروع میں بچوں کو گھر سے باہر جانے سے روک لینا سنت ہے۔
- مغرب کے شروع میں بسم اللہ کہہ کر گھر کے دروازے بند کرنا سنت ہے۔

مغرب کے آغاز میں شیاطین پھیلتے ہیں۔ یوں ان دونوں آداب پر عمل کرنے سے گھر اور بچے شیاطین کے شر سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔ بہت سے بچوں اور گھروں پر شیاطین اس وقت تسلط جما لیتے ہیں جبکہ ان کے گھر والوں کو اس کا احساس اور ادراک تک نہیں ہوتا۔ سبحان اللہ! دین اسلام نے ہمارے بچوں اور گھروں تک کی حفاظت کا کیا خوب خیال رکھا ہے۔

اس کی دلیل: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب رات ہونے لگے ... یا فرمایا ... جب شام ہوجائے، تو اپنے بچوں کو (باہر نکلنے سے) روک لو کیونکہ اُس وقت شیاطین پھیلتے ہیں، پھر جب رات کا کچھ حصہ بیت جائے تو بچوں کو چھوڑ دو، البتہ اللہ کا نام لے کر دروازوں کو بند کر دو کیونکہ شیطان بند دروازہ نہیں کھول سکتا۔“ (صحیح بخاری، حدیث: 3304، و صحیح مسلم، حدیث: 2012۔)

بہر حال شام کے وقت بچوں کو اور مویشیوں کو باہر جانے سے روک لینا اور سوتے وقت چراغ بجھا دینا سنت ہے (فرض نہیں)۔ (مغني المحتاج: 1/31۔)

نمازِ مغرب سے پہلے دو رکعت سنت:

حضرت عبداللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”نمازِ مغرب سے پہلے نماز پڑھو۔“ تیسری مرتبہ فرمایا: ”یہ اُس کے لیے ہے جو پڑھنا چاہے۔“کیونکہ آپ اس بات کو پسند نہیں کرتے تھے کہ لوگ اسے سنت (معمول) بنا لیں۔ (صحیح بخاری، حدیث: 7368۔)

اذان اور اقامت کے درمیان بھی دو رکعت پڑھنا سنت ہے:

اب یہ دونوں رکعتیں موکدہ ہوں، جیسے فجر اور ظہر کی موکدہ سنتیں یا موکدہ نہ ہوں، ایک ہی بات ہے۔ دونوں صورتوں میں اِن دونوں رکعتوں کا پڑھنا سنت ہے۔ موکدہ سنتیں پڑھنے کی صورت میں ان دونوں رکعتوں کا الگ سے پڑھنا ضروری نہیں۔ کوئی شخص مسجد میں بیٹھا ہو اور عصر کی یا عشاء کی اذان ہو جائے تو سنت یہ ہے کہ وہ اٹھے اور دو رکعتیں پڑھے۔

اس کی دلیل: حضرت عبداللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے۔“ یہ بات آپ نے تین مرتبہ ارشاد فرمائی۔ تیسری مرتبہ یہ بھی فرمایا: ”یہ اُس کے لیے ہے جو پڑھنا چاہے۔“ (صحیح بخاری، حدیث: 624، و صحیح مسلم، حدیث: 838۔)

اس میں کوئی شک نہیں کہ مغرب سے پہلے یا ہر دو اذان کے درمیان پڑھی جانے والی دو رکعتیں سنت موکدہ نہیں۔ یوں انہیں کبھی ترک بھی کیا جاسکتا ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے تیسری مرتبہ یہ بھی فرمایا تھا کہ یہ اُس کے لیے ہے جو پڑھنا چاہے۔ تاکہ لوگ اس نماز کو موکدہ کی طرح معمول نہ بنالیں۔

عشاء سے پہلے سونا مکروہ ہے:

حضرت ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ عشاء کی نماز کو مؤخر کرنا پسند فرماتے تھے۔ انہوں نے مزید بتایا کہ آپ ﷺ کو عشاء سے پہلے سونا اور عشاء کے بعد باتیں کرنا پسند نہیں تھا۔ (صحیح بخاری، حدیث: 599، و صحیح مسلم، حدیث: 647۔)

کیونکہ اس طرح سونے سے نمازِ عشاء کے رہ جانے کا خدشہ ہوتا ہے۔

◆ دن رات توبہ کرنا بندے کے لئے چابی ہے اور اسی میں اللہ کی طرف جانے کی درستگی ہے _ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلا شبہ اللہ عز و جل رات کو ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ دن کو غلطی کرنے والا توبہ کر لے _ اور دن کو ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ رات کو غلطی کرنے والا توبہ کر لے _

وقتِ عشاء

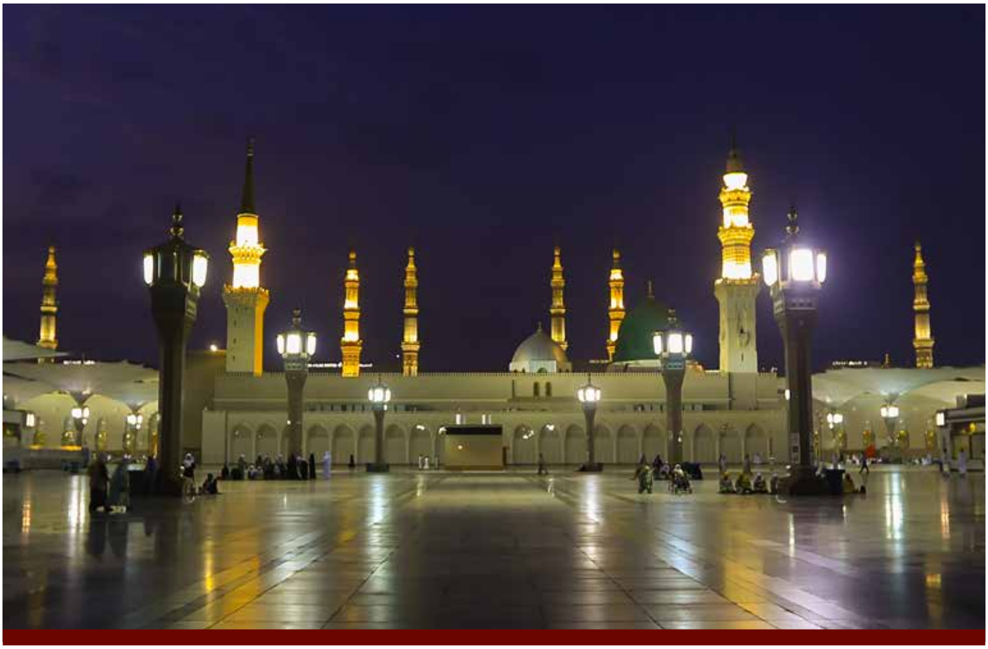

اب وقتِ عشاء کی سنتیں بیان کی جاتی ہیں:

عشاء کے بعد مجلس آرائی اور باتیں کرنا مکروہ ہے۔

حضرت ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کی مذکورہ روایت ہے جس میں انہوں نے بتایا: نبی ﷺ عشاء سے پہلے سونا اور عشاء کے بعد باتیں کرنا پسند نہیں کرتے تھے، تاہم ضروری گفتگو کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

عشاء کے بعد باتیں کرنا، واللہ اعلم، اس لیے ناپسندیدہ ہے کہ اگر دیر سے سوئے تو ڈر ہے کہ صبح کی نماز رہ جائے گی یا جس کا معمول نمازِ تہجد پڑھنا ہے اُس کی نماز تہجد رہ جائے گی۔

اگر نمازیوں پر گراں نہ ہو تو نمازِ عشاء دیر سے پڑھنا افضل ہے۔

مطلب یہ ہے کہ نمازِ عشاء کو اُس کے آخری وقت تک مؤخر کرنا افضل ہے۔ لیکن اس تاخیر کے لیے نمازیوں کے حالات اور ضروریات کا لحاظ رکھنا بھی ضروری ہے۔

اس کی دلیل:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک رات عشاء کی نماز میں دیر کر دی یہاں تک کہ رات کا بیشتر حصہ گزر گیا اور اہل مسجد بھی سوگئے، پھر آپ تشریف لائے، نماز پڑھائی اور فرمایا: "اگر (مجھے) یہ (ڈر) نہ ہوتا کہ میں اپنی امت کو مشقت میں ڈال دوں گا تو اس نماز کا یہی (بہترین) وقت ہے۔" (صحیح مسلم، حدیث: 638۔)

ایسی خاتون جو گھر میں نماز پڑھتی ہے اور جماعت کے ساتھ منسلک نہیں ہوتی، اس کے لیے بھی یہی سنت ہے کہ اگر اُسے گراں نہ گزرے تو وہ نمازِ عشاء دیر سے پڑھے۔ اسی طرح مرد بھی اگر جماعت کے ساتھ منسلک نہ ہو، مثلاً: وہ سفر میں ہو یا کوئی اور عذر ہو تو اُس کے لیے بھی سنت یہی ہے کہ وہ نمازِ عشاء کو مؤخر کرے۔

ہر رات سورت اخلاص پڑھنا سنت ہے ۔

ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا آپ میں سے کوئی ایک رات میں قرآن کریم کا ایک تہائی حصہ پڑھ سکتا ہے؟" انہوں نے کہا: قرآن کریم کا ایک تہائی کیسے پڑھ سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: (قل هو الله أحد) قرآن کے ایک تہائی کے برابر ہے.

مسلم 811 بخاری 5015 ابو سعید رضی اللہ عنہ کی روایت سے ۔

نیند کی سنتیں

نیند سے متعلق اعمال اور سنتیں

۱ سوتے وقت گھر کے دروازے بند کر دینے چاہئیں:

حضرت جابررضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم سونے لگو تو چراغ بجھا دو۔ دروازے بند کردو۔ مشکوں کے تسمے باندھ دو۔ کھانے پینے (کی چیزوں) کو ڈھانپ دو۔“ (صحیح بخاری، حدیث: 5624۔)

دروازے بند کرنے کا حکم اس لیے دیا کہ شیطان گھر میں داخل نہ ہوں جیسا کہ حضرت جابررضي اللہ عنہ کی روایت میں ہے

”دروازے بند کردو اور اللہ کا نام لو کیونکہ شیطان بند دروازہ نہیں کھول سکتا۔“ (صحیح بخاری، حدیث: 5623، و صحیح مسلم، حدیث: 2012۔)

۲ سونے سے پہلے آگ بجھا دینی چاہیے:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی مذکورہ روایت میں یہ حکم ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تم سونے لگو تو آگ کو اپنے گھروں میں (جلتا) نہ چھوڑو۔“ (صحیح بخاری، حدیث: 6293، و صحیح مسلم، حدیث: 2015۔)

اسی پر قیاس کرتے ہوئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ جو شے گھر میں آگ لگنے کا باعث بن سکتی ہو اُس کے برتنے میں احتیاط کرنی چاہیے۔ مثال کے طور پر گھریلو ہیٹر جس میں آگ جلتی ہے اُسے بھی سونے سے پہلے بجھانا ضروری ہے۔ اسی طرح جو گھریلو آلات آگ لگنے کا باعث بن سکتے ہیں انھیں سونے سے پہلے بند کرنا ضروری ہے۔ اور یہ قیاس بالکل درست ہے کیونکہ رسالت مآبﷺ کے ارشاد مبارک کے مطابق آگ علت مشترک ہے جو آدمی کی دشمن ہے۔

اسی وجہ سے : اگر سونے والا سمجھتا ہے کہ آگ سے محفوظ ہے اور یہ ارد گرد پھیل نہیں سکتی تو اس کے جلائے رکھنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ حکم علت کے گرد گھومتا ہے علت پائی جائے تو حکم پایا جاتا ہے اگر علت مفقود ہو تو حکم بھی مفقود ہوتا ہے۔

◆ ٣ سونے سے پہلے وضو کرنا چاہیے:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا: "جب تم اپنے بستر پر جانے لگو تو نماز جیسا وضو کرو، پھر دائیں پہلو پر لیٹ جاؤ اور پھر یہ دعا پڑھو....:**اللهم اني اسلمت وجهي اليه...**۔" (صحیح بخاری، حدیث: 247، و صحیح مسلم، حدیث: 2710۔)

◆ ٤ سونے سے پہلے بستر جھاڑنا چاہیے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بستر پر جائے تو اپنی چادر کے پلو سے اپنا بستر جھاڑ لے کیونکہ وہ نہیں جانتا، اُس کے بعد بستر پر کیا شے آگئی تھی۔" (صحیح بخاری، حدیث: 6320، و صحیح مسلم، حدیث: 2714۔)

چادر کے پلو سے مراد کپڑے کا وہ حصہ ہے جو جسم کی طرف ہوتا ہے۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ چادر کے پلو سے تین مرتبہ بستر جھاڑنا اور بستر جھاڑتے ہوئے بسم اللہ کہنا سنت ہے۔

افضل یہ ہے کہ چادر کے پلو ہی سے بستر کو جھاڑا جائے، تاہم اہل علم میں سے بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ بستر جھاڑنا ضروری ہے، چاہے وہ کسی بھی شے سے جھاڑ لے۔

الشیخ ابن جبرین رحمہ اللہ کہتے ہیں: "چادر کے پلو ہی سے بستر جھاڑنا ضروری نہیں بلکہ بستر اٹھا کر جھاڑ دیا جائے یا پگڑی اور کپڑے وغیرہ سے بستر جھاڑ لیا جائے تب بھی مقصد حاصل ہو جائے گا (اور سنت پر عمل ہو جائے گا)۔" (الشیخ ابن جبرین رحمہ اللہ کا اُن کی ویب سائٹ پر فتوی: 2693۔)

٥ دائیں پہلو پر لیٹنا سنت ہے۔

٦ دائیں رخسار تلے دایاں ہاتھ رکھنا سنت ہے:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم اپنے بستر پر جاؤ تو نماز جیسا وضو کرو، پھر دائیں پہلو پر لیٹ جاؤ پھر یہ کہو: اللهم اني اسلمت وجهي اليه...." (صحیح بخاری، حدیث: 247، و صحیح مسلم، حدیث: 2710۔)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی ﷺ جب رات کے وقت بستر پر جاتے تو اپنا ہاتھ اپنے رخسار تلے رکھتے تھے... (صحیح بخاری، حدیث: 6314۔)

۷ سوتے وقت کے اذکار:

سوتے وقت کے چند اذکار قرآن و حدیث میں بیان ہوئے ہیں۔

۱ قرآن کریم میں سے

أ سوتے وقت جو آیتِ مقدسہ پڑھنی چاہیے وہ ہے، آیت الکرسی۔

سوتے وقت آیت الکرسی کی تلاوت کرنا سنت ہے۔ اس سے آدمی صبح ہونے تک شیطان کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے دریافت فرمایا: ”رات تمہارے قیدی نے کیا کیا؟“ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اُس نے کہا: وہ مجھے چند کلمات سکھائے گا جن سے اللہ تعالیٰ مجھے نفع دے گا۔ چنانچہ میں نے اُسے جانے دیا۔ فرمایا: ”وہ کیا کلمات تھے؟“ عرض کیا: اُس نے کہا: جب تم سونے کے لیے اپنے بستر پر جاؤ تو آیت الکرسی شروع سے آخر تک پڑھ لیا کرو۔ اُس نے یہ بھی کہا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک محافظ تمہارے ساتھ رہے گا اور صبح تک شیطان تمہارے قریب نہیں پھٹکے گا۔ خیر کی رغبت صحابۂ کرام میں سب لوگوں سے بڑھ کر تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”ہے تو وہ بڑا جھوٹا لیکن اُس نے تم سے سچ کہا ہے۔ ابوہریرہ! جانتے ہو کہ تینوں رات تم کس سے مخاطب رہے ہو؟“ عرض کیا کہ میں نہیں جانتا۔ فرمایا: ”وہ ایک شیطان تھا۔“ (صحیح بخاری، حدیث: 2311، امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ روایت معلق بیان کی ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ نے اسے موصولاً بیان کیا ہے۔ دیکھیے: السنن الکبریٰ للنسائی، حدیث: 10795۔).

ب> سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات۔

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا: ”جس نے سورۂ بقرہ کی یہ آخری دو آیتیں کسی رات پڑھیں وہ اُس کے لیے کافی ہوگئیں۔“ (صحیح بخاری، حدیث : 4008، وصحیح مسلم، حدیث : 807۔) واضح ہو کہ ان دو آیتوں کی تلاوت کا تعلق سوتے وقت کے اذکار سے نہیں۔ یہ رات کا ذکر ہے، تاہم جو شخص رات کو یہ آیتیں نہ پڑھ سکے اور اُسے سوتے وقت یاد آجائیں تو اُسے چاہیے کہ اُسی وقت پڑھ لے۔

”وہ اُس کے لیے کافی ہوگئیں“ اس جملے کے معنی میں اختلاف ہے۔

ایک قول کے مطابق اس کے معنی ہیں کہ وہ نماز تہجد سے اُس کے لیے کافی ہوگئیں۔
دوسرے قول کے مطابق ”وہ شیطان سے اُس کے لیے کافی ہوگئیں۔“

ایک اور قول کی رُو سے معنی یہ ہیں: ”وہ آفات سے اُس کے لیے کافی ہوگئیں۔“ امام نووی رحمہ اللہ کے مطابق یہ تینوں معنی ہوسکتے ہیں۔ (شرح النووي لصحیح مسلم، حدیث: 808، باب فضل الفاتحۃ وخواتیم سورۃ البقرۃ۔)

ج> قرآن میں سے تیسرا ذکر جو سوتے وقت کیا جائے وہ ہے سورہ اخلاص، سورہ فلق اور سورہ ناس کی تلاوت۔ سورہ اخلاص اور معوذتین پڑھ کر ہاتھوں پر تھتکارنا اور ہاتھوں کو تمام بدن پر پھیرنا۔ یہ عمل تین مرتبہ دہرانا سنت ہے۔

اس کی دلیل: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپﷺ ہر رات جب اپنے بستر پر جاتے تو دونوں ہاتھوں کو اکٹھا کرتے، اُن میں تھتکارتے اور اُن میں {قل هو الله أحد}، {قل أعوذ برب الفلق} اور {قل أعوذ برب الناس} پڑھتے، پھر اُن کو جہاں تک ہوسکتا، اپنے بدن پر پھیرتے۔ پہلے سر مبارک اور چہرہ انور پر ہاتھ پھیرتے، پھر باقی جسم پر۔ یہ عمل آپ تین دفعہ دہراتے۔ (صحیح بخاری، حدیث: 5017۔)

اس روایت سے یہ پتہ چلتا ہے کہ نبی کریمﷺ یہ عمل ہر رات انجام دیتے تھے کیونکہ روایت میں ”ہر رات“ کے الفاظ آئے ہیں۔ جو شخص اس سنت پر عمل کرنا چاہے وہ

دونوں ہاتھ ملائے، اُن میں تینوں قل کا دم کرے اور سر، چہرے سے شروع کر کے جہاں تک ممکن ہو، پورے بدن پر ہاتھ پھیرے۔ یہ عمل وہ تین دفعہ دہرائے۔

د> سورۂ کافرون کی تلاوت:

حضرت نوفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اُن سے ارشاد فرمایا: ”{قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ} پڑھو اور اسی پر اپنی بات چیت ختم کر کے سو جاؤ کیونکہ اس میں شرک سے براء ت کا اظہار ہے۔“ (سنن أبي داود، حدیث: 5055، وجامع ترمذی، حدیث: 3403۔)

۲> سوتے وقت کے قرآنی اذکار کے بعد اب پیش خدمت ہیں وہ اذکار جو سوتے وقت پڑھنے کے لیے حدیث میں بیان ہوئے ہیں:

أ> 'بِاسْمِکَ اللّٰهُمَّ! أَمُوتُ وَأَحْيَا'

”تیرے ہی نام سے اے اللہ! میں مرتا اور جیتا ہوں۔“ (صحیح بخاری، حدیث: 6324۔)

ب> 'اَللّٰهُمَّ! خَلَقْتَ نَفْسِي وَأَنْتَ تَوَفَّاهَا، لَکَ مَمَاتُهَا وَمَحْيَاهَا، إِنْ أَحْيَيْتَهَا فَاحْفَظْهَا، وَإِنْ أَمَتَّهَا فَاغْفِرْلَهَا، اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُکَ الْعَافِيَةَ'

”اے اللہ! تو نے میری روح کو پیدا کیا اور تو ہی اسے فوت کرے گا۔ تیرے ہی لیے ہے اس کا مرنا اور جینا۔ اگر تو اسے زندہ رکھے تو اس کی حفاظت فرما اور اگر تو اسے مار دے تو اس کی مغفرت فرما۔ اے اللہ! میں تو تجھ سے عافیت کا سوال کرتا ہوں۔“ (صحیح مسلم، حدیث: 2712۔)

ج> 'اَللّٰهُمَّ! رَبَّ السَّمَاوَاتِ وَرَبَّ الْأَرْضِ وَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، رَبَّنَا وَربَّ كُلِّ شَيْئٍ،

فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوَى، وَمُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْفُرْقَانِ، أَعُوذُبِکَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْئٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ، اَللّٰهُمَّ! أَنْتَ الْأَوَّلُ، فَلَيْسَ قَبْلَکَ شَيْئٌ وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَکَ شَيْئٌ، وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَکَ شَيْئٌ، وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُونَکَ شَيْئٌ، اقْضِ عَنَّا الدَّيْنَ وَأَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ'

''اے اللہ! آسمانوں کے رب، زمین کے رب اور عرشِ عظیم کے رب، ہمارے رب اور ہر شے کے رب، دانے اور گٹھلی کو پھاڑنے والے، تورات، انجیل اور فرقان کو نازل کرنے والے، میں تیری پناہ میں آتا ہوں ہر اُس شے کے شر سے جس کی پیشانی کے بال تو نے پکڑ رکھے ہیں۔ اے اللہ! تو ہی اول ہے جس سے پہلے کوئی شے نہیں۔ تو ہی آخر ہے جس کے بعد کوئی شے نہیں۔ تو ہی ظاہر ہے جس کے اوپر کوئی شے نہیں۔ تو ہی باطن ہے جس کے آگے کوئی شے نہیں۔ ہمارا قرض اتار دے اور ہمیں فقر سے مستغنی کردے۔'' (صحیح مسلم، حدیث: 2713۔)

د 'بِاسْمِکَ رَبِّي وَضَعْتُ جَنْبِي وَبِکَ أَرْفَعُهُ، إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِي فَارْحَمْهَا، وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَکَ الصَّالِحِينَ'

''میرے رب! تیرے ہی نام سے میں نے اپنا پہلو رکھا اور تیری ہی مدد سے اسے اٹھاؤں گا۔ اگر تو میری رُوح کو روک لے تو اُس پر رحم فرما اور اگر تو اسے چھوڑ دے تو اس کی حفاظت فرما اُسی طرح جس طرح تو اپنے صالح بندوں کی حفاظت فرماتا ہے۔'' (صحیح بخاری، حدیث: 6320۔)

ھ 'اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَانَا وَ آوَانَا، فَكَمْ مِمَّنْ لَا كَافِيَ لَهُ وَلَا مُؤْوِيَ' ''حمد اللہ کے لیے ہے جس نے ہمیں کھلایا، پلایا اور ہمیں کافی ہوا اور ہمیں پناہ دی۔ ورنہ کتنے لوگ ہیں جن کو نہ کوئی کفایت کرنے والا ہے، نہ پناہ دینے والا ہے۔ حضرت اَنس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر پر جاتے تو کہتے: الحمد للہ ... '' (صحیح مسلم، حدیث: 2715۔)

و〈 'اَللّٰھُمَّ! قِنِي عَذَابَکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ'

"اے اللہ! مجھے اپنے عذاب سے بچانا اُس روز جبکہ تو اپنے بندوں کو اُٹھائے گا۔"

(مسند أحمد: 1/443۔)

ز〈 'سُبْحَانَ اللّٰهِ' 33 مرتبہ۔ 'اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ' 33 مرتبہ۔ 'اَللّٰهُ أَكْبَرَ' 34 مرتبہ۔

'سُبْحَانَ اللّٰهِ' 33 مرتبہ۔ 'اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ' 33 مرتبہ۔ 'اَللّٰهُ أَكْبَرَ' 33 مرتبہ۔

یہ ذکر نہایت مؤثر ہے۔ اس سے تھکاوٹ دور ہوجاتی ہے اور اگلے دن کے لیے قوت میسر آتی ہے۔

اس کی دلیل: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے چکی پیسنے کی تکلیف کی شکایت کی۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس قیدی آئے تو وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں لیکن اس وقت آپ موجود نہیں تھے، البتہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان کی ملاقات ہوئی اور ان سے اس کا تذکرہ کیا۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو فاطمہ رضی اللہ عنہا کے آنے کا مقصد بتایا۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے گھر تشریف

◆ ذکر ایک مضبوط قلعہ ہے _ اور دل کے لئے سبب حیات ہے _ اپنے آپ کو ذکر کرنے والوں میں شامل کر لیجئے _ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے رب کا ذکر کرنے اور نا کرنے والے کی مثال زندہ اور مردہ کی ہے _

لائے۔ ہم اپنے بستروں میں لیٹ چکے تھے۔ ہم اٹھنے لگے تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”اپنی جگہ پر رہو۔“ آپ ہمارے درمیان بیٹھ گئے۔ میں نے سینے پر آپ کے قدم کی ٹھنڈک محسوس کی۔ فرمایا: ”میں تم دونوں کو وہ بات نہ سکھاؤں جو اس سے بہتر ہے جس کا تم نے سوال کیا؟! جب تم اپنے بستروں پر جاؤ تو 34 مرتبہ تکبیر 'الله أكبر' کہو، 33 مرتبہ تسبیح 'سبحان الله' کہو اور 33 مرتبہ تحمید 'الحمد لله' کہو۔ یہ تمھارے لیے خادم سے بہتر ہے۔“ (صحیح بخاری، حدیث: 3705، و صحیح مسلم، حدیث: 2727۔)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: جب سے میں نے نبی ﷺ سے یہ حدیث سنی ہے، میں نے یہ اذکار ترک نہیں کیے۔ کسی نے پوچھا: کیا صفین کی رات بھی نہیں؟ کہا: ہاں! صفین کی رات بھی نہیں۔ (صحیح بخاری، حدیث: 5362، و صحیح مسلم، حدیث: 2727۔)

ح 'اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْلَمْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ، رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ، لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ، وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ'

”اے اللہ! بلاشبہ میں نے اپنے چہرے کو تیرا مطیع کیا۔ اپنا معاملہ تیرے سپرد کیا۔ اپنی پیٹھ لگائی تجھ سے۔ تیری طرف رغبت کرنے اور تجھ سے ڈرنے کی وجہ سے۔ نہیں ہے کوئی جائے پناہ اور نہ کوئی جائے نجات مگر تیرے پاس۔ میں ایمان لایا تیری کتاب پر جسے تو نے نازل کیا اور تیرے نبی پر جسے تو نے مبعوث فرمایا۔“ (صحیح بخاری، حدیث: 247، و صحیح مسلم، حدیث: 2710۔)

حدیث کے آخر میں آپ نے فرمایا: ”یہ دعائیہ کلمات سب باتوں سے فارغ ہو کر (عین سوتے وقت) پڑھو۔ اگر تم اُسی رات وفات پاگئے تو تم فطرت پر وفات پاؤ گے۔“

صحیح مسلم کی ایک روایت میں یہ بھی ہے: ”اور اگر صبح ہو گئی تو تمھاری صبح خیر و بھلائی پر ہو گی۔“

اس حدیث میں ایک اور سنت بھی بیان ہوئی ہے۔ وہ یہ کہ سونے سے پہلے یہ ذکر آدمی کا آخری کلام ہونا چاہیے۔ یہ اِس لحاظ سے بہت بڑا انعام ہے کہ اُس رات آدمی کی وفات سنت پر اور ملت ابراہیمی پر ہوگئی۔ جو شخص یہ ذکر کرکے سوئے گا اُس کی صبح بابرکت ہوگی۔ اُس کے رزق میں بھی برکت ہوگی اور دن بھر کے دیگر کاموں بھی۔ یہ ایک جامع دعا ہے جس کے نتیجے میں یہ تمام انعامات آدمی کو حاصل ہوتے ہیں۔

ایک اور اہم ذکر اس سلسلے میں یاد رکھنا چاہیے۔ یہ ذکر بڑی فضیلت کا حامل ہے۔ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: سیدالاستغفار یہ ہے کہ تم کہو:

'اَللّٰهُمَّ! أَنْتَ رَبِّي، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي، وَأَنَا عَبْدُکَ، وَأَنَا عَلٰى عَهْدِکَ وَوَعْدِکَ مَااسْتَطَعْتُ، أَعُوذُبِکَ مِنْ شَرِّمَا صَنَعْتُ، أَبُوءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَيَّ، وَأَبُوءُ بِذَنْبِي فَاغْفِرْلِي، إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ'

”اے اللہ! تو میرا رب ہے۔ نہیں کوئی معبود مگر تو ہی۔ تو نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں۔ میں تیرے عہد اور وعدے پر قائم ہوں جہاں تک میری استطاعت میں ہے۔ میں تیری پناہ میں آتا ہوں اُس کام کے شر سے جو میں نے کیا۔ میں اعتراف کرتا ہوں خود پر تیری نعمت کا اور اقرار کرتا ہوں اپنے گناہوں کا۔ پس تو مجھے معاف فرما دے۔ واقعہ یہ ہے کہ گناہوں کو معاف نہیں کرتا مگر تو ہی۔“

فرمایا: ”جس شخص نے یقین کے ساتھ دن میں یہ استغفار کیا، پھر وہ اُسی روز شام ہونے سے پہلے وفات پاگیا تو وہ اہل جنت میں سے ہے۔ اور جس نے رات میں یقین کے ساتھ یہ استغفار کیا، پھر وہ اسی رات صبح ہونے سے پہلے وفات پاگیا تو وہ اہل جنت میں سے ہے۔“ (صحیح بخاری، حدیث: 6306۔)

◆ سوتے میں خواب دیکھنے سے متعلقہ سنتیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت کے مطابق خواب کی تین میں سے ایک صورت ہوتی ہے:

① صالح خواب۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت ہوتی ہے۔

② پریشان کن خواب۔ یہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص ناگوار خواب دیکھنے پر تعلیماتِ نبوی کے مطابق عمل کرے تو برا خواب اُسے گزند نہیں پہنچاتا۔

③ آدمی سونے سے پہلے جو کچھ سوچتا ہے وہ بعض اوقات خواب میں بھی آجاتا ہے لیکن اس کے کوئی معنی نہیں ہوتے۔ یہ محض فضول خواب ہوتا ہے۔

◆ خواب کے متعلق سنتِ نبوی میں بتائے گئے آداب کا خیال رکھا جائے تو آدمی خوف و ہراس سے محفوظ رہتا ہے۔ یہ آداب ذیل کی احادیث میں بیان ہوئے ہیں:

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں ایسے خواب دیکھتا تھا جو مجھے بیمار کر ڈالتے تھے۔ میں ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے ملا۔ انہوں نے بھی کہا کہ میں بھی ایسے خواب دیکھتا تھا جو مجھے بیمار کر دیتے تھے۔ یہاں تک کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ تم میں سے کوئی شخص جب اچھا خواب دیکھے تو اُسے وہ صرف اُسی شخص سے بیان کرے جس سے وہ محبت کرتا ہے۔ اگر وہ ناپسندیدہ خواب دیکھے تو بائیں طرف تین دفعہ تھوک ڈالے اور

شیطان کے شر سے اور اُس خواب کے شر سے اللہ کی پناہ میں آئے۔ یہ خواب وہ کسی سے بیان نہ کرے۔ اس طرح یہ خواب اُسے گزند نہیں پہنچائے گا۔“

ایک دوسری روایت میں ہے: ”اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہے اور برا خواب شیطان کی طرف سے۔ تم میں سے کوئی شخص جب ایسا خواب دیکھے جس سے وہ خوف کھائے تو وہ بائیں طرف تھوک دے اور اُس کے شر سے اللہ کی پناہ میں آئے۔ پھر وہ خواب اُسے گزند نہیں پہنچائے گا۔“ (صحیح بخاری، حدیث: 5747، و صحیح مسلم، حدیث: 2261۔)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ شیطان سے محفوظ رہنے کے لیے تین مرتبہ اللہ سے پناہ کا سوال کرے اور کروٹ بدل لے۔“ (صحیح بخاری، حدیث: 3292، و صحیح مسلم، حدیث: 2261۔)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی پسندیدہ خواب دیکھے تو وہ اللہ کی طرف سے ہے، چنانچہ اُسے چاہیے کہ اللہ کا شکر ادا کرے۔“ (صحیح بخاری، حدیث: 7045۔)

ان احادیث کی روشنی میں:

١ اچھے اور برے خواب دیکھنے والوں کو درج ذیل باتوں پر عمل کرنا چاہیے:

- اچھے خواب پر اللہ کا شکر ادا کرے کیونکہ وہ خواب اللہ کی طرف سے ہے۔
- وہ خواب اُس شخص سے بیان کرے جس سے وہ محبت کرتا ہے یا جسے وہ پسند کرتا ہے۔

٢ اور جو شخص برا خواب دیکھے تو درج ذیل باتوں پر عمل کرنا چاہیے:

- برا یا ڈراؤنا خواب دیکھے تو اپنی بائیں جانب تین مرتبہ تھوکے یا تھتکارے۔

- اور برے خواب کے شر سے محفوظ رہنے کے لیے بھی اللہ کی پناہ طلب کرے۔ وہ تین مرتبہ اس طرح کہے: 'أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ وَمِنْ شَرِّهَا' ''میں شیطان کے شر سے اور اس خواب کے شر سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں۔''

- برا خواب کسی سے بیان نہ کرے۔ اگر وہ برا خواب بیان کرنے سے باز رہے گا تو برا خواب اُسے کوئی گزند نہیں پہنچائے گا۔

- کروٹ بدل لے۔ سیدھا لیٹا ہے تو پہلو پر ہوجائے۔ پہلو پر ہے تو دوسرے پہلو کے بل لیٹ جائے۔

- اُٹھ کر دو رکعت پڑھے۔

سابقہ احادیث سے یہ استنباط ہو سکتاہے کہ مسلمان کا خواب نبوت کا حصہ ہے۔

سچے خواب وہ آدمی دیکھتا ہے جو سچ بولتا ہے۔ سچائی کی تاثیر اور برکت سے اُسے سچے خواب دکھائی دیتے ہیں۔

◆ رات کو کسی وقت بیدار ہونے والے کے لیے دعا:

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص رات کے وقت بیدار ہو وہ کہے:

'لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيکَ لَهُ، لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ'

''نہیں کوئی معبود مگر اللہ، وہ یکتا ہے، نہیں کوئی شریک اُس کا۔ اُسی کی ہے بادشاہی اور

اُسی کی ہے حمد اور وہ ہر شے پر بہت قادر ہے۔ حمد اللہ کے لیے ہے اور اللہ پاک ہے۔ نہیں کوئی معبود مگر اللہ۔ اور اللہ سب سے بڑا ہے۔ نہیں ہے کوئی طاقت (گناہوں سے بچنے کی) اور نہ کوئی قوت (نیکی کرنے کی) مگر اللہ کے ساتھ۔" پھر وہ یہ کہے: اے اللہ! مجھے معاف فرما دے، یا دعا کرے تو اُس کی دعا قبول ہوتی ہے۔

اگر وہ وضو کرے اور نماز پڑھے تو اُس کی نماز قبول ہوتی ہے۔" (صحیح بخاری، حدیث: 1154۔)

اس حدیث میں دو بڑی خوشخبریاں ہیں۔

پہلی خوشخبری یہ ہے کہ وہ کہے: "اے اللہ! مجھے معاف فرمادے۔" یا کوئی اور دعا کرے تواُس کی دعا قبول ہوگی۔

دوسری یہ ہے کہ اگر وہ اُٹھ کر وضو کرے اور نماز پڑھے تو اُس کی نماز قبول ہوگی۔ یوں اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اُس نے ہمیں یہ فضائل عطا کیے۔ ہم اُس سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ان پر عمل کرنے کی توفیق دے۔

اس کے ساتھ ہی مقررہ اوقات کی سنتوں کا بیان مکمل ہوا۔ اس کے بعد نیند سے بیدار ہونے کی سنتیں ہیں جن کے بیان سے ہم نے اس کتاب کا آغاز کیا تھا، اور جن میں سب سے پہلی مسواک اور یہ دعا: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ «. تھی آئندہ بیان کی جائیں گی۔

روزمرہ کے غیر مقید اعمال اور سنتیں

یہ روز مرہ کے اعمال اور سنتوں کی دوسری قسم ہے۔ یہ بڑا وسیع باب ہے۔ بہت سی سنتیں اس کے ذیل میں آتی ہیں۔ ان میں سے کئی سنتیں افراد، حالات و واقعات اور مقامات و اوقات کے لحاظ سے مختلف ہیں۔

میری کوشش اس سلسلے میں یہی رہے گی کہ وہ سنتیں پیش کروں جو دن رات دہرائی جاتی ہیں۔

سب سے پہلے کھانے پینے سے متعلقہ سنتوں کی تفصیلات پیش کی جاتی ہیں۔

1 کھانے کے وقت کی سنتیں

۱ کھانے کے شروع میں بسم اللہ کہنا:

حضرت عمر بن ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے زیر پرورش تھا۔ کھانا کھاتے ہوئے میرا ہاتھ پلیٹ میں گھومتا رہتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”بچے! اللہ کا نام لو۔ داہنے ہاتھ سے کھاؤ اور اُس جگہ سے کھاؤ جو تمہارے آگے ہے۔“ چنانچہ اُس دن کے بعد میرے کھانے کا طریقہ آپ ﷺ کے حسبِ ارشاد ہی رہا۔ (صحیح بخاری، حدیث: 5376، و صحیح مسلم، حدیث: 2022۔)

اگر بسم اللہ کہنا بھول جائے تو جونہی یاد آئے، یہ پڑھ لے: ’بِسْمِ اللهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ‘

جیسا کہ حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا میں ذکر ہوا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص کھانا کھائے تو اللہ کے نام کا ذکر کرے (بسم اللہ کہے)۔ اگر وہ کھانے کے شروع

میں اللہ کا نام لینا بھول جائے تو یوں کہے: 'بِسْمِ اللهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ' یعنی "اللہ کے نام سے، کھانے کے شروع میں اور اس کے آخر میں۔" (سنن أبي داود، حدیث: 3767، وجامع ترمذی، حدیث: 1858، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، دیکھیے: (صحیح الجامع: 1/282)۔)

عمر بن ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ کھانا ہمیشہ داہنے ہاتھ سے کھانا چاہیے۔ کھانا کھانے کے لیے بایاں ہاتھ استعمال نہیں کرنا چاہیے کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا ہے۔ اور مسلمان جب بسم اللہ نہیں پڑھتا تو شیطان اس کے کھانے میں شریک ہو جاتا ہے اور جب وہ بائیں ہاتھ سے کھائے پیے تو شیطان کے مشابہ ہو جاتا ہے۔

اس کی دلیل حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے کوئی بھی بائیں ہاتھ کے ساتھ ہرگز نہ کھائے نہ بائیں ہاتھ سے پیے کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ کے ساتھ کھاتا اور اسی کے ساتھ پیتا ہے۔" راویءِ حدیث کہتے ہیں کہ نافع رحمہ اللہ اس روایت میں یہ بھی اضافہ کرتے تھے: "نہ بائیں ہاتھ سے (کوئی شے) لے، نہ بائیں ہاتھ سے (کوئی شے) دے۔" (صحیح مسلم، حدیث: 2020۔)

شیطان کو گھروں میں داخل ہونے، وہاں رات بسر کرنے اور اہل خانہ کے کھانے پینے میں شریک ہونے کا بہت شوق ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: "جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے، وہ داخل ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت اللہ کا نام لیتا ہے تو شیطان (اپنے ساتھیوں سے) کہتا ہے: تمہارے لیے (یہاں) نہ رات بسر کرنے کا ٹھکانا ہے اور نہ رات کا کھانا ہے۔ جب وہ گھر میں داخل ہوتے وقت اللہ کا نام نہیں لیتا تو شیطان (اپنے ساتھیوں سے) کہتا ہے تمہیں رات بسر کرنے کا ٹھکانا مل گیا۔ اور جب وہ کھانا کھاتے وقت اللہ کا نام نہیں لیتا تو شیطان کہتا ہے تمہیں رات بسر کرنے کا ٹھکانا بھی مل گیا اور رات کا کھانا بھی۔" (صحیح مسلم، حدیث: 2018۔)

۲ اپنے سامنے سے کھانا:

دوسری سنت اس سلسلے کی یہ ہے کہ برتن میں اپنے آگے سے کھانا کھایا جائے۔ اس کے متعلق حضرت عمر بن ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی روایت ابھی گزری ہے جس میں نبی کریم ﷺ نے انہیں ہدایت فرمائی تھی: ''اور اُس جگہ سے کھاؤ جو تمہارے آگے ہے۔''

۳ گرا ہوا لقمہ اٹھا کر گرد وغیرہ صاف کر کے اُسے کھا لینا:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''شیطان آدمی کے ہر اہم معاملے میں اُس کے پاس آتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ کھانا کھاتے وقت بھی اُس کے پاس آتا ہے۔ اس لیے جب اُس کے ہاتھ سے لقمہ گر پڑے تو اُسے چاہیے کہ اُس لقمے سے گرد ہٹا کر اُسے کھا لے اور اُسے شیطان کے لیے باقی نہ چھوڑے۔ جب وہ کھانا کھا لے تو انگلیاں چاٹ لے۔ وہ نہیں جانتا کہ کھانے کے کس حصے میں برکت ہے۔'' (صحیح مسلم، حدیث: 2033۔)

حدیث پر غوروفکر کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ شیطان کو انسان کے تمام معاملات میں دخل اندازی کرنے کا بہت شوق ہے۔ یہ دخل اندازی وہ اس لیے کرتا ہے کہ انسان کے کسی کام میں برکت نہ آنے پائے۔ حدیث کے الفاظ سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ شیطان کو آدمی کے معاملات میں دخل اندازی کا کتنا شوق ہے اور وہ اس سلسلے میں کتنی تگ و دو کرتا ہے۔

٤ انگلیاں چاٹنا:

کھانا کھانے کے بعد یہ سنت ہے کہ آدمی انگلیاں چاٹ لے یا کسی کو (مثلاً بیوی کو) انگلیاں چٹا دے۔

انگلیاں چاٹنے سے پہلے رومال یا ٹشو پیپر وغیرہ سے صاف نہ کی جائیں.

جس کی دلیل: حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی مذکورہ روایت ہے۔

سیدنا ابن عباس کی روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو وہ اپنا ہاتھ صاف نہ کرے یہاں تک کہ وہ چاٹ لے یا اُسے چٹوادے۔“

(صحیح بخاری، حدیث: 5456، و صحیح مسلم، حدیث: 2033)

۵ برتن صاف کرنا:

برتن صاف کرنے کا مطلب یہ ہے کہ مثال کے طور پر جو شخص چاول کھا رہا ہے وہ برتن کے اندر سے اور برتن کے کناروں پر سے چاول اچھی طرح صاف کردے۔ اگر ایک برتن میں دو یا دو سے زائد افراد کھانا کھا رہے ہیں تو ہر ایک کو چاہیے کہ وہ اپنی اپنی طرف کا کنارہ اچھی طرح صاف کردے اور اُس میں کھانا باقی نہ رہنے دے۔ ممکن ہے برکت اُسی کھانے میں ہو جو برتن میں باقی رہ جاتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: نبی ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم برتن صاف کیا کریں۔ (صحیح مسلم، حدیث: 2034۔)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہر شخص کو برتن صاف کرنا چاہیے۔“ (صحیح مسلم، حدیث: 2035۔)

علامہ ابن عثیمین رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اِس کا مطلب یہ ہے کہ تم برتن کے کناروں سے کھانے کو انگلیوں سے اچھی طرح صاف کر دو اور انگلیاں چاٹ لو۔ یہ بھی سنت ہے جس سے، افسوس ہے، کہ بہت سے لوگ غافل ہیں یہاں تک کہ بعض دینی طلبہ بھی اس سے غفلت برتتے ہیں۔ (شرح ریاض الصالحین: 1/892۔)

٦ تین انگلیوں سے کھانا کھانا:

تین انگلیوں سے کھانا کھانا بھی مسنون ہے۔ یہ حکم کھانے کی اُن چیزوں کے لیے ہے جو تین انگلیوں سے بآسانی اٹھائی جاسکتی ہیں، جیسے کھجور اور اس جیسے دیگر میوے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ تین انگلیوں سے کھایا کرتے تھے۔ اور ہاتھ صاف کرنے سے پہلے اُسے چاٹ لیتے تھے۔ (صحیح مسلم، حدیث: 2032۔)

٧ پانی پیتے ہوئے تین مرتبہ برتن کے باہر سانس لینا:

تین وقفوں میں پانی پینا سنت ہے۔ ہر وقفے کے بعد سانس لینا چاہیے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ پینے کے دوران تین مرتبہ سانس لیتے اور فرماتے تھے: "یہ طریقہ زیادہ سیراب کرنے والا اور زیادہ پیاس بجھانے والا ہے۔ اس سے پانی حلق سے نیچے اترنے میں زیادہ آسانی ہوتی ہے۔" انس رضی اللہ عنہ نے کہا: اسی لیے میں بھی پینے کے دوران تین مرتبہ سانس لیتا ہوں۔" (صحیح بخاری، حدیث: 5631، و صحیح مسلم، حدیث: 2028)

سانس لینے کا مطلب یہ ہے کہ برتن میں سانس نہ لیا جائے بلکہ برتن ایک طرف ہٹا کر برتن کے باہر سانس لیا جائے۔ برتن میں سانس لینا مکروہ ہے کیونکہ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی پیئے تو برتن میں سانس نہ لے۔" (صحیح بخاری، حدیث: 5630، و صحیح مسلم، حدیث: 267۔)

۸ کھانا کھا کر اللہ کا شکر ادا کرنا مستحسن ہے:

اس سنت کی دلیل: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ بندے کی اس بات پر خوش ہوتا ہے کہ وہ کھانا کھائے اور اُس پر اُس کا شکر ادا کرے اور پانی پیئے تو اُس پر اُس کا شکر ادا کرے۔“ (صحیح مسلم، حدیث: 2734۔)

کھانا کھانے کے بعد اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے متعدد دعائیں منقول ہیں، انہیں پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہیے:

- ’اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيراً طَيِّباً مُبَارَكًا فِيهِ، غَيْرَ مَكْفِيٍّ، وَلَا مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا‘

”سب حمد اللہ کے لیے ہے (حمد) بہت زیادہ، پاکیزہ اور اس میں برکت ڈالی گئی ہے، نہ (یہ کھانا) کفایت کیا گیا (کہ مزید کی ضرورت نہ رہے) اور نہ اسے وداع کیا گیا، یعنی یہ ہمارا آخری کھانا نہیں ہے بلکہ جب تک زندگی ہے، کھاتے رہیں گے اور نہ اس سے بے نیاز ہوا جاسکتا ہے، اے ہمارے رب۔“ (صحیح بخاری، حدیث: 5458۔)

- ’اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي كَفَانَا وَأَرْوَانَا، غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلَا مَكْفُورٍ‘

”سب حمد اللہ کے لیے ہے جس نے ہمیں کافی کھلایا اور ہمیں سیراب کر دیا۔ نہ (یہ کھانا) کفایت کیا گیا (کہ مزید کی ضرورت نہ رہے) اور نہ ہم اس نعمت کے منکر ہیں۔“ (صحیح بخاری، حدیث: 5459۔)

(غیر مکفی) یعنی وہ کسی کا محتاج نہیں۔ وہی اپنی بندوں کو کھلاتاہے اور وہی اُن کے لیے کافی ہے۔ (ولا مودع) یعنی اُسے چھوڑ ا نہیں گیا۔ (کفانا) یہ کفایت سے ماخوذہے۔ (أروانا) یہ ری سے ماخوذ ہے یعنی سیراب کرنا۔ (ولا مکفور) یعنی اُس کی فضیلت اور اُس کے انعامات کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔

٩ اکٹھے مل کر کھانا کھانا:

اکٹھے مل کر کھانا کھانا سنت ہے۔ اہل خانہ کی کوشش یہی ہونی چاہیے کہ سب مل کر کھانا کھائیں۔ بجائے اس کے کہ ہر کوئی اپنا کھانا الگ الگ لے کر کھائے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”ایک آدمی کا کھانا دو آدمیوں کے لیے کافی ہے۔ دو آدمیوں کا کھانا چار آدمیوں کے لیے کافی ہے۔ اور چار آدمیوں کا کھانا آٹھ آدمیوں کے لیے کافی ہے۔“ (صحیح مسلم، حدیث: 2059۔)

١٠ کھانا پسند آئے تو اُس کی تعریف کرنا:

کھانا پسند آئے تو اُس کی تعریف کرنا سنت ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے اہل خانہ سے سالن مانگا۔ انھوں نے کہا: ہمارے پاس تو صرف سرکہ ہے۔ آپ نے سرکہ ہی منگوا لیا، اُسے کھانے لگے۔ پھر فرمایا: ”سرکہ اچھا سالن ہے۔ سرکہ اچھا سالن ہے۔“ (صحیح مسلم، حدیث: 2052۔)

سرکہ عربوں کے ہاں سالن کے طور پر مستعمل تھا۔ اُن کا سرکہ میٹھا ہوتا تھا۔ آج کل کے سرکے کی طرح کھٹا نہیں ہوتا تھا۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ اس کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: یہ بھی نبی ﷺ کی ایک سنت ہے کہ اگر آپ کو کھانا اچھا لگتا تو آپ اُس کی تعریف کرتے تھے۔ مثال کے طور پر تم روٹی کی تعریف کرو تو یوں کہہ سکتے ہو: ”بنو فلاں کی روٹی بہت اچھی ہوتی ہے۔“ یا

اسی طرح کے دیگر جملے کہے جائیں۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے۔

آج کل لوگوں کے معاملات کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے لوگ نہ صرف یہ کہ سنت کے تارک ہیں بلکہ وہ سنت کی خلاف ورزی بھی کرتے ہیں۔ عام طور پر وہ کھانے میں کیڑے نکالتے ہیں بلکہ بعض دفعہ کھانے کو بھی سخت برا بھلا کہتے ہیں۔ یہ سنت نبوی کی صریح خلاف ورزی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا۔ طلب ہوتی تو کھانا کھا لیتے ورنہ چھوڑ دیتے۔ (صحیح بخاری، حدیث: 3563، وصحیح مسلم، حدیث: 2064۔)

۱۱ کھانا کھلانے والے کو دعا دینا:

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے باپ کے یہاں تشریف لائے۔ ہم نے کھانا اور وطبہ، یعنی گھی، پنیر اور کھجور سے تیار کردہ حلوہ آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے اُس میں سے کھایا۔ پھر چند چھوہارے آپ کی خدمت میں پیش کیے گئے۔ آپ وہ چھوہارے کھاتے اور گٹھلیاں دونوں انگلیوں کے درمیان رکھتے جاتے تھے۔ انگشتِ شہادت اور درمیانی انگلی کو آپ نے ملا رکھا تھا۔ اس کے بعد شربت لایا گیا۔ آپ نے شربت بھی نوش فرمایا اور پھر اُس شخص کو دے دیا جو دا ہنی طرف بیٹھا تھا۔ میرے باپ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری کی لگام تھام رکھی تھی۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی: ہمارے لیے دعا کیجیے۔ آپ نے دعا فرمائی: ”اے اللہ! تو نے انہیں جو رزق عطا کیا ہے اُس میں ان کے لیے برکت دے اور ان کی مغفرت فرما اور ان پر رحم کر۔“ (صحیح مسلم، حدیث: 2042۔)

وطبہ سے مراد کھجور جمع کرنے والا برتن ہے۔

۱۲ شربت اور پانی وغیرہ خود نوش کرنے کے بعد دائیں ہاتھ بیٹھے شخص کو دینا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے۔ آپ نے کچھ پلانے کو کہا۔ ہم نے ایک بکری کا دودھ دوہا، بعدازاں میں نے اُس دودھ میں اپنے کنویں کا پانی ملایا۔ پھر وہ دودھ آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ ﷺ نے پیا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کی بائیں طرف بیٹھے تھے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سامنے تھے اور ایک اعرابی دائیں طرف تھا۔ آپ نے وہ دودھ نوش کر لیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کے رسول! یہ ابوبکر ہیں۔ وہ آپ کی توجہ اُن کی طرف مبذول کرا رہے تھے۔ لیکن آپ نے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر وہ دودھ اُس اعرابی کو دیا اور تین مرتبہ فرمایا: ”داہنی طرف والے، داہنی طرف والے، داہنی طرف والے۔“ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ سنت ہے۔ یہ سنت ہے۔ یہ سنت ہے۔(صحیح بخاری، حدیث: 2571، و صحیح مسلم، حدیث: 2029۔)

۱۳ ساقی خود آخر میں پیئے:

جو شخص دوسروں کو پانی، شربت وغیرہ پلا رہا ہو، اُس کے لیے سنت ہے کہ وہ خود سب سے آخر میں پیے۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی طویل روایت میں ہے ... پھر رسول اللہ ﷺ پانی ڈالتے رہے اور میں لوگوں کو پلاتا رہا تاآنکہ میرے اور رسول اللہ ﷺ کے سوا کوئی باقی نہ رہا۔ آپ نے اور پانی ڈالا اور مجھ سے فرمایا: ”پیو۔“ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! جب تک آپ نہیں پیتے، میں نہیں پیوں گا۔“ فرمایا: ”قوم کا ساقی سب سے آخر میں پیتا ہے۔“ چنانچہ میں نے پانی پیا اور پھر رسول اللہ ﷺ نے پانی نوش فرمایا۔ (صحیح مسلم، حدیث: 681۔)

فائدہ: جو شخص دودھ پیے، اُس کے لیے سنت ہے کہ وہ دودھ پی کر کلی کرے تاکہ منہ سے دودھ کی چکنائی دور ہوجائے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے دودھ پیا اور پھر پانی منگوا کر کلی کی۔ فرمایا: ''اس کی چکنائی ہوتی ہے۔'' (صحیح بخاری، حدیث: 211، و صحیح مسلم، حدیث: 358۔)

۱۴ رات ہو جائے تو برتن ڈھانپنا اور اللہ کا نام لینا:

رات ہو جائے تو یہ سنت ہے کہ کھلے برتن ڈھانپ دیے جائیں، چھاگل کا منہ کس کر باندھ دیا جائے اور اللہ کا نام لیا جائے (بسم اللہ پڑھی جائے)۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''برتن ڈھانپ دو۔ چھاگلوں کے تسمے باندھ دو۔ سال بھر میں ایک رات ایسی ہے جس میں وبا اترتی ہے۔ وہ وبا جس کھلے برتن اور کھلی چھاگل کے قریب سے گزرتی ہے، اُس میں داخل ہوجاتی ہے۔'' (صحیح مسلم، حدیث: 2014۔)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی کی ایک اور روایت میں ہے: ''اپنی چھاگلوں کے تسمے باندھ دو اور اللہ کا نام لو۔ اپنے برتن ڈھانپ دو اور اللہ کا نام لو۔ چاہے تم برتنوں پر کوئی شے عرض کے بل رکھ دو۔'' (صحیح بخاری، حدیث: 5623۔)

2 سلام ، ملاقات اور مجلس کے اوقات کی سنتیں

۱ سلام کہنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مسلمان کے مسلمان پر چھ حقوق ہیں۔“ کسی نے عرض کیا: وہ کیا ہیں؟ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم اُس سے ملو تو اُسے سلام کہو۔ جب وہ تمہیں بلائے (دعوت دے) تو اُس کے بلاوے پر جاؤ (دعوت قبول کرو)۔ جب وہ تم سے خیر خواہی کا مشورہ چاہے تو اُسے خیر خواہی سے مشورہ دو۔ جب اسے چھینک آئے اور وہ الحمدللہ کہے تو اُس کا جواب دو۔ (اُسے دعا دو)۔ جب وہ بیمار پڑے تو اُس کی عیادت کرو۔ جب وہ وفات پاجائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جاؤ۔“ (صحیح مسلم، حدیث: 2162۔)

- جہاں تک سلام کا جواب دینے کا تعلق ہے تو سلام کا جواب دینا واجب ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: واذا حييتم بتحية .... حسيبا

"اور جب تمھیں سلام کیا جائے تو تم اس سے اچھا جواب دو یا وہی الفاظ لوٹا دو، بے شک اللہ ہر چیز کا خوب حساب لینے والا ہے۔" (النسآء 86:4۔) صیغۂ امر (حکم) کے متعلق بنیادی قاعدہ یہ ہے کہ صیغۂ امر کسی بات کے واجب کرنے کے لیے آتا ہے جب تک اسے اس خصوصیت سے ہٹانے والا کوئی قرینہ نہ ہو جسے اصطلاحِ فقہاء میں "صارفہ" کہتے ہیں۔ یہاں اس کا کوئی صارفہ نہیں۔ متعدد اہل علم نے اس پر اتفاقِ رائے (اجماع) قائم ہونے کی بات بھی لکھی ہے جن میں امام ابن حزم، امام ابن عبدالبر اور الشیخ تقی الدین شامل ہیں۔

سلام کہنے اور جوابی سلام کے افضل الفاظ یہ ہیں: "السلام عليكم ورحمة الله و بركاته" اور "وعليكم السلام و رحمة الله وبركاته" سلام کہنے کا یہی طریقہ زیادہ مستحسن اور کامل ہے۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں: نبی کریم ﷺ کا طریقہ مبارک یہ تھا کہ آپ "وبرکاته" تک پورا سلام کہا کرتے تھے۔ (زاد المعاد: 2/417)

سلام عام کرنا بھی سنت ہے جس کی بڑی ترغیب دی گئی اور بڑی فضیلت بتائی گئی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم جنت میں داخل نہیں ہو گے یہاں تک کہ تم ایمان لے آؤ اور تم ایمان نہیں لاؤ گے یہاں تک کہ تم آپس میں محبت کرنے لگو۔ کیا میں تمھیں ایک کام ایسا نہ بتاؤں کہ جسے تم انجام دو تو تم آپس میں محبت کرنے لگو گے؟ فرمایا: اپنے درمیان سلام کو عام کرو۔" (صحیح مسلم، حدیث: 54۔)

۲ اگر ضرورت ہو تو تین مرتبہ سلام کہنا مستحب (پسندیدہ) ہے:

مثال کے طور پر آدمی سلام کہے لیکن اُسے شبہ ہو کہ جسے اُس نے سلام کہا ہے، اُس نے نہیں سنا۔ اس صورت میں یہ مستحب ہے کہ وہ دوسری مرتبہ سلام کہے۔ پھر بھی نہ سنے تو تیسری مرتبہ بھی سلام کہہ دے۔ اسی طرح جو شخص ایسے لوگوں کی بڑی تعداد کے

پاس جائے جو ایک بڑی مجلس میں شریک ہوں۔ اس صورت میں اگر آدمی ایک مرتبہ سلام کہے تو ممکن ہے کہ صرف آگے بیٹھے ہوئے لوگ ہی سن سکیں، اس لیے چاہیے کہ آدمی تین مرتبہ سلام کہے تاکہ تمام محفل کے لوگ سلام کی آواز سن لیں۔

اس کی دلیل: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب کوئی بات کرتے تو اُسے تین مرتبہ دہراتے تاکہ وہ اچھی طرح سمجھ لی جائے۔ جب آپ ﷺ لوگوں کے پاس تشریف لاتے تو انھیں تین مرتبہ سلام کہتے تھے۔ (صحیح بخاری، حدیث: 95۔)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ بات کو تین مرتبہ کہنا سنت ہے۔ مثال کے طور پر آدمی بات کرے لیکن وہ سمجھ میں نہ آئے تو اُسے چاہیے کہ وہ اپنی بات دہرا دے۔ اگر ضرورت پڑے تو تیسری مرتبہ بھی اپنی بات کہہ دے۔

٣ آدمی جاننے اور نہ جاننے والے کو سلام کہے:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کیسا اسلام بہترین ہے؟ آپ نے فرمایا: ”تم کھانا کھلاؤ اور اُسے سلام کہو جسے تم جانتے ہو اور اُسے بھی جسے تم نہیں جانتے۔“ (صحیح بخاری، حدیث: 12، و صحیح مسلم، حدیث: 39۔)

٤ سلام کی ابتدا مسنون طریقے کے مطابق کی جائے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سوار، پیدل کو سلام کرے۔ پیدل، بیٹھے ہوئے کو سلام کرے۔ تھوڑے افراد، زیادہ کو سلام کریں۔“ (صحیح بخاری، حدیث: 6233، و صحیح مسلم، حدیث: 2160۔)

ایک روایت میں ہے: ”چھوٹا بڑے کو سلام کرے، گزرنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور تھوڑے افراد، زیادہ کو سلام کریں۔“ (صحیح بخاری، حدیث: 6234۔)

تاہم حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ معاملہ اگر اس کے برعکس ہو تو مکروہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ بڑا چھوٹے کو اور پیدل، سوار کو سلام کہہ دے تب بھی کوئی حرج نہیں۔

٥ بچوں کو سلام کرنا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جارہے تھے۔ آپ بچوں کے پاس سے گزرے تو آپ ﷺ نے اُنھیں سلام کہا۔ (صحیح بخاری، حدیث: 6247، و صحیح مسلم، حدیث: 2168۔)

بچوں کو سلام کرنے کی ایک حکمت تو یہ ہے کہ دل میں عجز و انکسار آئے، دوسرے، بچوں کو بھی سلام کہنے کی عادت پڑے، نیز اسلام کا یہ شعار اُن کے دلوں میں جڑ پکڑے۔

٦ گھر میں داخل ہوتے ہوئے سلام کہنا:

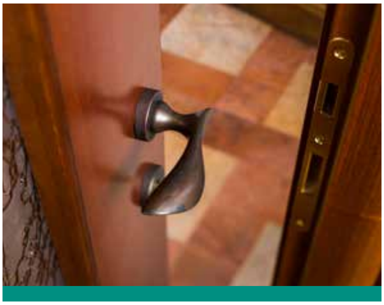

یہ بات سلام کے عمومی حکم میں شامل ہے۔ گھر میں جانے سے پہلے مسواک کرنا بھی سنت ہے۔ یوں پہلے مسواک کی جائے، پھر گھر میں داخل ہوتے ہوئے سلام کہا جائے۔ یہ وہ چوتھا موقع ہے جہاں مسواک کرنا سنت موکدہ کا درجہ رکھتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب گھر آتے تو پہلے مسواک کرتے تھے۔ (صحیح مسلم، حدیث: 253۔)

یعنی آدمی مسواک کرے، گھر آئے اور اہل خانہ کو سلام کرے۔ بعض اہل علم نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ کسی بھی گھر میں جا کر سلام کہنا سنت ہے، چاہے گھر میں کوئی بھی موجود نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فاذا دخلتم بیوتا..........لعلکم تعقلون

”پھر جب تم گھروں میں داخل ہو تو اپنے لوگوں پر سلام کہنا، جو اللہ کی طرف سے (مقرر دعائے خیر) ہے بابرکت، پاکیزہ، اسی طرح اللہ تمہارے لیے آیات کھول کر بیان کرتا ہے، تاکہ تم سمجھو۔“ (النور 24:61۔)

آیت میں وارد حکم عام نوعیت کا ہے۔ اس میں سبھی نفوس شامل ہیں۔ چنانچہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے لکھا ہے: 'أَنفُسِكُمْ' میں یہ بھی شامل ہے کہ آدمی ایسے گھر میں جائے جہاں کوئی نہ ہو تب بھی سلام کہے۔ کیونکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے {فَإِذَا دَخَلْتُم بُيُوتاً فَسَلِّمُوا عَلَى أَنفُسِكُمْ} (فتح الباري، شرح حديث: 6235۔) باب إفشاء السلام.

- فائدہ: حاصلِ کلام یہ ہے کہ گھر میں داخل ہونے کے سلسلے میں تین کام مسنون ہیں:

پہلا: بسم اللہ کہنا، بالخصوص رات کے وقت۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جب آدمی گھر جاتا ہے اور گھر میں داخل ہوتے وقت، نیز کھانا کھاتے وقت اللہ کا ذکر کرتا ہے تو شیطان (اپنے ساتھیوں سے) کہتا ہے: تمہارے لیے یہاں ٹھہرنے کی جگہ ہے نہ کھانا ہے، اور جب کوئی آدمی گھر میں داخل ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت اللہ کا ذکر نہیں کرتا تو شیطان کہتا ہے: تمھیں رات بسر کرنے کا ٹھکانا بھی مل گیا اور رات کا کھانا بھی۔“ (صحیح مسلم، حدیث: 2018۔)

دوسرا: مسواک کرنا۔ یہ امر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ بالا روایت سے ثابت ہے۔ (صحیح مسلم، حدیث: 253۔)

تیسرا: اہل خانہ کو سلام کرنا۔

۷ لوگوں میں کچھ افراد سو رہے ہوں تو آہستہ آواز میں سلام کہنا:

نبی کریم ﷺ کا مبارک طرزِ عمل یہی تھا۔ حضرت مقداد بن اَسود رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے: ہم دودھ دوہتے تھے اور ہم میں سے ہر آدمی اپنے حصے کا دودھ پی لیتا تھا۔ نبی ﷺ کے حصے کا دودھ ہم اٹھا رکھتے۔ آپ رات کو تشریف لاتے تو اس طرح سلام کہتے کہ سویا ہوا شخص جاگتا نہیں تھا اور جاگتا ہوا آدمی سن لیتا تھا۔ (صحیح مسلم، حدیث: 2055۔)

۸ سلام پہنچانا:

سلام پہنچانے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص تم سے کہے کہ فلاں کو میرا سلام کہہ دینا۔ تو یہ سنت ہے کہ تم اُس شخص کا سلام متعلقہ آدمی کو پہنچا دو کہ فلاں نے تمھیں سلام کہا ہے۔

اس کی دلیل: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ نے اُن سے کہا: ”جبریل تمھیں سلام کہتے ہیں۔“حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے جواب دیا: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَ رَحْمَةُ اللهِ۔ (صحیح بخاری، حدیث: 3217، و صحیح مسلم، حدیث: 2447۔)

اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ سلام کو دوسرے شخص تک پہنچانا چاہیے جس طرح حضرت جبریل علیہ السلام کا سلام آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو پہنچایا۔ حدیث سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ کسی کے ہاتھ سلام بھیجنا بھی سنت ہے۔

۹ مجلس میں بیٹھتے اور اٹھتے ہوئے سلام کہنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی شخص مجلس میں آئے تو سلام کہے۔ جب وہ وہاں سے اٹھنا چاہے

تب بھی سلام کہے۔ پہلی دفعہ سلام کہنا دوسری دفعہ کے مقابلے میں کوئی زیادہ اہم نہیں ہے۔'' (سنن أبي داود، حديث : 5208، و صحيح الجامع: 1/132۔)

١٠ سلام کہتے ہوئے ہاتھ ملانا:

صحابۂ کرام کا طرزِ عمل یہی تھا کہ وہ ایک دوسرے سے ملاقات کرتے تو سلام کہنے کے ساتھ ہاتھ بھی ملاتے تھے۔ اس کی دلیل: حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا نبی ﷺ کے اصحاب میں مصافحہ ہوتا تھا؟ انھوں نے جواب دیا: جی ہاں۔ (صحیح بخاری، حدیث: 6263۔)

١١ ملاقات کے وقت مسکرانا اور چہرے کا شگفتہ ہونا:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''تم نیکی میں سے کسی شے کو ہرگز حقیر مت جانو، چاہے (اتنی سی نیکی ہو کہ) تم اپنے بھائی سے مسکراتے ہوئے چہرے کے ساتھ ملو۔'' (صحیح مسلم، حدیث: 2626۔)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا تمہارے بھائی کے منہ پر مسکرا دینا تمہارے واسطے صدقہ ہے۔''

(جامع ترمذی، حدیث : 1956، والصحیحۃ، حدیث : 572۔)

۱۲ اچھی بات کہنا:

چاہے کسی سے ملاقات ہو، آدمی مجلس میں بیٹھا ہو یا کوئی اور صورت حال ہو، اچھی بات کہنا بہر حال سنت ہے کیونکہ یہ صدقہ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اچھی بات صدقہ ہے۔'' (صحیح بخاری، حدیث: 2989، و صحیح مسلم، حدیث: 1009۔)

دیکھنے میں آیا ہے کہ لوگ اچھی باتیں کرتے ہیں۔ اگر وہ اس سلسلے میں ثواب کی نیت رکھیں تو بڑے اجروثواب کے مستحق قرار پائیں اور ان صدقات میں سے بڑا حصہ پائیں۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے لکھا ہے: اچھی بات مثال کے طور پر یہ ہے کہ تم کسی سے کہو: تم کیسے ہو؟ مزاج کیسا ہے؟ تمھارے بھائی کیسے ہیں؟

گھر بار میں ہر طرح کی خیریت ہے؟ اور اسی طرح کی دیگر باتیں۔ یہ اچھی باتیں اس لیے ہیں کہ یہ مخاطب کو خوشی دیتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہر اچھی بات کے لیے صدقے کا اجروثواب ہے۔ (شرح ریاض الصالحین: 2/996، باب: استحباب طیب الکلام، وطلاقة الوجه عند اللقاء)

۱۳ مجلس میں ذکر الٰہی مستحب (اچھا، پسندیدہ) ہے:

مجالس ذکر کی فضیلت و ترغیب کے متعلق متعدد احادیث ملتی ہیں۔ ایک روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو راستوں میں گھومتے پھرتے ہیں۔ وہ اہل ذکر کو تلاش کرتے ہیں۔ جب وہ ایسے لوگوں کو پالیتے ہیں جو اللہ کا ذکر کرتے ہوں تو وہ ایک دوسرے کو آواز دیتے ہیں: آجاؤ اپنی ضرورت کی طرف۔ تب وہ اہل ذکر کو اپنے پروں سے آسمان دنیا تک ڈھانپ لیتے ہیں۔ (صحیح بخاری، حدیث: 6408، و صحیح مسلم، حدیث: 2689۔)

۱۴ مجلس کے اختتام پر کفارہ مجلس کی دعا پڑھنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص کسی مجلس میں بیٹھا ہو جس میں اُس کا شوروغل بہت بڑھا ہو، پھر وہ مجلس میں سے اٹھنے سے پہلے یہ پڑھ لے: ’سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ أَشْھَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، أَسْتَغْفِرُکَ وَأَتُوبُ إِلَيْکَ‘ ” پاک ہے تو اے اللہ! اور تیری ہی حمد ہے۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ نہیں کوئی معبود مگر تو۔ میں تجھ سے معافی چاہتا ہوں، اور تیرے حضور توبہ کرتا ہوں۔“

اُس مجلس میں اُس سے جو کچھ بھی سرزد ہوا، وہ معاف کر دیا جاتا ہے۔“ (جامع ترمذی، حدیث: 3433۔)

3 لباس اور زیب و زینت کے اوقات کی سنتیں

۱ دایاں جوتا پہلے پہننا:

جو آدمی جوتا پہننے لگے تو سنت یہ ہے کہ وہ جوتا پہننے کی ابتدا دائیں پاؤں سے کرے، یعنی وہ جوتے کا دایاں پاؤں پہلے پہنے اور بایاں اُس کے بعد۔

اور جب آدمی جوتا اتارے تو سنت یہ ہے کہ بائیں جوتے سے پاؤں پہلے نکالے اور دایاں پاؤں اُس کے بعد۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص جب جوتا پہنے تو دائیں پاؤں سے ابتدا کرے۔ اور جب وہ جوتا اتارے تو بائیں پاؤں سے ابتدا کرے۔ دایاں پاؤں پہلے پہنا جائے اور آخر میں اتارا جائے۔“ (صحیح بخاری، حدیث: 5756۔)

ایک روایت میں ہے: ''تم میں سے کوئی شخص ایک جوتے میں نہ چلے۔ یا تو دونوں جوتے پہنے ورنہ دونوں اتار دے۔'' (صحیح مسلم، حدیث: 2097۔)

ان دونوں حدیثوں میں تین سنتیں بیان ہوئی ہیں:

١ جوتا پہنتے ہوئے دائیں پاؤں سے ابتدا کی جائے۔

٢ جوتا اتارتے ہوئے بائیں پاؤں سے ابتدا کی جائے۔

٣ یا تو دونوں جوتے پاؤں سے اتار دیے جائیں یا دونوں پہنے جائیں۔ صرف ایک پاؤں میں جوتا پہن کر نہیں چلنا چاہیے کیونکہ اس طرح چلنے سے منع کیا گیا ہے۔

٢ سفید کپڑا پہننا:

سفید رنگ کے کپڑے پہننا سنت ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سفید کپڑے پہنو۔ یہ تمہارے بہترین کپڑوں میں سے ہیں۔ انھی میں مرنے والوں کو کفن دو۔'' (مسند أحمد: 1/247، وسنن أبي داود، حدیث: 3878، و جامع ترمذی، حدیث: 994، و صحیح الجامع: 1/267۔)

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ لکھتے ہیں: یہ روایت تمام کپڑوں کو شامل ہے جن میں قمیص، شلوار، تہبند، پائجامہ سب کچھ آجاتا ہے۔ اگر یہ سب کپڑے سفید ہوں تو یہ افضل ہے، تاہم اگر کسی اور رنگ کا کوئی کپڑا پہن لیا جائے تب بھی کوئی حرج نہیں۔ شرط یہ ہے کہ وہ رنگ عورتوں کے لیے مخصوص نہ ہو۔ (شرح ریاض الصالحین: 2/1087۔)

٣ خوشبو لگانا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دنیوی

چیزوں میں سے بیوی اور خوشبو مجھے بہت پسند ہیں۔ اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھ دی گئی ہے۔" (مسند أحمد: 3/285، وسنن النسائي، حديث: 3391۔)

- جہاں تک ان الفاظ کا تعلق ہے: "میرے لیے تمہاری دنیا میں سے تین چیزیں محبوب کی گئیں" یہ الفاظ ضعیف ہیں۔

نبی کریم ﷺ کو یہ بات پسند نہیں تھی کہ بدن سے ناگوار بُو آئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پر یہ بات بہت گراں گزرتی تھی کہ آپ سے بُو آئے۔ (صحیح بخاری، حدیث: 6972۔)

خوشبو کا تحفہ رد کرنا مکروہ (ناپسندیدہ) ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی ﷺ خوشبو رد نہیں کیا کرتے تھے۔ (صحیح بخاری، حدیث: 2582۔)

٤ کنگھی کرنے میں دائیں طرف اختیار کرنا:

کنگھی کرنے میں دائیں طرف اختیار کرنا سنت ہے۔ آدمی جب سر میں کنگھی کرے تو اُسے چاہیے کہ سر کے دائیں طرف سے کنگھی کرنی شروع کرے۔ بعدازاں بائیں طرف کنگھی کرے۔

اس کی دلیل: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ کو جوتا پہننے میں، کنگھی کرنے میں، طہارت میں اور ہر اہم کام میں دایاں رُخ اختیار کرنا پسند تھا۔ (صحیح بخاری، حدیث: 168، وصحیح مسلم، حدیث: 268۔)

4 چھینک اور جمائی کے اوقات کی سنتیں

چھینک آنے کی سنتیں:

۱ جس شخص کو چھینک آئے، اُس کے لیے مسنون ہے کہ وہ کہے:
'اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ'

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی شخص کو چھینک آئے تو وہ 'اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ' کہے۔ اُس کا بھائی یا اُس کا ساتھی اُسے 'یَرْحَمُکَ اللّٰہُ' کہے۔ جب وہ اُسے 'یَرْحَمُکَ اللّٰہُ' ''اللہ تجھ پر رحم کرے۔'' کہے، اب چھینکنے والا یہ کہے: 'یَهْدِيكُمُ اللّٰہُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ' ''اللہ تم کو ہدایت دے اور تمہارے حال کی اصلاح فرمائے۔'' (صحیح بخاری، حدیث: 6224۔)

کبھی 'اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ' کہنا بھی مسنون ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے: "جب تم میں کسی شخص کو چھینک آئے تو وہ کہے: 'اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ' "ہر حال میں اللہ کا شکر ہے۔" (سنن أبي داود، حدیث: 5033، امام ابن قیم رحمہ اللہ نے زاد المعاد (2/436) میں اس روایت کے بارے میں لکھا ہے: اس کی سند صحیح ہے۔)

اور چھینک کو سننے والا چھینک مارنے والے کے لیے جواباً یہ کہے: 'یَرْحَمُکَ اللّٰهُ' اب وہ چھینک مارنے والا اس کا جواب یہ کہہ کر دے: 'یَهْدِیکُمُ اللّٰهُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ'

۲ جس شخص کو چھینک آئے اور وہ 'اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ' نہ کہے تو مسنون یہ ہے کہ اُسے جواب میں دعا نہ دی جائے۔

جس شخص کو چھینک آئے اور وہ 'اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ' نہ کہے تو مسنون یہ ہے کہ اُسے جواب میں دعا نہ دی جائے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ کی موجودگی میں دو آدمیوں کو چھینک آئی۔ آپ ﷺ نے ایک کو جواباً دعا دی اور دوسرے کو جواباً دعا نہ دی۔ اُس آدمی نے عرض کیا: آپ ﷺ نے اُسے دعا دی لیکن مجھے دعا نہیں دی۔ فرمایا: "اس نے اللہ کی حمد کی تھی لیکن تم نے اللہ کی حمد نہیں کی۔" (صحیح بخاری، حدیث: 6225۔)

یہ تو نبوی طرز عمل تھا جبکہ ایک قولی حدیث بھی اس سلسلے میں آئی ہے۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "جب تم میں سے کسی شخص کو چھینک آئے اور وہ الحمدللہ کہے تو اُسے جواباً دعا دو۔ اگر وہ الحمد للہ نہ کہے تو اُسے جواباً دعا نہ دو۔" (صحیح مسلم، حدیث: 2992۔)

تاہم جہاں موقع تعلیم دینے کا ہو، تربیت کرنے کا ہو، مثلاً: والد بیٹے کو سکھا رہا ہو یا معلم طلبہ کو بتلا رہا ہو تو ایسے موقع پر وہ کہہ سکتا ہے کہ "الحمدللہ" کہو تاکہ بیٹے اور طالبعلم کو اس سنت پر عمل کرنے کی تربیت حاصل ہو۔ عین ممکن ہے کہ وہ اس امر کے سنت ہونے سے ناواقف ہو۔

اسی طرح جس شخص کو نزلہ زُکام ہو، اُسے تیسری مرتبہ چھینک آنے کے بعد جواباً دعا نہ دی جائے۔ مطلب یہ کہ اُسے تین مرتبہ جواباً دعا دی جائے، اُس کے بعد نہیں۔

اس کی دلیل : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی موقوف و مرفوع روایت ہے: "اپنے بھائی کو تین مرتبہ جواب دو۔ جو (چھینک) اس سے زیادہ ہو وہ زکام ہے۔" (سنن أبي داود، حديث: 5034، علامہ البانی رحمہ اللہ نے روایت کی بابت کہا: "موقوف اور مرفوع حسن ہے۔" دیکھیے: صحيح أبي داود: 4/308۔)

صحیح مسلم کی ایک روایت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں موجود تھا، اُسے چھینک آئی۔ آپ ﷺ نے اُس سے کہا: یرحمک اللہ اُسے دوسری مرتبہ چھینک آئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اس آدمی کو زُکام ہے۔" (صحيح مسلم، حديث: 2993۔)

خلاصۂ کلام یہ کہ دو صورتوں میں چھینک کا جواب نہ دیا جائے:

۱. جسے چھینک آئے اور وہ الحمدللہ نہ کہے۔

۲. جب کسی کو تین مرتبہ سے زیادہ چھینک آئے کیونکہ اس صورت میں اُسے زکام ہوگا۔

جمائی لینے سے متعلقہ سنتیں:

جمائی آئے تو اُسے آنے سے مقدور بھر روکنا یا منہ پر ہاتھ رکھ لینا سنت ہے۔

اس کی دلیل: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "اللہ چھینک کو پسند کرتا ہے اور جمائی کو ناپسند کرتا ہے۔ جب آدمی کو چھینک آئے اور وہ الحمدللہ کہے تو جو مسلمان اسے سنے، اُس کی ذمہ داری ہے کہ وہ اُسے جواباً دعا دے۔ رہی جمائی تو یہ شیطان کی طرف سے ہے۔ اسے وہ جہاں تک ہوسکے، روکے۔ جب وہ "ہا" کہتا ہے تو شیطان اُس پر ہنستا ہے۔" (صحيح بخاری، حديث: 6223۔)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی شخص کو جمائی آئے تو وہ منہ کو ہاتھ سے پکڑ لے کیونکہ (منہ کھلا رہ جانے کی وجہ سے) شیطان داخل ہو جاتا ہے۔“ (صحیح مسلم، حدیث: 2995۔)

جمائی روکنے کے دو طریقے ہیں: منہ زور سے بند کر لیا جائے یا منہ پر ہاتھ رکھ لیا جائے۔

- جس شخص کو جمائی آئے اُس کے لیے یہ بھی حکم ہے کہ وہ جمائی لیتے ہوئے ہا، ہُو کی آواز نہ نکالے کیونکہ اگر وہ آواز نکالے گا تو شیطان اُس پر ہنسے گا۔

اس کی دلیل: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جمائی شیطان سے ہے۔ جب تم میں سے کسی آدمی کو جمائی آئے تو وہ جہاں تک ہوسکے، اُسے روکے کیونکہ جب وہ ”ہا“ کی آواز نکالتا ہے تو شیطان ہنستا ہے۔“ (صحیح بخاری، حدیث: 3289، و صحیح مسلم، حدیث: 2994۔)

تنبیہ: بعض لوگوں کی عادت ہے کہ وہ جمائی لینے کے بعد تعوذ 'أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ' پڑھتے ہیں۔ کتاب و سنت سے اس کی کوئی دلیل نہیں۔

5 عام روز مرہ کی سنتیں

بیت الخلا میں جانے اور بیت الخلا سے نکلنے کی دعا:

جو شخص بیت الخلا میں جانا چاہے، اُسے مسنون ذکر کرنا چاہیے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بیت الخلا جاتے تو یہ کہتے:

'اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ'

"اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں خبیث جنوں اور خبیث جنیوں سے۔" (صحیح بخاری، حدیث: 6322، و صحیح مسلم، حدیث: 375۔)

(الخبث) مذکر شیطان۔ (الخبائث) مؤنث شیطان۔ یوں آدمی مذکر اور مؤنث شیطانوں کے شر سے پناہ میں آجاتاہے۔

(الخبث) شر۔ (الخبائث) شریر لوگ۔ یوں آدمی شریر لوگوں سے اور ان کے شر سے پناہ میں آجاتاہے۔ الخبث زیادہ وسیع مفہوم کا حامل ہے۔

بیت الخلا سے نکلنے پر بھی مسنون ذکر کرنا چاہیے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بیت الخلا سے نکلتے تو کہتے: 'غُفْرَانَکَ' ''تیری مغفرت (چاہتا ہوں)۔'' (سنن أبي داود، حديث: 30، وجامع ترمذی، حدیث:)

وصیت لکھ رکھنا مسنون ہے:

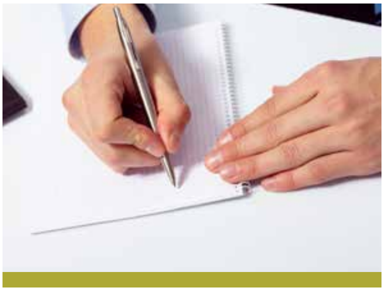

وصیت لکھ کر تیار رکھنا ہر مسلمان کے لیے مسنون ہے، خواہ وہ تندرست ہو، خواہ بیمار۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''کسی مسلمان شخص کو جس کے پاس کوئی شے ہو اور وہ اس کی وصیت کرنا چاہتا ہو، اُسے یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ دو راتیں اس طرح بسر کرے کہ اُس کی وصیت اُس کے پاس لکھی ہوئی موجود نہ ہو۔'' (صحیح بخاری، حدیث: 2738، و صحیح مسلم، حدیث: 1627۔)

دو راتوں کا ذکر وقت کی حد بندی کے لیے نہیں، مراد یہ ہے کہ جتنی جلدی ہوسکے، اُسے اپنی وصیت لکھ لینی چاہیے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اُسے کب موت آجائے۔ یہ سنت عمومی حیثیت کی حامل ہے اور اپنے حکم میں سب لوگوں کو شامل کرتی ہے۔

- جہاں تک حقوق اللہ اور حقوق العباد کے متعلق وصیت کا تعلق ہے، مثلاً: ادائے زکاۃ، حج یا ادائے کفارہ کے متعلق وصیت، یا ادائے قرض کے متعلق وصیت، تو ایسی وصیت کا لکھ رکھنا واجب ہے، محض سنت نہیں ہے۔ واجب اس لیے ہے کہ اس کے ساتھ فرائض کی ادائیگی وابستہ ہے۔ بالخصوص اُس وقت ایسی وصیت کی اہمیت بہت بڑھ جاتی ہے جبکہ ان واجبات کے متعلق کوئی اور کچھ نہ جانتا ہو۔ اور یہ قاعدہ ہے کہ واجب جس بات کے بغیر پورا نہ ہو، وہ بھی واجب ہے۔

خرید و فروخت میں نرمی اور وسعت ظرفی کا مظاہرہ:

خرید و فروخت کے معاملات میں خریدنے والے اور فروخت کرنے والے دونوں افراد یا دونوں فریقوں کو نرمی، وسعت ظرفی اور رواداری کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ انہیں اس سلسلے میں جھگڑنا نہیں چاہیے۔ دونوں فریق جہاں تک ہوسکے، ایک دوسرے کے لیے آسانی پیدا کریں۔

اس کی دلیل: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ ایسے آدمی پر رحم کرے جو اُس وقت نرم ہوتا ہے جب وہ (کوئی شے) بیچتا ہے اور جب وہ خریدتا ہے اور جب وہ تقاضا کرتا ہے۔“ (صحیح بخاری، حدیث: 2076۔)

جب آدمی اپنے حق کا تقاضا کرے تو اُس وقت بھی نرمی اختیار کرنا سنت ہے۔

ہر وضو کے بعد دو رکعت نفل نماز:

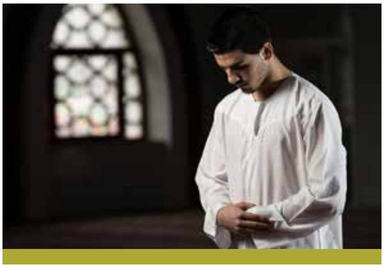

یہ ایک روزمرہ کی سنت ہے جس کی بڑی فضیلت بتائی گئی ہے۔ اور یہ فضیلت ہے، داخلۂ جنت۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے نمازِ فجر کے وقت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”بلال! مجھے تم اپنے اُس سب سے زیادہ امید افزا عمل کے متعلق بتاؤ جو تم نے اسلام میں انجام دیا۔ میں نے جنت میں اپنے آگے تمہارے جوتوں کی چاپ سنی ہے۔“ بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میرے نزدیک جو میں نے سب سے امید افزا عمل کیا ہے، وہ یہ ہے کہ میں دن یا رات کے کسی بھی وقت جب وضو کرتا ہوں تو اُس وضو سے جس قدر مقدر میں لکھی ہوتی ہے، نماز پڑھتا ہوں۔ (صحیح بخاری، حدیث: 1149، و صحیح مسلم، حدیث: 2458۔)

نماز کا انتظار کرنا:

نماز کا انتظار کرنا بھی بڑی فضیلت سے بھرپور سنت ہے۔ نماز کے انتظار میں بھی آدمی کو نماز ہی کا ثواب ملتا ہے۔

اس کی دلیل: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نماز جب تک کسی کو روکے رکھے وہ نماز میں رہتاہے، اس طرح کہ اُسے اپنے گھر جانے سے صرف نماز نے روک رکھا ہو۔'' (صحیح بخاری، حدیث: 659، و صحیح مسلم، حدیث: 649) یوں نماز کا انتظار کرنے کی وجہ سے نماز کا اجر پائے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی جب تک جائے نماز پر رہتا ہے، فرشتے اُس کے لیے یہ دعا کرتے رہتے ہیں (جب تک کہ وہ بے وضو نہ ہو) اے اللہ! اسے معاف کر دے۔ اے اللہ! اس پر رحم فرما۔ ایک شخص نماز ہی میں رہتا ہے، جب تک نماز اُسے روکے رکھتی ہے۔ اور اسے اپنے گھر واپس آنے کے لیے نماز کے علاوہ اور کوئی چیز مانع نہ ہو۔'' (صحیح بخاری، حدیث: 659، و صحیح مسلم، حدیث: 649۔)

صحیح مسلم کی ایک دوسری روایت میں ہے: ''جب تک وہ کسی کو تکلیف نہ دے، جب تک وہ بے وضو نہ ہو۔'' (صحیح مسلم، حدیث: 649۔)

مسواک کرنا:

مسواک کرنا ایک عمومی نوعیت کی سنت ہے جس پر ہر وقت عمل کیا جاسکتا ہے۔ نبی کریم ﷺ اس کی بہت ترغیب دیتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

’’میں نے تمھیں مسواک کی بہت زیادہ تاکید کر دی ہے۔‘‘ (صحیح بخاری، حدیث: 888۔)

آپ نے مسواک کے متعلق یہ بھی فرمایا: ’’یہ منہ صاف کرنے اور رب کی رضا حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔‘‘ (مسند أحمد: 1/3، وسنن نسائی، حدیث: 5۔)

- مسواک کی سنت موکدہ ہوجاتی ہے، قیام اللیل کے وقت، وضو کے وقت، ہر نماز کے وقت، گھر میں آنے سے پہلے۔

ہر نماز کے لیے نیا وضو کرنا:

ایک مسلمان کے لیے مسنون ہے کہ وہ ہر نماز کے لیے نیا وضو کرے۔ مثال کے طور پر اگر اُس نے نمازِ مغرب کے لیے وضو کیا ہے تو اُسے چاہیے کہ نمازِ عشاء کے لیے بھی وضو کرے چاہے وہ پہلے سے باوضو ہو۔ ہر نماز کے لیے نیا وضو کرنا سنت ہے۔

اس کی دلیل: صحیح بخاری کی ایک روایت ہے کہ نبیﷺ ہر نماز کے وقت وضو کیا کرتے تھے۔ (صحیح بخاری، حدیث: 214۔)

یہ بھی سنت ہے کہ آدمی تمام دن باوضو رہے۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیﷺ نے فرمایا: ’’اور ایک مومن ہی وضو کی حفاظت کرتا ہے۔‘‘ (مسند أحمد: 5/282، وسنن ابن ماجہ، حدیث: 277۔)

دعا:

یہاں یہ بتانا مقصود ہے کہ مسلمان جب دعا کا ارادہ کرے تو اُسے کیا کرنا مسنون ہے۔ اس سلسلے میں چند سنتیں بیان کی جاتی ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱ طہارت کی حالت میں دعا کرنا:

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریمﷺ نے حضرت ابو عامر رضی

اللہ عنہ کو جیش اوساط کا قائد بنا کر روانہ کیا۔ حضرت ابوعامر رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے۔ شہادت سے پہلے انھوں نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو یہ وصیت کی کہ نبی ﷺ کی خدمت میں میرا سلام عرض کرنا اور یہ عرض کرنا کہ میرے لیے دعا فرمائیں۔ حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو تمام روداد سنائی اور ابو عامر رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی بتایا۔ میں نے عرض کیا کہ انھوں نے مجھ سے کہا تھا کہ میں آپ سے عرض کروں کہ آپ اُن کے لیے دعائے مغفرت کریں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے پانی منگوایا، وضو کیا، ہاتھ اٹھائے اور دعا فرمائی: "اے اللہ! اپنے ایک پیارے بندے ابو عامر کو بخش دے۔" (آپ ﷺ نے ہاتھ اس قدر بلند کیے کہ) مجھے آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی، پھر فرمایا: اے اللہ اس کو قیامت والے دن اپنی بہت ساری مخلوق سے یا اپنے بہت زیادہ بندوں سے زیادہ درجات عطا کرنا۔

(صحیح بخاری، حدیث: 4323، و صحیح مسلم، حدیث: 2498۔)

۲ قبلہ رو ہونا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کیا: جب بدر کا دن تھا، رسول اللہ ﷺ نے مشرکین کی طرف دیکھا۔ وہ ایک ہزار تھے۔ آپ ﷺ کے اصحاب تین سو انیس تھے۔ نبی ﷺ قبلہ رُو ہوئے، ہاتھ پھیلائے اور اپنے رب کو پکارنے لگے:

"اے اللہ! تو نے مجھ سے جو وعدہ کیا تھا، اُسے پورا فرما۔ مجھ سے تو نے جس شے کا وعدہ کیا تھا، وہ مجھے عطا کر۔ اے اللہ! یہ مٹھی بھر اہل اسلام آج مارے گئے تو پھر زمین میں تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔"

آپ قبلہ رُو، ہاتھ پھیلائے، اپنے رب کو پکارتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کی چادر مبارک کندھوں سے گر پڑی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے۔ چادر اٹھائی اور کندھوں پر ڈال دی۔ پھر وہ آپ سے لپٹ گئے اور عرض کیا: اللہ کے نبی! آپ کی دعا بہت کافی ہے۔ اللہ آپ سے اپنا وعدہ پورا کرے گا۔ (صحیح مسلم، حدیث: 1763۔)

۳ ہاتھ اٹھانا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی سابقہ روایت جس میں بیان ہوا ہے کہ پھر اللہ کے نبی ﷺ قبلہ رُو ہوئے اور اپنے ہاتھ پھیلائے۔ اس سنت کے متعلق بیشتر احادیث مروی ہیں۔

٤ حمد و ثنا اور درود شریف سے دعا کا آغاز کرنا:

حمد و ثنا اور درود شریف سے دعا کا آغاز کرنا چاہیے۔

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے کہ ایک آدمی آیا۔ اُس نے دعا کی: اے اللہ! مجھے معاف کر دے اور مجھ پر رحم فرما۔ آپ نے اس سے فرمایا: ”اے دعا کرنے والے! تم نے جلدی کی۔ جب تم دعا کے لیے بیٹھ جاؤ تو اللہ کی حمد و ثنا کرو اُس طرح جس کا وہ اہل ہے اور مجھ پر درود بھیجو، پھر اللہ سے دعا کرو۔“ (جامع ترمذی، حدیث: 3476۔)

٥ اسمائے حسنیٰ کے واسطے سے دعا کرنا:

دعا کرنے والے کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اُن اسمائے حسنیٰ کا انتخاب کرے جو اُس کی دعا سے مطابقت رکھتے ہوں، مثلاً: وہ رزق کا سوال کرے تو کہے: ”یا رازق۔“ رحمت کا سوال کرے تو کہے: ”یا رحمان، یا رحیم۔“ عزت کا سوال کرے تو کہے: ”یا عزیز۔“ مغفرت کا سوال کرے تو کہے: ”یا غفور۔“ شفا کا سوال کرے تو کہے: ”یا شافی۔“

یوں وہ اُن اسمائے حسنیٰ کے واسطے سے دعا کرے جو اس کی دعا سے مناسبت رکھتے ہوں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: **وللّٰہ الاسماء الحسنی فادعوہ بھا** ”اور اللہ ہی کے لیے اچھے نام ہیں، لہٰذا تم اسے ان (ناموں) سے پکارو۔“ (الأعراف 7:180۔)

٦ بار بار دعا کرنا اور نہایت اصرار سے دعا کرنا:

دعا کرنے والے کو چاہیے کہ وہ بار بار دعا کرے۔ دعا کے الفاظ بار بار دہرائے۔ دعا کرنے میں نہایت اصرار سے کام لے، نہایت آہ وزاری کرے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی سابقہ روایت میں ہے کہ آپ ﷺ تادیر نہایت اصرار اور الحاح و زاری سے دعا کرتے رہے یہاں تک کہ کندھوں پر سے چادر مبارک گر پڑی، اور ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ سے کہہ رہے تھے اے اللہ کے رسول ﷺ کافی دُعا ہو چکی ہے۔ (صحیح مسلم، حدیث: 1763۔)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ جب نبی ﷺ نے دوس کے لیے دعا کی تو آپ نے یوں دعا فرمائی: "اے اللہ! دوس کو ہدایت دے اور انہیں لے آ۔ اے اللہ! دوس کو ہدایت دے اور انہیں لے آ۔" (صحیح بخاری، حدیث: 2937۔)

ایک دوسری روایت میں ہے: "آدمی لمبا سفر کرتا ہے۔ بال پراگندہ، غبار آلود۔ وہ آسمان کی طرف ہاتھ بلند کرتا ہے: اے میرے رب! اے میرے رب۔" (صحیح مسلم، حدیث: 1015۔)
اس تکرار میں بھی الحاح و زاری ہے۔

آدمی کے لیے مسنون یہ ہے کہ وہ تین مرتبہ دعا کرے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب دعا کرتے تو تین مرتبہ دعا کرتے تھے، اور جب سوال کرتے تو تین دفعہ سوال کرتے تھے، پھر آپ ﷺ نے تین مرتبہ یہ کہا اے اللہ قریش کو ہلاک کر(صحیح بخاري، حدیث: 240، و صحیح مسلم، حدیث: 1794۔)

٧ پوشیدہ دعا کرنا:

ارشادِ ربانی ہے: ادعوا ربكم تضرعا وخفية "تم اپنے رب کو آہ و زاری کرتے ہوئے اور چپکے چپکے پکارو۔" (الأعراف 55:7۔)

پوشیدہ طور پر، چھپا کر، آہستہ سے دعا کرنا اخلاص کے زیادہ قریب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کے اس عمل کی تعریف فرمائی۔ ارشاد باری تعالیٰ: "اذ نادى ربه نداء خفيا" جب اس نے اپنے رب کو آہستہ آواز سے پکارا۔" (مریم 3:19۔)

فائدہ: بعض افراد یہ سوال کرتے ہیں کہ ہم دعا میں کیا مانگیں۔

جواب: دنیا اور آخرت کے معاملات میں جس بھی معاملے کے متعلق آپ کو مانگنا ہے، آپ مانگیے۔ یہ کوشش کیجیے کہ آپ کی دعائیں جامع کلمات پر مشتمل ہوں۔ ایسی دعائیں کتاب و سنت میں آئی ہیں۔ ایسی دعاؤں میں دنیا و آخرت کی بھلائیوں کا سوال کیا جاتا ہے۔ یہ سوال نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بھی پیش کیا گیا تھا۔ آپ نے جواب میں بہت عظیم دعائیہ کلمات بتائے تھے جو دنیا و آخرت کی تمام بھلائیوں پر مشتمل ہیں۔ یہ بہت بڑی بشارت ہے۔ دعاؤں میں ان کلمات کو حرزِ جان بنانا چاہیے۔

حضرت ابومالک اشجعی رحمہ اللہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں۔ ایک صاحب نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اللہ کے رسول! جب میں اپنے رب سے سوال کروں تو کیا کہوں؟ فرمایا: ''یوں کہو: 'اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْلِي وَارْحَمْنِي وَعَافِنِي وَارْزُقْنِي' ''اے اللہ! مجھے معاف فرما، مجھ پر رحم فرما، مجھے عافیت دے اور مجھے رزق عطا فرما۔'' آپ نے انگوٹھے کو چھوڑ کر ساری انگلیاں جمع کیں۔ یہ کلمات تمہارے لیے تمہاری دنیا اور آخرت کو اکٹھا کر دیں گے۔'' (صحیح مسلم، حدیث: 2697۔)

ایک روایت میں ہے کہ جب کوئی آدمی مسلمان ہوتا تو نبی ﷺ اسے نماز سکھاتے پھر اسے ان کلمات کے ساتھ دعا کرنے کا حکم ارشاد فرماتے:

'اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْلِي وَارْحَمْنِي وَاهْدِنِي وَعَافِنِي وَارْزُقْنِي'

''اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، مجھے ہدایت دے، مجھے عافیت دے اور مجھے رزق عطا فرما۔'' (صحیح مسلم، حدیث: 2697۔)

فائدہ:

یہ بھی سنت ہے کہ آدمی اپنے مسلمان بھائی کی عدم موجودگی میں اُس کے لیے دعا کرے۔ ایسی دعا باذن اللہ تعالیٰ قبولیت سے ہمکنار ہوتی ہے۔ یہ دعا، دعا کرنے والے کے لیے بڑے اجروثواب کا باعث بنتی ہے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے بھائی کی عدم موجودگی میں بندہ مسلم کی اُس کے لیے دعا، قبول کی ہوئی ہے۔ اُس کے سر کے قریب ایک فرشتہ مامور ہوتا ہے۔ وہ جب بھی اپنے بھائی کے لیے بھلائی کی دعا کرتا ہے، فرشتۂ مامور کہتا ہے: آمین۔ اور تمہارے لیے بھی ایسا ہی ہو۔'' (صحیح مسلم، حدیث: 2733۔)

◆ آپ کو اشد ضرورت ہے کہ آپ تنہائی میں اپنا محاسبہ کریں اور اپنے رب کو یاد کریں _ خاص کر اس زمانہ میں جب انشغال و غفلت عام ہو _

اللہ تعالیٰ کا ذکر:

سب سے بڑا ذکر کتاب اللہ کی تلاوت ہے۔ ہمارے اسلاف تلاوت کلام پاک کا بڑا التزام کیا کرتے تھے۔ وہ ارشاد باری تعالی **كانوا قليلا من الليل ما يهجعون وبالاسحار هم يستغفرون** ”وہ رات کو بہت ہی تھوڑا سوتے تھے۔ اور وہ سحری کے وقت مغفرت مانگا کرتے تھے۔“ (الذّٰریٰت 18,17:51۔) کا عملی نمونہ تھے۔ وہ تلاوت قرآن کے ساتھ ساتھ مسنون اذکار کا بھی خوب اہتمام کرتے تھے۔ کیا خوب تھیں راتیں ان کی کہ خود بھی جاگتے اور گھر والوں کو بھی جگاتے تھے! افسوس ہماری راتوں پر کہ ہم کس قدر کوتاہ ہمت ہیں۔ نہ راتوں کا قیام، نہ آہِ سحر گاہی بلکہ ہماری راتیں معصیت و نافرمانی سے بھرپور ہیں سوائے ان کے جن پر رب تعالیٰ رحم فرمائے۔

قرآن مجید سے صحابہؓ کرام کا تعلق کیسا تھا؟: حماد بن زید رحمہ اللہ عطاء بن سائب رحمہ اللہ سے بیان کرتے ہیں کہ ابوعبدالرحمن نے کہا: ”ہم نے قرآن مجید ایسے لوگوں سے پڑھا جو یہ بتاتے تھے کہ وہ جب دس آیات سیکھ لیتے تو اگلی دس آیات کی طرف نہیں بڑھتے تھے یہاں تک کہ اُن دس آیات میں بیان کردہ احکامات اچھی طرح جان لیتے۔ ہم قرآن بھی سیکھتے اور اُس پر عمل کرنا بھی۔ ہمارے بعد قرآن کے وارث وہ لوگ بنیں گے جو اسے پانی کی طرح پئیں گے۔ وہ اُن کی ہنسلیوں سے نیچے نہیں اترے گا۔ (سیر أعلام النبلاء: 4/269۔)

ذکر الٰہی، دلوں کی زندگی:

معاشی دباؤ، انتشار اور افرا تفری کے اس دور میں جبکہ مصروفیات بہت بڑھ گئی ہیں، بہت سے لوگ مردہ دلی اور پژمردگی (Depression) کی شکایت کرتے ہیں۔ ایسے افراد کے لیے یہ پیغام ہے کہ فرحت و مسرت، حیات القلوب، یعنی دلوں کی زندگی ذکر الٰہی میں ہے۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

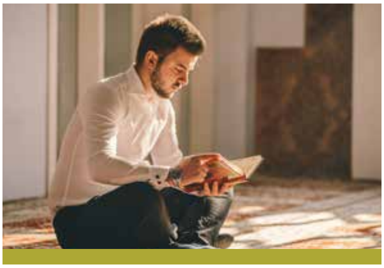

"اُس شخص کی مثال جو رب تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اور اُس کی (مثال) جو رب تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتا، زندہ اور مردہ کی مثال ہے۔" (صحیح بخاری، حدیث: 6407، و صحیح مسلم، حدیث: 779۔)

◆ اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر اپنے ذکر کی ترغیب دی ہے۔

١ اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر اپنے ذکر کی ترغیب دی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يا أيها الذين ءامنوا اذكروا الله ذكرا كثيرا وسبحوه بكرة وأصيلا

"اے ایمان والو! تم اللہ کو کثرت سے یاد کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح بیان کرو۔" (الأحزاب 33:41,42۔)

٢ اہل ذکر سے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور بڑے اجروثواب کا وعدہ فرمایا ہے۔ ارشاد باری ہے:

والذاكرين الله كثيرا والذاكرات أعد الله لهم مغفرة وأجرا عظيما

"اور اللہ کا بکثرت ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں، ان (سب) کے لیے اللہ نے بڑی مغفرت اور بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔"

٣ اللہ تعالیٰ نے منافقین کی صفات سے آگاہ کیا ہے جن میں ایک بڑی صفت قلتِ ذکر الٰہی ہے۔ فرمایا:

إن المنافقين في الدرك..........إلا قليلا

"بے شک منافقین اللہ کو دھوکا دیتے ہیں، مگر حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے انہیں دھوکے میں ڈال رکھا ہے اور جب وہ نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو سستی سے (دل سے نہ چاہتے ہوئے)، لوگوں کو دکھانے کے لیے کھڑے ہوتے ہیں اور وہ اللہ کو بس تھوڑا ہی یاد کرتے ہیں۔" (النسآء 4:142۔)

٤ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی انتباہ فرمایا کہ اموال اور اولاد کے معاملات میں مصروف رہ کر تمہیں ذکر اللہ سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔ فرمایا:

يأيها الذين آمنوا لا تلهكم .... هم الخاسرون

”اے ایمان والو! تمھارے مال اور تمھاری اولادیں تمھیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دیں اور جو کوئی یہ کام کرے تو وہی لوگ خسارہ پانے والے ہیں۔“ (المنافقون 63:9۔)

٥ ذکر الٰہی کی اس عظیم فضیلت اور اس بڑے شرف پر غور کیجیے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: **فاذكروني أذكركم** ”تم مجھے یاد کرو، میں تمھیں یاد رکھوں گا۔“ اللہ تعالیٰ نے حدیث قدسی میں فرمایا: ”میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں جو وہ میرے متعلق کرتا ہے۔ جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اُس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر وہ مجھے پوشیدہ طور پر یاد کرے تو میں بھی اُسے پوشیدہ طور پر یاد کرتا ہوں۔ اگر وہ سر محفل میرا ذکر کرے تو میں بھی ایسی محفل میں اُس کا ذکر کرتا ہوں جو اُس سے بہتر ہے۔“ (صحیح بخاری، حدیث: 7405، و صحیح مسلم، حدیث: 2675۔)

چند اذکارِ مسنونہ

١ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے یہ ذکر سو مرتبہ کیا، یہ اُس کے لیے دس غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔ اُس کی سو نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں سو برائیاں مٹا دی جاتی ہیں۔ اور وہ شام ہونے تک تمام دن شیطان سے محفوظ رہتا ہے۔

اس روز کسی کا عمل اس سے افضل نہیں ہوتا سوائے اُس کے جو اس سے بھی زیادہ کرے:

’لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيکَ لَهُ، لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيرٌ‘

اور جس نے دن میں سو مرتبہ یہ ذکر کیا اُس کی خطائیں مٹا دی جاتی ہیں، چاہے وہ سمندر کی جھاگ کی طرح ہوں۔“ (صحیح بخاری، حدیث: 3293، و صحیح مسلم، حدیث: 2691۔)

٢ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے دس مرتبہ یہ ذکر کیا وہ اس طرح ہے جیسے اُس نے اولادِ اسماعیل میں سے چار نفوس کو آزاد کرایا:

’لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَحْدَهُ لَا شَرِيکَ لَهُ، لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيرٌ‘ (صحیح بخاری، حدیث: 6404، و صحیح مسلم، حدیث: 2693۔)

٣ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ نے فرمایا: ”کیا تم میں سے ایک شخص اس سے عاجز ہے کہ ہر روز ہزار نیکی حاصل کرے؟“ حاضرین میں سے ایک صاحب نے عرض کیا: ہم میں سے ایک شخص ہزار نیکیاں کیسے حاصل کر سکتا ہے؟ فرمایا: ”سو مرتبہ تسبیح کرے۔ اُس کے لیے ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں یا اُس کی ہزار برائیاں مٹا دی جاتی ہیں۔“ (صحیح مسلم، حدیث: 2698۔)

٤ ایک روایت میں ہے:

جس نے دن میں سو مرتبہ 'سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ' کہا اُس کی خطائیں مٹا دی جاتی ہیں، چاہے وہ سمندر کی جھاگ کی طرح ہوں۔“ (صحیح بخاری، حدیث: 6405، و صحیح مسلم، حدیث: 2692۔)

ایک روایت میں ہے: ”جس نے صبح شام سو مرتبہ 'سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ' کہا روزِ قیامت کوئی شخص اس سے افضل عمل نہیں لائے گا سوائے اُس کے جس نے اس سے زیادہ کیا۔“
(صحیح مسلم، حدیث: 2692۔)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”کیا میں تمھیں جنت کا ایک خزانہ نہ بتاؤں؟“ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں۔ فرمایا: کہو: 'لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ' (صحیح بخاری، حدیث: 4202، و صحیح مسلم، حدیث: 2704۔)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرے لیے 'سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ' کہنا مجھے اُن تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے جن پر سورج طلوع ہوتا ہے۔“ (صحیح مسلم، حدیث: 2695۔)

استغفار بھی ایک اہم ذکر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی بہت ترغیب دی ہے۔ فرمایا: ”اے لوگو! اللہ کے حضور توبہ کرو۔ میں روزانہ سو مرتبہ اُس کے حضور توبہ کرتا ہوں۔“
(صحیح مسلم، حدیث: 2702۔)

یہ نبی اکرم ﷺ کا معمول تھا۔ آپ نے استغفار کی ترغیب بھی دلائی۔ اغر کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لوگو! اللہ کے حضور توبہ کرو، میں دن میں سو مرتبہ اُس کے حضور توبہ کرتاہوں۔“ (صحیح مسلم، حدیث 2702)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”واللہ! میں دن میں ستر سے زائد مرتبہ اللہ کے حضور توبہ استغفار کرتا ہوں۔“ (صحیح بخاری، حدیث: 6307۔)

سنتِ ذکر کا باب، میں ایک ذکر عظیم پر ختم کرتا ہوں۔ جو بخاری و مسلم میں آیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دو کلمے زبان پر ہلکے ہیں، میزان میں بھاری ہیں، الرحمن کو بہت محبوب ہیں۔“ وہ کلمات یہ ہیں:

'سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ' (صحیح بخاری، حدیث: 6406، و صحیح مسلم، حدیث: 2694۔)

سب تعریفیں اس اللہ کی ہیں جس کے انعام سے نیکیاں تکمیل کو پہنچتی ہیں

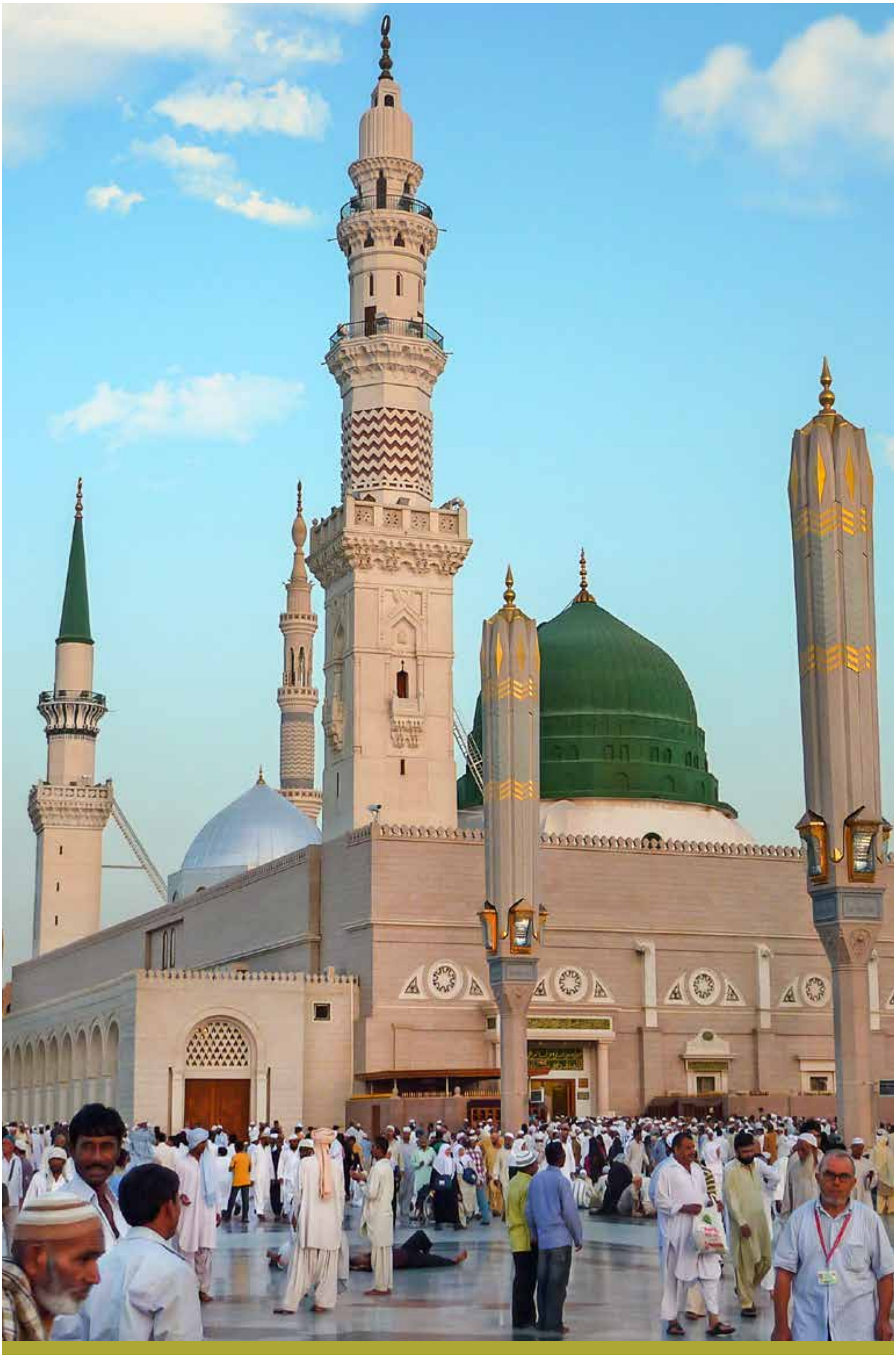

اُوردو

شب و روز کے مسنون اعمال

مقدمات

فجر سے پہلے کی سنتیں

فجر کے وقت کی سنتیں

چاشت کے وقت کی سنتیں

ظہر اور عصر کی سنتیں

مغرب کے وقت کی سنتیں

عشاء کے وقت کی سنتیں

کھانے کی سنتیں

سلام ، ملاقات اور مجلس کی سنتیں

لباس اور زیب و زینت کی سنتیں

چھینک اور جمائی کی سنتیں

عام سنتیں

جميع لغات المشروع
ALL LANGUAGES

اللغة الأوردية
URDU
LANGUAGE